

نداءِ یارسول اللہ
مع
زیارتِ قبور

مؤلفہ
عالم ربانی عارفِ حقانی

حضرت مولانا محمد صالح نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ

المتوفی
اگست ۱۹۵۹ء

المولود
۱۸۶۹ء اندازاً

المدفون
میتراں والی (سیالکوٹ)

UNIVERSITY OF LAHORE



منزل منظر علم شاہد رہ لاہور

بلاغ لیلۃ الایمان

جاء الحق زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

بیت حیات

یادِ نبویؐ تشریح و تفسیر صحیح عقائد کا سلسلہ نمبر ۲

نداءِ یارسول اللہ

اول حصہ

مع حصہ دوم یعنی

زیارت قبور مع زیارت حصہ

نداءِ یارسول اللہ کو اب چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے حصہ اول طبع ثانی ترمیم شدہ حصہ دوم زیارت قبور و زیارت روضہ مقدسہ یہ علامہ ابن تیمیہ کی کتاب زیارت قبور کا جواب ہے جو انہوں نے غلط فہمی سے استدلال کیا ہے۔ اس کا عالمانہ جواب دیا گیا ہے۔ اور حصہ سوم حیات الانبیاء والاولیاء طبع ثانی ترمیم شدہ حصہ چہارم الاستدواء والتوسل جس میں انبیاء و اولیاء سے مدد مانگنے اور ان کا وسیلہ کرنے کا ثبوت، دلائل عقلیہ و نقلیہ سے دیا گیا ہے۔ ان چاروں حصوں کے پڑھ لینے سے تمام اختلافی شہادت اور اعتراضات ہنس رہتے۔

مصنفہ ابوالبشیر محمد صالح علوی بن حضرت مولانا نعمت علی صاحب مجددی
میرٹھاولی ضلع سیالکوٹ (مغربی پاکستان)

۲۹۴۴۲

۷۳۰۰

68328

GIFT BOOK

ACC. G

1400

Date.....

14-04-00

P.U. LIBRARY LHR.

فہرست مضامین ندایار رسول اللہ ﷺ

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
	تقدیم	۱
	ندائے یار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ	۲
۳۰	پر اعتراضات کے جوابات	
۳۷	مطلق ندا اور اس کی اقسام مع تشریح	۳
۴۷	زندہ غائب کو پکارنے کی متعدد انواع	۴
۶۰	ندائے غائب کی صحیح کی متعدد صورتیں	۵
۷۷	حاضر و ناظر ہونے کے عقلی دلائل	۶
۸۰	تعددِ ارواح کے اثبات میں نقلی دلائل	۷
۸۱	تعددِ اجسام کے اثبات میں نقلی دلائل	۸
۹۱	شہداء کا زندوں کی طرح مجالس میں آنا	۹
۹۳	عالمِ مثال	۱۰
	اولیاء اللہ کا آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۱۱
۹۵	کو بیداری میں دیکھنا	
	جوازِ ندائے یار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲
۱۰۷	کے دلائل احادیث سے	

	ندائے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے	۱۳
۱۳۴	جواز کے دلائل اجماع امت سے	
	اولیاء اللہ کو غیبت میں حاضرانہ ندا کرنے کا	۱۴
۱۶۸	جواز اور اس کے دلائل	
	وہ آیتیں جن میں کفار اور بتوں کا ذکر ہے،	۱۵
۱۷۷	ان کا پڑھنا ذکر اللہ ہے	
۱۷۹	مناجات	۱۶
	وہ آیات جن میں ”يَدْعُوا“ کے معنی پکارنے	۱۷
۱۸۲	کے نہیں بلکہ عبادت کے ہیں	
۱۸۶	لَبَّ لُبَابِ نَدَائِ غَيْبِيَةِ	۱۸
۱۸۹	زیارت قبور	۱۹
۲۰۱	عورتوں کا قبرستان میں جانا	۲۰
۲۰۹	آداب زیارت قبور	۲۱
۲۱۸	زیارت روضہ مقدّسہ	۲۲
۲۸۰	سلام	۲۳

تقدیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب ہذا ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصنف اپنے دور کے جلیل القدر عالم ربانی اور عارف حقانی تھے۔ اسم گرامی محمد صالح تھا۔ اپنے کھوتے بیٹے محمد بشیر کے نام کی مناسبت سے کنیت ابوالبشیر تھی اور اشعار میں تخلص صوفی اختیار فرماتے تھے۔ آپ انیسویں صدی کے ربع ثالث میں ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں میتراں والی میں اپنے دور کے ممتاز عالم دین اور باکمال شیخ طریقت حضرت مولانا مست علی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ اسم گرامی کے ساتھ علوی بھی لکھا کرتے تھے اس سے متبادر یہی ہوتا ہے کہ آپ خلفہ چہارم حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی غیر فاطمی اولاد سے تھے۔

آپ کے والد ماجد حضرت مولانا مست علی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ زبیریہ میں شیخ المشائخ حضرت باواجی خواجہ نور محمد تیراہی ثم چوراہی قدس سرہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ ”انوار تیراہی“ صفحہ ۵۱ مطبوعہ نول کشور لاہور سن طبع

۱۹۱۰ء سے اشارتاً یہی معلوم ہوتا ہے۔ اور جواہرِ مجدّیہ صفحہ ۳۹۹ مطبوعہ فیصل آباد میں صراحت کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے کرام میں شمار کیا گیا ہے لیکن تاریخ مشائخ نقشبندیہ صفحہ ۲۸۲ مطبوعہ لاہور میں آپ کو باواجی چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کے لختِ جگر شیخ المشائخ حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی قدس سرّہ العزیز کے خلفاء میں سے شمار کیا گیا ہے۔ ہر دو اقوال کے درمیان تطبیق کی صورت یہ ہے کہ پہلے آپ نے حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ اقدس پر بیعت کی سلوک طے کر لینے کے بعد آپ ہی سے خرقہٴ خلافت سے سرفراز ہوئے اور مرشدِ کامل کے وصال کے بعد آپ نے ان کے جانشین حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ اقدس پر بیعت کی تجدید فرمائی اور انھوں نے آپ کو دوبارہ خلافت سے نوازا۔

اپنے مرشدِ برحق حضرت شیخ المشائخ خواجہ نور محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ وصال پر آپ نے تاریخی قطعات کہے جو ذیل میں درج ہیں:-

(۱)

رفت نور محمد ز دنیا
 کہ ہمہ عمر خود نہ گفتہ دروغ
 مست مسکین ہست خادمِ او
 سال تاریخ او بگفت فروغ

چون شاه موحدان رواں شد صد شرك و نفاقها عیان شد
تاریک شبے زدر درآمد چون نور مُحمد از جہاں شد
بے قہر خرد بگفت تاریخ خورشید مجدّدی نہاں شد

حضرت مولانا مست علی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے محمد صادق
جوانی کے عالم میں وفات پا گئے۔ حضرت مولانا محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ ان کے
چھوٹے صاحبزادے تھے۔ آپ کی عمر صرف تین سال کی تھی کہ والد ماجد کا سایہ
سر سے اٹھ گیا۔ یتیم بچے کی پرورش اور تعلیم کا بار گراں اُن کی والدہ کے کندھوں پر آن
پڑا۔ اس باہمت نیک سیرت خاتون نے ننھے بچے کی تربیت کا حق ادا کر دیا۔ اُن کی
تربیت کا ثمر ثمریں تھا کہ اُن کا نورِ نظر لختِ جگر آسمانِ علم و معرفت کا آفتاب و مہتاب
بن کر چمکنے لگا اور مخلوقِ خدا اس کے علمی و روحانی فیوض و برکات سے بہرہ مند ہونے لگی
جس کا ایک گونہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔

حضرت مولانا محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ برس کی عمر میں اپنے تایا جان
مولانا امیر علی رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن مجید ناظرہ پڑھا۔ اور پانچویں جماعت تک
دنیوی تعلیم حاصل کی۔

بچپن ہی میں آپ نے خواجہ خواجگان حضرت شیخ غلام محی الدین

رحمۃ اللہ علیہ باولی شریف کے دستِ اقدس پر بیعت کر کے اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی طرح سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ زبیریہ میں داخل ہوئے اور سلوکِ نقشبندیہ کی تکمیل کے بعد آپ ہی سے خلافت پائی۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں:-

”یہ فقیر پر تقصیر ایام طفولیت میں جناب عمدة العلماء زبدۃ الفقراء استاذی و

مرشدی حضرت مولانا مولوی غلام محی الدین ابن مجدّ دزماں حضرت خواجہ خان عالم ساکن باولی شریف من مضافات گجرات (پنجاب) کے در دولت پر حاضر ہو کر حکمِ نبوی بیعتِ مسنونہ سے شرف یاب ہوا تو دین و دنیا کے مشاغل میں دن دوئی رات چوگنی ترقی ہوئی۔ یہاں تک کہ حضور فیض گنجور نے تھوڑے ہی عرصہ میں اس ناچیز کو

جہّ خلافت عطا فرمایا۔“ مسائل العیدین صفحہ ۱۸ مطبوعہ خادم التعلیم پریس لاہور ۱۳۲۳ھ

حضرت خواجہ غلام محی الدین قدّس سرّہ حضرت شیخ المشائخ خواجہ محمد

خان عالم رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے صاحب زادے تھے۔ باولی شریف میں آپ چڑھدے والے پیر صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ کیونکہ ان کی رہائش گاہ مبارک اپنے برادرِ اکبر آفتاب شریعت و طریقت شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمد بخش قدّس سرّہ العزیز کی رہائش مبارک سے بجانب مشرق تھی۔ اور وصال کے بعد اپنے والدِ بزرگوار کے مزارِ اقدس کے مشرق کی جانب دفن ہوئے۔ ان کے برادرِ اکبر حضرت خواجہ محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ لہندے والے پیر صاحب کے نام سے مشہور تھے۔

خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد سلطان عالم نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ
مدفون خانقاہ سلطانیہ کالادیو آپ ہی کے مرید باصفا تھے۔ جنہوں نے تقریباً بارہ سال
تک باولی شریف میں رہ کر بڑی جانفشانی اور مثالی ادب کے ساتھ دن رات اپنے
آپ کو اپنے شیخ کی خدمت کے لئے وقف رکھا۔ ان خدمات جلیلہ کا صدقہ ہے کہ
آج بڑے بڑے کج کلاہوں کے سر آپ کی بارگاہ عالی کے نام و نسبت کے سامنے خم
دکھائی دیتے ہیں۔

حضرت خواجہ غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی تعلیم جوڑا کرنا نہ
(ضلع گجرات پنجاب) میں حضرت خواجہ حافظ خواجہ دین رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل
کی۔ موضع چچیاں (نزد کھڑی شریف) میں ایک حافظ صاحب جو باعمل، متقی اور متبحر
عالم دین تھے، سے فقہ کی کچھ کتابیں پڑھیں۔ پھر لاہور میں (استاذ الکل) حضرت
حافظ غلام احمد (صدر مدرس دارالعلوم نعمانیہ لاہور) سے فقہ حدیث اور تفسیر کی کتابیں
پڑھیں۔ حضرت مولانا شیخ محمد عبداللہ ساکن عمر چک نزد لالہ موسیٰ اور مفتی محمد سلیم اللہ
لاہور آپ کے ہمدرس تھے۔ (حالات و کرامات خواجہ غلام محی الدین مخطوط صفحہ ۴۵)

آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور
خلیفہ تھے۔ چنانچہ میاں محمد صادق قصوری تاریخ مشائخ نقشبندیہ صفحہ ۴۷ مطبوعہ لاہور
میں لکھتے ہیں:-

”شیخ المشائخ حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ نے حصول خلافت

حضرت مولانا محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ نے انگریزی تعلیم بھی حاصل کی۔ اور ۱۸۹۶ء میں اپنے آبائی گاؤں میتراں والی سے لاہور منتقل ہو گئے فکرِ معاش سے فراغت کے لئے آپ نے ریلوے کے محکمہ میں ملازمت اختیار کر لی۔ فارغ اوقات میں مختلف علمائے کرام سے دینی علوم پر عبور حاصل کیا جن کے نام ابھی تک معلوم نہیں ہو سکے۔ فقہ، تفسیر، حدیث، علم کلام میں مہارت حاصل کر لی۔ اس کے بعد قرطاس و قلم سے اپنا رشتہ استوار کر لیا اور یہ رشتہ تازیت برقرار رہا۔

حضرت مولانا محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ کثیر التصانیف عالم دین تھے ان کی ایک کتاب ”مسائل العیدین“ ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء میں چھپی اس کے دیباچہ میں اپنی تصانیف کے منصوبہ کے متعلق یوں تحریر فرماتے ہیں:-

”اگر عمر نے وفا کی تو انشاء اللہ اس قسم کے اتنے رسالے تیار کرنے کا ارادہ ہے جن کی تعداد سینکڑوں سے تجاوز ہو کر ہزاروں تک پہنچ جائے گی۔“

ایک مکتوب محررہ ۱۹۰۶ء میں یوں تحریر فرماتے ہیں:-

”میں نے ایک سو کتب مختلف مذہبی مضامین پر تیار کی ہیں۔ اور حنفی مذہب

اور صوفی مشرب کو مد نظر رکھا ہے۔“ (مکتوب بنام مولانا غلام محی الدین دیالوی)

(مخزونہ خانقاہ سلطانیہ کالاد یو، جہلم)

اس مکتوب کے بعد آپ پچاس سے زائد سال تک حیات رہے اس طویل

عرصہ میں نہ معلوم اس تعداد میں کتنا اصابہ ہوا ہوگا جن تصانیف کے نام معلوم ہو سکے

ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

۲۰	صفحات	۱- تصویرِ شیخ
۶۰	'	۲- ضرورتِ شیخ
۳۲	'	۳- تاثیرِ کلام
۶۰	'	۴- دعا
۱۰۰	'	۵- فضائلِ الجُمُعہ
۲۰	'	۶- فضائلِ الصیام
۶۰	'	۷- تحقیقِ لیلةِ القدر
۲۰۰	'	۸- گلدستہٴ تصوّف
۶۰	'	۹- ترغیبِ الجماعۃ
۱۰۰	'	۱۰- وعیدِ نمازاں
۲۰۰	'	۱۱- التوحید

یہ تفصیل آپ نے اپنے اس مکتوب میں لکھی ہے جس کا ابھی اوپر تذکرہ ہو

چکا ہے۔

جناب پروفیسر آفتاب احمد نقوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی کتاب پر وہ کے شروع میں ایک مقدمہ تحریر کیا ہے جس میں درج ذیل کتابوں کے نام درج ہیں:-

- ۱۲- پردہ
- ۱۳- فقہ نعمانی اردو ترجمہ خلاصہ کیدانی
- ۱۴- فضائلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کتاب چار حصوں میں تقسیم ہے۔

پہلے حصہ میں یا رسول اللہ کہنے کی تحقیق ہے۔ دوسرا حصہ زیارتِ قبور، روضہ اقدس کی شرعی حیثیت اور علامہ ابن تیمیہ کے نظریات کی تردید پر مشتمل ہے۔ یہ دونوں حصے ایک جلد میں شائع ہوئے ہیں، ان کا مفصل تعارف قارئین آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

تیسرا حصہ حیاتِ انبیاء و اولیاء کے بیان میں ہے۔ یہ حصہ الگ جلد میں طبع ہوا۔

چوتھے حصہ میں استمداد و توسل کا بیان ہے۔ یہ حصہ بھی الگ جلد میں طبع ہوا۔

۱۵۔ نماز حنفی مدلل یہ کتاب کئی اجزاء پر مشتمل ہے۔

۱۶۔ علمِ غیب۔

۱۷۔ مسائل العیدین۔

۱۸۔ قیام امام مہدی حصہ اول و حصہ دوم۔

۱۹۔ عامل بنانے والی کتاب۔

۲۰۔ خطبات الحنفیہ۔

۲۱۔ تحفۃ الاحباب فی مسئلہ ایصالِ ثواب۔

یہ کتاب ادارہ ہذا کی طرف سے چھپ کر مفت تقسیم ہو چکی ہے۔

۲۲۔ جنگِ بلقان۔

۲۳۔ نماز مترجم۔

۲۴۔ سوانح عمری رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۲۵۔ سلسلہ اسلام دس حصے۔

۲۶۔ انوار اللمعة فی اسرار الجمعة۔

۲۷۔ احتیاط النظر۔

۲۸۔ آداب سلام۔

۲۹۔ شبِ برات۔

۳۰۔ مناجات۔

۳۱۔ رسالہ حقہ۔

۳۲۔ آسان تعلیم الاسلام چھ حصے۔

۳۳۔ انسان کامل۔ اسی کتاب یعنی ندائے یا رسول اللہ کے صفحہ ۴۲ میں

اس کا ذکر حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے خود کیا ہے۔

۳۴۔ منہاج القبول فی آداب الرسول۔ یہ کتاب بھی ادارہ ہڈانے

شائع کر کے مفت تقسیم کی ہے۔

آپ اپنی تصانیف خود اپنے اہتمام سے چھپواتے اور پھر انہیں عوام الناس

تک پہنچانے کے لئے لاہور میں ایک مکتبہ قائم کر رکھا تھا اس کا نام مکتبہ حنفیہ

تھا، جہاں پر اپنی تالیفات کے علاوہ دیگر اداروں کی عربی، فارسی، اردو مطبوعات بھی

فروخت کے لئے رکھی جاتی تھیں۔ اپنے ایک مکتوب میں مولانا غلام محی الدین

دیالوی رحمۃ اللہ علیہ کو یوں تحریر کرتے ہیں۔

”اور نیز اگر کوئی دینی وغیرہ کتب عربی، فارسی، اردو وغیرہ مطلوب ہوا

کرے تو ہمارے کتب خانہ سے طلب فرمایا کریں، ان شاء اللہ دیگر کتب فروشوں سے
بارعایت مال بھیجا جائے گا“

حضرت مولانا کے والد گرامی حضرت مولانا مست علی نقشبندی مجددی
رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ اس وقت انتقال فرمایا جب آپ کی عمر صرف تین سال تھی
انہوں نے جی بھر کر اپنے والد گرامی کو دیکھا بھی نہ تھا نہ وہ عمر استفادہ کی تھی، لیکن
مولانا محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ جب دینی علوم سے کامل طور پر بہرہ ور ہوئے اور انہیں
اپنے والد گرامی قدر کی علمی اور روحانی رفعتوں کا علم ہوا تو ان سے گہری عقیدت پیدا
ہو گئی، ان کے اخلاق عالیہ اور ان کی علمی و روحانی بصیرت کو انہوں نے یوں نظم کی
صورت میں خراج عقیدت پیش کیا ہے:-

کیا لکھیں ہم ان کے محاسن کو	کیا لکھیں چھوٹا منہ بڑی ہے بات
تھے وہ شیریں کلام و خندہ دہن	بات تھی ان کی مثل قد و نبات
ہر کسی سے بخندہ پیشانی	مسکرا کر وہ کرتے تھے بات
کاشفِ معنی اصول و فرع	واقفِ کلیات و جزئیات
تھے وہ علامہ جمیع علوم	تھے وہ فہامہ جمیع نکات
اوجِ چرخِ معانی والفاظ	موجِ بحرِ لغات و اصطلاحات
نکتہ دانِ ضمائر و اعلام	رمزِ فہمِ معارف و نکرات

صدرِ ایوانِ منصبِ تدریس شانِ ذی شانِ مُلکِ معقولات

تھے کمالِ جمال کے مصباح تھے جمالِ کمال کے مشکات

تحفۃ الاحباب فی مسئلہ ایصال الثواب کی اولین اشاعت کے صفحہ ۲، ۳ پر ان

کے لئے یہ واقع القاب انہوں نے ذکر فرمائے ہیں:-

”قدوة السالکین، زبدة العارفين، منظر الطاف رحمانی، مصدر معارف

صدائی قدوة الواصلین، عمدة کاملین، ماہر علوم شرعیہ، واقف فنون اصلیہ و فرعیہ، عالم،

عالم، واعظ خوش تقریر، ناصح سراپا تاثیر حضرت مولانا مست علی نقشبندی مجددی

نوری۔ طاب اللہ ثراه وجعل الجنة مثواه۔

رَبِّ اَدْخِلْهُ جَنَّةَ الْمَأْوٰى خَالِدًا فِي الْقُصُوْرِ وَالْغُرَفَاتِ

مَوْتُهُ كَانَ ثَلْمَةً فِي الدِّينِ اِنَّهُ قَالَ شَافِعٌ لِعَصَاتِ

دینی مدارس کے طلباء پر حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ بہت شفقت فرمایا

کرتے تھے جامعہ حنفیہ سیالکوٹ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ محمد عالم

رحمۃ اللہ علیہ اپنے طالب علمی کے زمانہ کی، جب وہ حزب الاحناف لاہور میں زیر

تعلیم تھے، یادداشتوں کو یوں بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد صالح رحمۃ اللہ

علیہ اکثر حزب الاحناف آیا کرتے تھے طلباء کو اپنے ساتھ لے جاتے ان کی مالی

امداد و اعانت فرماتے، انھیں پُر تکلف کھانے کھلایا کرتے۔

ان سے یوں بھی

روایت فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ کبھی گھر میں کھانا پکواتے، خدام سے اٹھوا کر حزب الاحناف لاتے اور طلباء کو کھلایا کرتے تھے۔

حضرت مولانا محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً نوے برس کی عمر گزار کر اگست ۱۹۵۹ء میں وصال فرمایا اس وقت آپ لاہور ہی میں مقیم تھے، وفات کے وقت ان کے اکلوتے بیٹے میاں محمد بشیر، ایم، اے، بعارضۃ قلب ہسپتال میں داخل تھے، ان کی مخدوش حالت کے باعث ان کو والد ماجد کی وفات سے باخبر کرنا مناسب نہ سمجھا گیا، اور لاہور ہی میں ان کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

دو سال بعد ۱۹۶۱ء میں ان کی میت کو ان کے آبائی گاؤں میتراں والی کی مسجد کے احاطہ میں منتقل کر دیا گیا، جہاں آپ کے والد ماجد حضرت مولانا مست علی نقشبندی مجددی نوری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے برادر محترم حضرت مولانا محمد صادق صاحب کی قبور تھیں، یہ قبور جامع مسجد کے صحن کے شمال مغربی کونے میں ہیں، قبور کی ترتیب مشرق سے مغرب کی طرف یوں ہے:-

۱۔ مولانا مست علی رحمۃ اللہ علیہ ۲۔ مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ مولانا محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ

قبور پختہ ہیں اور سادگی کا مرقع ہیں، دنیا کی بے ثباتی اور بے وفائی کا آئینہ ہیں سرہانے کے کتبوں سے زائر کو یہ علم نہیں ہوتا کہ ان قبور میں کتنی با عظمت ہستیاں

آسودہ ہیں۔ کاش ان کی اولاد یا عقیدت مندوں سے کوئی ان کے سرہانے ایسے کتبہ جات نصب کرادے کہ زائر کو ان مدفونین کے بار میں کچھ تعارف ہو جائے۔ اور فاتحہ پڑھ کر ان کے فیوض و برکات سے متمتع ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں دینِ متین کا درد اور اہل اسلام کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کا جذبہ وافر مقدار میں ودیعت فرما رکھا تھا، جب کبھی گمراہ لوگوں کو اپنے باطل عقائد کی اشاعت میں سرگرم عمل ملاحظہ فرماتے تو آپ کا دل کڑھتا ایک جگہ اس کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں:-

”بردرانِ احناف آپ زمانہ کی رفتار اور دیگر مذاہب کی اشاعت کی طرف توجہ کریں کہ وہ کیسی سرگرمی اور جان کاہ کوششوں سے اپنے عقائدِ باطلہ کی اشاعت کر رہے ہیں کہ آئے دن ہم میں سے کتنے ہی اشخاص نکل کر ان کے ہم خیال ہو رہے ہیں۔“ (تحفة الاحباب صفحہ ۶ طبع اول)

آپ رحمۃ اللہ علیہ قرطاس و قلم اور تحریر کی دیرپا تاثیر سے بخوبی آگاہ تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے اُس زمانے میں اہل سنت کے لٹریچر کی کمی پورا کرنے کی بھرپور کوشش فرمائی جب کہ عام علمائے کرام باطل نظریات کے خلاف تقاریر اور ان کے حاملین سے مناظروں کو کافی دشمنی خیال کرتے تھے، اس کے لئے آپ نے سینکڑوں تصانیف یادگار چھوڑیں، ان میں صرف چند ایک زیورِ طبع سے آراستہ ہو سکیں، اور باقی مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ معدوم ہوتی گئیں۔

آپ کی ہر تالیف میں اثباتِ دعویٰ میں ایسے دلائلِ قاہرہ اور مخالفین کے اعتراضات اور شکوک و شبہات کی تردید میں ایسے شافی جواب ہیں کہ اپنوں کی آنکھیں اس کے مطالعہ سے ٹھنڈی اور دلِ اطمینان پذیر ہو جاتا ہے۔ اور مخالفین کے اعتراضات تاریک و عکسبوت معلوم ہونے لگتے ہیں، ان کے لئے اعترافِ حق یا کم از کم خاموشی کے بغیر چارہ باقی نہیں رہتا، آپ کے مابعد کے مصنفین، محققین، علماء، واعظین، مناظرین اور مبلغین آپ کی تصانیف سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔

حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے شیخِ طریقت حضرت خواجہ غلام محی الدین باولی شریف رحمۃ اللہ علیہ عقیدہ کے بارے میں بہت حساس طبیعت کے حامل تھے، بدعتی فرقوں مثلاً غیر مقلد و ہابیہ دیوبندیہ اور شیعہ وغیرہ سے شدید نفرت رکھتے، ان کے ساتھ سلام کلام کے روادار نہ تھے، بالخصوص شانِ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کے مرتکب و ہابیہ فرقہ کے معاملہ میں وہ اشدّاء علی الکفار کی عملی تصویر تھے۔ حضرت مولانا محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے شیخِ کامل کی اتباع میں اسی صفت سے موصوف تھے، مخالفین کی شانِ رسالت میں گستاخیوں اور اہل سنت کی خوابِ غفلت اور کم کوشی پر اپنے درِ دل کا اظہار یوں فرماتے ہیں:-

آج محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ادبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جذبہ سرد پڑ چکا ہے آج دشمنانِ اسلام، ناموسِ رسول پر گستاخانہ تعدی کرتے ہیں تو شاذ و نادر ہی کوئی اکادکا عاشقِ رسول ہی باز پرس کے لئے جان ہتھیلی پر لے کر

نکلے ورنہ کافہ اُمت پر عافیت پسندی کی غنودگی طاری ہے کہ اس خارِ زار میں قدم

رکھنے کی جرأت ہی نہیں رہی۔ (منہاج القبول صفحہ ۱۵ طبع جدید)

”الغرض حضرت مولانا محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ جہاں ایک عظیم المرتبت

شیخِ طریقت اور باکمال ولی تھے وہیں ایک جید عالم اور وسیع النظر مصنف بھی تھے،

ہر میدان میں ان کے باقیات صالحات امتِ مرحومہ کی راہنمائی کا کام دیتے رہیں

گے۔“ ان شاء اللہ المولیٰ العزیز۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے زمانہ مبارک سے لے کر

حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے صاحب زادگان حضرت شاہ عبدالعزیز حضرت رفیع

الدین اور حضرت شاہ عبدالقادر رحمہم اللہ تعالیٰ کے زمانہ تک برصغیر پاک و ہند تک

کے مسلمان دو گروہوں میں منقسم رہے۔ ۱۔ اہل سنت و جماعت ۲۔ شیعہ

اسی دوران انگریزوں کی تجارتی اغراض سے آئی ہوئی جمعیت ایسٹ

انڈیا کمپنی نے اپنے قدم جمائے اور ہندوستان کے خاصے بڑے رقبے پر اپنی حکومت

قائم کر لی، مفتوحہ علاقوں میں اپنا قبضہ مضبوط تر کرنے اور مزید علاقوں کو اپنی قلم رو میں

شامل کرنے کے نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے انگریزوں نے تقسیم

کر و حکومت کرو کا اصول اپنا رکھا تھا، جو ان کے مقصد کے حصول کے لئے بہت موثر

ثابت ہوا۔

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خاندان کو برصغیر میں اعلیٰ و ارفع علمی و روحانی مقام حاصل تھا۔ مسلمان اہل سنت و جماعت کی بد نصیبی کہ اسی خاندان سے مولانا شاہ اسماعیل دہلوی کا ظہور ہوا جن کی طبیعت پر محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تعلیمات کا افسوس ایسا چلا کہ ان کا ظاہر و باطن اسی رنگ میں رنگا گیا۔ ان کی تصنیف ”تقویۃ الایمان“ اہل سنت و جماعت کے پاکیزہ اور وسیع اور پُر سکون سمندر میں ایک گراں بار پتھر کے گرنے کے مشابہ تھی، جس سے توحید الہیہ کے نام پر بارگاہ نبوی کے احترام و اکرام میں کمی بلکہ گستاخیوں کے حلقے پیدا ہوتے گئے، گردشِ زمان کی بادِ مخالف نے ان حلقوں کی تندگی اور شدت میں آئے دن اضافہ ہی کیا، اس کتاب کی اشاعت کے نتیجہ میں اہل سنت و جماعت میں باہمی اختلاف کی خلیج کو آئے دن وسیع ہوتا دیکھ کر انگریزوں نے اسے اپنے لئے مفید مطلب پایا، چنانچہ اس کا انگریزی ترجمہ کرا کے انگلستان سے شائع کیا۔ ملکِ خداداد کے معروف محقق اور ممتاز تاریخ دان اور کئی کتابوں اور مقالوں کے مصنف پروفیسر منظور الحق صدیقی اس تاریخی حقیقت کی نقاب کشائی یوں کرتے ہیں:-

”۱۸۲۳ء میں برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت نے قدیم دلی کالج کو پھر سے چلانے کا فیصلہ کیا، اس کالج میں تمام مضامین اردو میں پڑھائے جاتے تھے، ۱۸۲۷ء میں ایک جماعت کھولی جس میں انگریزی ایک مضمون کے طور پر پڑھائی جانے لگی، پہلے سال اس جماعت میں چھ طالب علموں نے داخلہ لیا۔ موہن لعل،

شہامت علی، جواہر لعل، رام کشن، ہادی حسن اور سیو پرشاد۔ ان میں سے پہلے دو مختلف اوقات میں حسن ابدال آئے۔ موہن لعل کا صفحاتِ گذشتہ میں ذکر ہو چکا ہے، شاہ اسماعیل شہید بالا کوٹ کی کتاب تقویۃ الایمان کا انگریزی میں ترجمہ شہامت علی نے کیا جو لندن سے ۱۸۵۲ء میں شائع ہوا۔“

(تاریخ حسن ابدال صفحہ ۱۲۵، ۱۲۶ ادارہ تحقیقات پاکستان، دانش گاہ پنجاب لاہور)

ظاہر ہے کہ تقویۃ الایمان کے انگریزی ترجمہ کی اشاعت سے غرض انگریزوں کے اپنے عقائد کی اصلاح تو ہرگز نہ تھی، اس کا مقصد صرف اردو زبان سے ناواقف انگریز دانش وروں کو ایک معتبر دستاویز مہیا کرنا تھا جس کو استعمال کر کے مسلمانوں کے مابین اختلاف کو وسیع تر کر کے اپنے گھناؤنے اور مذموم مقاصد کو جلد از جلد حاصل کر لیں چنانچہ انہوں نے اسے ایسے مکارانہ طریقوں سے استعمال کیا کہ اختلاف کی یہ خلیج آج تک وسعت ہی اختیار کرتی چلی جا رہی ہے۔

تقویۃ الایمان اہل اسلام کے علمِ کلام، مجادلہ اور مناظرہ کے بالکل نئے اور اچھوتے باب کے اصافہ کا باعث بنی، اس باب کے بے شمار ضمنی موضوعات پر آج تک جس قدر طرفین میں اعتراضات اور ان کے جوابات کے سلسلہ میں جو چھوٹی بڑی کتابیں اور رسالے تصنیف ہوئے ان کی تعداد سینکڑوں بلکہ ہزاروں میں ہوگی، مناظروں، مجادلوں اور تقاریر کی تعداد کا کوئی حساب کتاب نہیں، اس سلسلہ میں اٹھنے والا خرچ اور اس میں استعمال ہونے والی ذہنی کاوشوں کا کوئی شمار نہیں۔

زیر نظر کتاب سلف صالحین کے معمولات و عقائد پر اسماعیلی گروہ یعنی وہابیہ دیوبندیہ وغیرہ کے اعتراضات و شکوک و شبہات کے رد میں تحریر کی گئی ہے، اس کتاب کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ندائے یارسول اللہ کے جواز اور دوسرا حصہ زیارت قبور کے جواز و استحسان کے اثبات میں ہے۔

پہلے حصہ میں نداء کی مختلف اقسام اور ان کے تفصیلی احکام اور ان احکام کے اثبات میں قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے فرمودات و معمولات کو نہایت ہی جامع اور منظم انداز میں پیش کیا ہے، اور دوسرے حصہ میں زیارت قبور اور بالخصوص بارگاہ نبوی کی حاضری کے بارے میں مخالفین کے اعتراضات کے تار پود کو دلائلِ قاہرہ سے ہبائے منتوراً کر دیا گیا ہے، زیر بحث مسائل کا کوئی پہلو تشنہ تکمیل نظر نہیں آتا۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی وسعت نظر کو داد دیئے بغیر رہا نہیں جاسکتا، انداز تحریر انتہائی سلیس اور سادہ ہے، عام فہم تحریر کی بدولت کم سواد افراد کی مطالب تک رسائی بھی ممکن نظر آتی ہے، بیان کا انداز مناظرانہ اور مجادلانہ نہیں بلکہ حکیمانہ اور مصلحانہ ہے جو موافق اور مخالف ہردو کے لئے دعوتِ فکر کا حامل ہے۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں یہ کتاب دو دفعہ زیورِ طبع سے آراستہ ہوئی، پہلے مختصر انداز میں اور پھر تفصیلی انداز میں اور عرصہ سے نایاب تھی، ایسی کتابوں کا عام ہونا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

دعا یہ ہے کہ وہ الرحم الرحیمین ذات اپنے محبوب بندوں کے طفیل
ادارہ مظہر علم کے کارکنان کو علم اور عمل میں اخلاص نصیب فرمائے
اور ادارہ کو مزید اعلیٰ سے اعلیٰ علمی فتوحات سے نوازے۔

اس دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

محمد علیم الدین نقشبندی عفی عنہ

۳ ربیع النور ۱۴۲۶ھ

۱۳ اپریل ۲۰۰۵ء

یوم الاربعاء

ندائے پارسول اللہ ﷺ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ وَشَرَّفَهُ
 عَلٰی سَائِرِ الْاَنْوَاعِ بِنُورِ الْعِرْفَانِ . وَمَنْ عَلٰی الْمُؤْمِنِيْنَ
 اَذْهَبَهُمْ سَبِيْلَ خَيْرِ الْاَدْيَانِ . بِاَرْسَالِ حَبِيْبِهِ وَرَسُوْلِهِ سَيِّدِ
 الْاِنْسِ وَالْجَانِّ . مُحَمَّدٍ دَاعِي التَّوْحِيْدِ وَالْاِيْمَانِ مَا جِيَ الْكُفْرُ
 وَالطُّغْيَانِ . اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ وَصَحْبِهِ
 الَّذِيْنَ نَصَرَهُمُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ خَالَفَهُمْ بِالْحُجَجِ وَالْبُرْهَانِ .
 وَعَلٰى تَابِعِيْهِمْ وَتَبِعِ تَابِعِيْهِمْ وَفُقَهَائِهِمْ وَمُخَدِّثِيْهِمْ
 خُصُوْصًا الَّذِيْنَ فَضَّلَهُمُ اللّٰهُ بِرُتْبَةِ الْاِجْتِهَادِ وَاسْتِنْبَاطِ
 الْمَسَائِلِ مِنَ السُّنَّةِ وَالْفُرْقَانِ . وَكَثْرَ جُنُوْدِ اَهْلِ السُّنَّةِ
 وَالْجَمَاعَةِ بِمُتَابِعِيْهِمْ فِي الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ وَاکْثَرِ الْبُلْدَانِ
 . خُصُوْصًا اَتْبَاعِ اِمَامِ الْاِيْمَةِ اَبِي حَنِیْفَةَ النُّعْمَانِ . وَكَسْرِ
 شَوْكَةِ الْفِرْقَةِ الْمُبْتَدِعَةِ فِي سَائِرِ الْاَزْمَانِ بِالْخِذْلَانِ
 وَالْجِرْمَانِ . مَا اخْتَلَفَ الْمَلَوَانِ وَتَعَاقَبَ الْعَصْرَانِ .

68328
G-1450

کس کا منہ ہے جو ثنا خواں ہو تمہارا یا رسول
 مدح میں ہے آپ کی قرآن سارا یا رسول لے
 انبیاء جتنے ہوئے پیدا بجا ہیں سب مگر
 سب سے افضل ہے تمہاری شانِ والا یا رسول لے
 آپ کو ختم الرسل حق نے کہا اس واسطے
 آپ کے بعد اب کوئی مُرسَل نہ ہو گا یا رسول لے
 معجزہ مشہور ہے کونین میں یہ آپ کا
 ماہ کو دو کر کے پھر اک جا ملایا یا رسول لے
 جسمِ والا پر کبھی مٹھی نہ بیٹھی آپ کے
 بار ہا کرتا تھا سر پر ابر سایہ یا رسول لے
 عطر و عنبر کو کہاں ایسی بھلا خوشبو نصیب
 آپ کا تھا غیرتِ عنبر پسینہ یا رسول لے
 جن گلی کوچوں سے تھے تشریف لے جاتے حضور
 تین دن رہتی تھی پُر خوشبو سے وہ جا یا رسول لے
 بس کہ جسمِ پاک و اطہر تھا سرا پا نور کا
 اس لئے اُس کا زمین پر تھا نہ سایہ یا رسول لے

ایک دودس بیس باتیں ہوں تو ہم کر دیں بیاں
 آپ نے جو حق سے چاہا وہ ہے پایا یا رسول لے
 ہے بھروسہ ہم کو دوزخ سے تمہیں لو گے بچا
 ہم کو بے شک آپ ہی کا ہے سہارہ یا رسول لے
 نارِ دوزخ سرد ہو گی اس بشر پر بالیقین
 آپ کو جس نے محبت سے پکارا یا رسول لے

مدتِ مدید سے میرے دل میں یہ خواہش تھی کہ اختلافی مسائل کے ہر ایک
 عنوان پر ایسے جامع مضامین سلیس اردو میں لکھے جائیں کہ جس سے عوام الناس اور
 کم علم لوگوں کے شکوک اور شبہات رفع ہو جائیں تاکہ ان کو پھر کسی اور کتاب کو
 دیکھنے کی ضرورت ہی نہ رہے۔ پس میں نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مخالف اور موافق
 رسالوں کا مطالعہ کرنے کے بعد قولِ فیصل پر لکھنا شروع کیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ تھوڑے ہی
 عرصہ میں چند مشہور معرکہ الآرا اختلافی مضامین تیار ہو گئے۔

چنانچہ ان میں سے مفصلہ ذیل مضامین شائع کر دیئے گئے:-

- (۱) ندائے یا رسول اللہ ﷺ (۲) حیات الانبیاء والاولیاء (۳) علمِ غیب
- رسول ﷺ (۴) اسلامی پردہ (۵) آدابِ رسول ﷺ (۶) ایصالِ ثواب
- (۷) عملیات و تعویذات۔

لے صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم

سب سے پہلے میں نے رسالہ ندائے یار رسول اللہ ﷺ شائع کیا تھا، اس میں حیات الانبیاء والاولیاء اور امداد و اعانت کا مضمون بھی مختصر لکھا گیا تھا، بعد میں حیات الانبیاء والاولیاء کے مضمون کو بڑھا کر علیحدہ شائع کر دیا، اب جب کہ ہر دو رسالہ نایاب ہو گئے تو دوبارہ چھاپنے کا ارادہ کیا، اس لئے ان مضامین کو نئے سرے سے لکھنا شروع کیا اور بہت سے اضافہ جات کر کے چار حصوں میں منقسم کر دیا:-

حصہ اول ندائے یار رسول اللہ ﷺ حصہ دوم زیارت قبور

حصہ سوم حیات الانبیاء والاولیاء

حصہ چہارم استمداد و توسل۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝

ابوالبشیر محمد صالح بن حضرت مولانا مست علی مجددی۔

بمقام میٹراں والی۔ ضلع سیالکوٹ (پاکستان)



ندائے غائب پر مانعین کے اعتراضات

ندائے غیبیہ پر منکرین اور مانعین بالعموم مفصلہ ذیل اعتراضات کرتے کیا ہیں:-

صرفی نحوی دلائل

(۱) کلمہ یا حاضر کے واسطے مختص ہے۔ لہذا اس کو غائب کے لئے استعمال کرنا خلاف شرع اور خلاف قواعد زبان ہے۔

(۲) کلمہ یا صرف حاضر (موجود) زندہ کے واسطے ہی استعمال کرنا صحیح ہے، مردہ کے واسطے جائز نہیں، خواہ نبی ہو، یا ولی۔

(۳) کلمہ یا سے استمداد بھی مقصود ہوتی ہے، اس لئے غیر اللہ سے مدد مانگنا ممنوع اور شرک ہے خواہ نبی ہو، یا ولی، زندہ ہو یا مردہ۔

ان اعتراضات کی تائید میں ذیل کی آیات اور احادیث استدلالات کی جاتی ہیں:-

قرآنی دلائل

(۱) لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطٍ كَفِيهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ ط وَمَا دَعَاءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِى ضَلٰلٍ (سورة الرعد / رکوع ۲)

ترجمہ:- اسی کا پکارنا حق ہے اور جن بتوں کو یہ لوگ پکارتے ہیں اللہ کے سوا وہ ان

کی حاجت پر بالکل نہیں پہنچتے، مگر جیسے کوئی پھیلا رہا ہے اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف کہ پانی آہنچے اُس کے منہ تک حالانکہ وہ اس تک پہنچنے والا نہیں اور کافروں کی جتنی پکار ہے سب گمراہی ہے۔

(۲) وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ۝

ترجمہ:- اور یہ کہ مسجدیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں، پس نہ پکارو اللہ تعالیٰ کے سوا

کسی کو۔ (سورۃ الجن، رکوع ۱، آیت ۱۸)

(۳) وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ

لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَفْلُونَ ۝

(سورۃ الاحقاف، رکوع ۱، آیت ۵)

ترجمہ:- اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو پکارتا

ہے جو قیامت تک اُسے جواب نہ دیں، اور اُن کو اُن کے پکارنے تک کی خبر نہیں۔

(۴) فَإِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تَسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا

وَلَوْ أُمْدَبِرِينَ ۝ (سورۃ الروم، رکوع ۵، آیت ۵۲، سورۃ النمل، رکوع ۲، آیت ۸۰)

ترجمہ:- تو نہیں سنا سکتا مردوں کو اور نہیں سنا سکتا بہروں کو پکارنا، جب کہ وہ رو

گردانی کریں منہ پھیر کر۔

(۵) وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ

فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ (سورۃ یونس، رکوع ۱۱، آیت ۱۰۶)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ کے سوا کسی ایسی چیز کو نہ پکارو جو تمہارے نفع نقصان کی مالک نہ

ہو، اگر کیا تو ظالموں سے ہو جاؤ گے۔

(۶) فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ۝ (سورة الجن رکوع ۱ آیت ۱۸)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی غیر کو مت پکارو۔

(۷) وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ (سورة القصص رکوع ۹ آیت ۸۸)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو معبود مت پکارو۔

حدیثی دلائل

(۱) إِذَا اسْتَعْنَتْ فَاسْتَعِينِ بِاللَّهِ وَإِذَا دَعَوْتَ فَادْعُوا اللَّهَ۔

ترجمہ:- جب تو مدد مانگے تو اللہ تعالیٰ ہی سے مانگ اور جب تو پکارے تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو۔ (رواہ البخاری)

(۲) عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ أَنْ تَدْعُو لِلَّهِ نِدْأً وَهُوَ خَلَقَكَ۔

(رواہ البخاری والمسلم)

ترجمہ:- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کونسا گناہ بہت بڑا ہے اللہ کے نزدیک؟ فرمایا یہ کہ تو پکارے کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرح کا ٹھہرا کر اور حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی نے تجھے پیدا کیا۔

(مشکوٰۃ)

(۳) عَنْ أَنَسِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْأَلُ أَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ كُلَّهَا حَتَّى يَسْأَلَ الْمِلْحَ وَحَتَّى يَسْأَلَ شَيْعَ نَعْلِهِ إِذَا انْقَطَعَ.

(رَوَاهُ الْبَرْمَازِيُّ، كِتَابُ الدَّعَوَاتِ رَقْمَ ۳۶۰۲)

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر ایک کو چاہئے کہ اپنی سب حاجتیں اپنے پروردگار سے مانگے حتیٰ کہ نمک بھی اسی سے مانگے، اور جوتی کا تسمہ جب ٹوٹ جائے تو وہ بھی اسی سے مانگے۔ (مشکوٰۃ)

نتیجہ

ان آیاتِ مُتَمَرِّکہ اور احادیثِ نبویہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو پکارنا نہیں چاہئے، خواہ وہ نبی ہو، یا ولی، نہ ہی گھروں میں، نہ ہی مساجد میں، اور نہ ہی کسی اور جگہ میں، اور نہ ہی زندہ کو، اور نہ ہی مردہ کو۔

اعتراضات کے جوابات

معیارِ صداقت

سب سے پہلے میں ان اصول اور قوانین دین اسلام کی طرف توجہ دلانا مناسب سمجھتا ہوں جن سے تمام مسائل دینیہ کو ثابت کیا جاتا ہے۔ اور ندائے حاضر و غائب کے مسئلہ کو بھی انہی مسلمہ اصول سے ثابت کیا جائے گا تا کہ منکرین کے لئے

اِثْمَامِ حُجَّتِ هُو۔ اُصُولِ دِیْنِ

(۱) قرآن مجید (۲) احادیث نبویہ

(۳) قیاس مجتہدین (۴) اجماع امت۔

ان چاروں اصول کے اثبات کے دلائل و براہین پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) قرآن مجید کے اصول دین ہونے کی دلیل:-

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَدِيثِ۔ (زَوَاهُ مُسْلِمٍ كِتَابُ الصَّلَاةِ رَقْمَ ۲۰۰۵)

ترجمہ:- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے، اَمَّا بَعْدُ: پس بے شک اچھا کلام اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن)

ہے، اور اچھا طریقہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۲) حدیث شریف کے اصول دین ہونے کی دلیل

عَنِ الْعَرَبَاذِ بْنِ سَارِيَةَ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ

الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ الخ - (زَوَاهُ أَحْمَدُ، وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ)

ترجمہ:- حضرت عرباض ابن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ پس لازم پکڑو تم میری سنت کو، اور

خلفائے راشدین ہدایت یافتگان کی سنت کو۔ (مشکوٰۃ)

(۳) اجماع امت کے اصول دین ہونے کی دلیل

(۱) اللہ تعالیٰ سورۃ النساء رکوع ۱۷ میں ارشاد فرماتا ہے:-

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصَلِّهِ

جَهَنَّمَ ط وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۱۷ آیت ۱۱۵)

ترجمہ:- اور جو شخص (جمہور) مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلے گا ہم

اُس کو اسی طرف متوجہ کر دیں گے جدر وہ متوجہ ہوگا، اور اُس کو جہنم میں ڈال دیں گے

اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔

(۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ وَيُدُّ اللَّهُ

عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَدَّ شُدًّا فِي النَّارِ - (زَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ترجمہ:- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بے شک اللہ تعالیٰ جمع نہیں کرے گا میری امت کو گمراہی پر، اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے جماعت پر، اور جو شخص منفرد رہے وہ جہنم میں جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

(۴) قیاس مجتہد کے اصول دین ہونے کی دلیل

(۱) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ اخْتَلَمْتُ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فِي غُرُوبَةِ السَّلَاسِلِ فَأَشْفَقْتُ أَنْ اغْتَسَلْتُ فَأَهْلِكَ فَتَيَّمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِي الصُّبْحَ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا عَمْرُؤُ! أَصَلَّيْتَ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ؟ فَأَخْبَرْتَهُ بِالَّذِي مَنَعَنِي مِنَ الْاِغْتِسَالِ وَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ؛ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا. فَضَجَّكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا. (زواہ أبو داؤد)

ترجمہ:- حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے غزوہ ذات السلاسل میں ایک جاڑے کی رات میں احتلام ہوا، پس مجھے خوف ہوا کہ اگر میں نے غسل کیا تو سردی سے مر جاؤں گا، پس میں نے تیمم کیا، اور نماز صبح کی جماعت کرا دی۔ تو یہ بات اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں بیان کر دی، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمرو! کیا تم

نے اپنے ہمراہیوں کو نماز پڑھادی بحالے کہ تم جنبی تھے؟ تو میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں وہ بات عرض کی جس نے مجھ کو غسل سے روکا تھا، اور اِلتِماس کی کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سنا ہے: - وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا: - کہ تم اپنی جانوں کو ہلاک نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ سن کر تبسم فرمایا، اور کچھ نہ کہا۔ (مشکوٰۃ)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیش آمدہ ضرورت میں قرآن مجید پر قیاس کر کے ایک حکم اخذ کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس کو جائز رکھا۔

(۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِأَبْنٍ أَحَدَهُمَا فَقَالَتْ لِصَاحِبَتِهَا إِنَّمَا ذَهَبَ بِأَبْنِكَ وَقَالَتِ الْآخَرَى إِنَّمَا ذَهَبَ بِأَبْنِكَ فَتَحَاكَمَتَا إِلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ اثْنُونِي بِالسِّكِّينِ أَشَقُّهُ بَيْنَهُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرَى لَا تَفْعَلْ رَحِمَكَ اللَّهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى -

(رواہ البخاری والمسلم، کتاب الاقضية باب اختلاف المجتهدین رقم نمبر ۴۴۹۵ ص ۷۶۲)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو عورتیں تھیں، اُن کے ساتھ اُن کے دو شیر خوار بیٹے تھے بھڑیا آیا اور ایک عورت کے بیٹے کو لے گیا، تو وہ عورت دوسری سے کہنے لگی کہ تیرے ہی بیٹے کو بھڑیا لے گیا۔ لیکن اُس نے کہا نہیں تیرے ہی بیٹے کو بھڑیا لے گیا۔ یہ دونوں جھگڑتی ہوئیں حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس فیصلہ کروانے کے لئے آئیں انہوں نے وہ لڑکا بڑی عورت کو دلوا دیا۔ پھر وہ دونوں حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئیں اور اُن کو حال سُنایا۔ آپ نے فرمایا کہ چھری مجھ کو دو تاکہ میں اس لڑکے کو آدھا آدھا کاٹ کر ان کو دوں۔ تو چھوٹی عورت نے کہا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے ایسا نہ کرو، وہ لڑکا بڑی عورت کا ہے (یعنی میں دعویٰ نہیں کرتی دوسری کو دیجئے) اس پر حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ لڑکا چھوٹی عورت کو دلایا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چھوٹی عورت کو اس واسطے دلایا کہ اُس کو درد آیا اُس نے لڑکے کا کاٹنا گوارا نہ کیا، تو معلوم ہوا کہ وہ لڑکا اُسی کا تھا، اور اگر بڑی عورت کا ہوتا تو وہ اُس کے کاٹنے پر راضی نہ ہوتی۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جب گواہ نہ ہوں تو حاکم کو قرآن اور قیاس پر عمل کرنا چاہئے۔

غرض اجماع و قیاس کی مشروعیت پر بے شمار آیات و احادیث شاہد ہیں، جو

منکرین اجماع و قیاس پر حجت ہیں، بخوف طوالت صرف چند دلائل پر اکتفا کیا، جن

سے صرف اس قدر مقصود ہے کہ ندائے غیب و حاضر ان دلائل سے ثابت ہے جو عند
الشرع حجت ہیں اور بس۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ان چار اصولوں کو ماننا
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر عزیز
سورۃ البقرۃ کے شروع میں تحریر فرماتے ہیں:-

در ایس جا باید دانست کہ اصول احکام چہار چیز
اند! کتاب و سنت و اجماع و قیاس: زیرا آن کہ بعض
احکام دین از کتاب ثابت شدہ مثل۔ نماز و روزہ و زکوٰۃ
، و حرمت خنزیر و حلتِ گاؤ۔ و مانند آن۔ و بعض از قول
و فعل پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ آن را سنت نامند
، مثل نماز جنازہ و حرمتِ خر و استر و مانند آن۔ و بعض
باجماع مجتہدین اُمت، مثل حرمت بیع کنیزک کہ از
مالک خود فرزندے آورده باشد۔ و حرمت جمع در میان
دو خواہر در وطنی بملکِ یمین۔ و بعض بقیاسِ ظاہر کہ
غیر منصوص را بر منصوص قیاس کردہ باشند، مثل
حرمت سود بگرفتن در فلوس و تنگھا، کہ صریح ملحق
بزر و سیم مے شود۔ الخ۔

ترجمہ:- اس جگہ جاننا چاہئے کہ اصول احکام چار چیزیں ہیں، قرآن مجید، سنت،
اجماع، قیاس، کیوں کہ بعض احکام دین کتاب اللہ سے ثابت ہیں، مثلاً نماز، روزہ،

زکوٰۃ، اور سور کی حرمت اور گائے وغیرہ کا حلال ہونا۔ اور بعض رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول و فعل سے کہ ان کا نام سنت ہے، مثلاً نمازِ جنازہ اور حرمتِ گدھا و استرہ وغیرہ۔ بعض مجتہدین امت کے اجماع سے مثلاً؛ حرمتِ بیع لونڈی کی کہ مالک اپنے سے اُس کے اولاد ہوئی ہو، اور حرمتِ جمع کرنے دو بہنوں کی کہ اُس کی ملک میں ہوں وطی کرنے میں۔ اور بعض احکام ساتھ قیاسِ ظاہر کے کہ غیر منصوص کو منصوص پر قیاس کیا ہو، مثلاً حرمتِ سود لینے کی پیسوں اور ٹکوں میں کہ ظاہر میں ملحوق سونے چاندی کے ساتھ ہوتے ہیں۔ الخ

مطلق ندا اور اس کی اقسام مع تشریح

کسی کو پکارنا یا ندا کرنا چار طرح پر ہو سکتا ہے۔

(۱) زندہ کو قریب سے پکارنا (۲) زندہ کو دور سے پکارنا۔

(۳) مردہ کو قبر پر پکارنا (۴) مردہ کو ہر جگہ سے پکارنا۔

قریب دو طرح پر ہوتا ہے، ایک مَرْتٰی دوسرا غیر مَرْتٰی، لہذا زندہ کو قریب

سے پکارنا دو طرح پر ہے ایک تو مَرْتٰی کو بالمواجہہ بچشم خود دیکھ کر پکارنا، دوسرا غیر مَرْتٰی کو بغیر دیکھے غائبانہ پکارنا۔

زندہ (مَرْتٰی) کو قریب سے پکارنا

زندہ کو بالمواجہہ اور قریب سے ندا کرنا یا پکارنا یہ ہمارا روزمرہ کا معمول

ہے، مثلاً: اے فلاں! علاوہ اس کے قرآن مجید میں متعدد جگہ اس ندا کا ثبوت پایا

جاتا ہے۔

قرآنی دلائل

چنانچہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا فرماتا ہے:۔

(۱) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝

وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِآذِنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ۝ (سورۃ الأحزاب رکوع ۶)

ترجمہ:۔ اے نبی (مکرم) ہم نے بھیجا ہے آپ کو (سب سچائیوں کا) گواہ بنا کر، اور

خوشخبری سنانے والا، اور بروقت ڈرانے والا، اور دعوت دینے والا اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے اذن سے، اور آفتاب روشن کر دینے والا۔

(۲) يَا أَيُّهَا الْمَرْمِلُ ۝ قُمْ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ نِصْفَةَ أَوَانُقْصُ مِنْهُ قَلِيلًا ۝ (سُورَةُ الْمَرْمِلِ)

ترجمہ:- اے چادر لپیٹنے والے رات کو (نماز کے لیے) قیام فرمایا کیجئے مگر تھوڑا یعنی نصف رات یا کم کر لیا کریں اس سے بھی تھوڑا سا۔

(۳) يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ اءِ چادر لپیٹنے والے۔ (سُورَةُ الْمُدَّثِّرِ)

(۴) يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ ۝ اءِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ملائکہ بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا فرماتے ہیں، چنانچہ حدیث

شریف میں ہے:-

حدیثی دلائل

(۱) حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بشکل انسان جسم ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا:-

يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبِرْنِي عَنْ دِينِ الْإِسْلَامِ۔

اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے بتاؤ کہ اسلام کیا ہے؟ (مشکوٰۃ)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا فرماتے:-

(۲) حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے:-

قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْئَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَكَ قَالَ قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ -

ترجمہ:- میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے اسلام کے متعلق ایسی ہدایت فرمائیے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اس کے متعلق کسی سے کچھ پوچھنے کی مجھے ضرورت نہ پڑے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کہو میں اللہ پر ایمان لایا، پھر اس پر قائم رہو۔ (مشکوٰۃ)

زندہ غیر مرئی کو قریب سے پکارنا

بعض اوقات غیر مرئی کو اعتقاداً پکارا جاتا ہے، مثلاً:- رجال الغیب (یعنی ملائکہ، جنات، انبیاء و اولیاء وغیرہ) کو۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:-

عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ عَتَبَةَ بْنِ غَرْوَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ضَلَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا وَإِنْ أَرَادَ عَوْنًا وَهُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا أَنْيْسٌ فَلْيَقُلْ

يَا عِبَادَ اللَّهِ! أَعِينُونِي، يَا عِبَادَ اللَّهِ! أَعِينُونِي،
يَا عِبَادَ اللَّهِ! أَعِينُونِي فَإِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا لَا تَرَهُمْ. وَقَدْ جُرِّبَ
ذَلِكَ - (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ)

ترجمہ:- حضرت زید بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عتبہ بن غزو ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کسی کی
کوئی چیز گم ہو اور وہ مدد چاہے اور وہ ایسی زمین میں ہو جہاں اُس کا کوئی ہمدرد نہ ہو، تو
چاہئے کہ پُکارے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو
، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، بے شک اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ہیں جو تمہیں
نظر نہیں آتے۔ اور یہ عمل تجربہ کیا ہوا ہے۔ (مشکوٰۃ)

زندہ کو دُور سے پُکارنا

زندہ کو دُور سے پُکارنا دو طرح پر ہے۔ ایک تو اتنی دُور سے پُکارنا کہ وہ نظر
آتا ہے۔ دوسرا اتنی دُور سے پُکارنا کہ وہ نظر نہیں آتا۔

(۱) دُور سے نظر آنے والے کو پُکارنا

وہ شخص جو بہت دُور فاصلہ پر کھڑا ہے، یا جا رہا ہے اُس کو باوازِ بلند پُکارنا یہ
ہمارا روزِ مرہ کا معمول ہے، اے فلاں! اس کے دلائل پہلے سوال کے جواب میں
گذر چکے ہیں۔

(۲) دُور سے نظر نہ آنے والے کو پکارنا

وہ شخص جو آنکھوں سے اوجھل ہے، یا اتنا دُور ہے کہ وہ نظر نہیں آتا اُس کو بھی بعض حالتوں میں اعتقاداً پکارا جاتا ہے۔

چنانچہ قرآن و احادیث میں اس کا ثبوت پایا جاتا ہے۔

(۱) ایک چیونٹی کا آنکھوں سے اوجھل چیونٹیوں کو پکارنا

وَ حَشِيرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودَهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ
وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا أَتَوْا عَلَىٰ وَادِ النَّمْلِ
قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ
لَا يَحْطَمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝
فَتَبَسَّ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا أَلَيْهَ (سُورَةُ النَّمْلِ / رُكُوع ۲)

ترجمہ:- اور جمع کئے گئے (حضرت) سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اُس کے لشکر جن اور انسان اور پرند، تو وہ مثل بمثل کھڑے کئے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ جب یہ پہنچے چیونٹیوں کے میدان پر تو ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو! گھس جاؤ اپنے گھروں میں، تم کو کچل نہ ڈالیں حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اُن کے لشکر اور اُن کو خبر نہ ہو، تو حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام مُسکرا کر ہنس پڑے چیونٹی کی

بات سے۔ (سُورَةُ النَّمْلِ)

(۲) بہشتیوں کا آنکھوں سے او جھل دوزخیوں کو پکارنا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابَ النَّارِ أَنْ قَدْ وَجَدْنَا
مَا وَعَدَنَّا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوا نَعَمْ۔

ترجمہ:- اور جنتی لوگ دوزخیوں کو پکاریں گے کہ ہم نے تو اپنے پروردگار کے وعدہ کو
حق پایا پس کیا تم نے بھی اُس وعدہ کو جو تمہارے پروردگار نے کیا تھا حق پایا؟ وہ
کہیں گے ہاں۔ (سورۃ الاعراف رکوع ۵)

(۳) حضرت عمر کا آنکھوں سے او جھل ساریہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ

عنہما کو پکارنا۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تاریخ الخلفاء میں تحریر فرماتے ہیں:-

اِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بَعَثَ جَيْشًا وَآمَرَ
عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُدْعَى سَارِيَةَ فَبَيْنَمَا عُمَرُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى
عَنْهُ يَخْطُبُ فَجَعَلَ يَصِيحُ يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ فَقَدِمَ رَسُولٌ مِّنَ
الْجَيْشِ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَقِينَا عَدُوًّا فَهَزَمُونَا فَإِذَا
بِصَائِحِ يَّاسَارِيَةَ الْجَبَلِ فَأَسْنَدْنَا ظُهُورَنَا إِلَى الْجَبَلِ
فَهَزَمَهُمُ اللهُ تَعَالَى۔ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ)

ترجمہ:- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر جہاد پر روانہ کیا اور اُس پر ایک شخص کو جسے ساریہ کہتے تھے افسر مقرر کیا، اس اثنا میں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ دے رہے تھے پکارنے لگے کہ اے ساریہ! پہاڑ کا خیال کرو، پھر لشکر سے قاصد آیا تو اُس نے بتایا اے امیر المؤمنین! ہم نے دشمن سے مقابلہ کیا تو اُس نے ہم کو شکست دی، اچانک ایک آواز آئی کہ اے ساریہ! پہاڑ کا خیال رکھ، تو ہم نے اپنی پشتوں کو پہاڑ کی طرف کر کے سہارا لیا تو اللہ تعالیٰ نے دشمن کو شکست دی۔

(تاریخ الخلفاء)

(۴) حضرت ابو قریصہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آنکھوں سے اوچھل اپنے

بیٹے کو پکارنا

بَلَّغْنِي أَنْ ابْنَ أَبِي قُرَيْصَةَ أَسْرَتْهُ الرُّومُ فَكَانَ
أَبُو قُرَيْصَةَ يُنَادِيهِ مِنْ سُورِ عَسْقَلَانَ فِي وَقْتِ كُلِّ صَلَاةٍ
يَا فُلَانُ الصَّلَاةُ فَيَسْمَعُهُ فَيَجِيبُهُ وَبَيْنَهُمَا عَرْضُ الْبَحْرِ.

(زواہ الطبرانی)

ترجمہ:- حضرت ابو قریصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک بیٹا تھا جس کو رومیوں نے قید کر لیا حضرت ابو قریصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عسقلان میں تھے وہ ہر نماز کے وقت اُسے یوں پکارتے کہ:- اے قریصہ! نماز کا وقت ہے وہ سن لیتا اور اپنے باپ کو جواب دیتا، اور اُن دونوں کے درمیان سمندر کا عرض (فاصلہ) تھا۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ شواہد القیوت میں اس روایت کو ذرا تفصیل سے
تحریر فرماتے ہیں:-

حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے را گلیمے پوشانیدہ بود،
مردم بومے مے آمدند ایشان را دعائے خیر می کرد
و برکت می خواست۔ اثر آن را در خود
مے یافتند و در عسقلان بود پسر وے قرصافہ در روم
بغزارفتہ بود، ہر گاہ کہ صبح شدے ابو قرصافہ
از عسقلان آواز دادے با آواز بلند کہ: یا قرصافہ!
یا قرصافہ! الصلوۃ الصلوۃ! قرصافہ از بلدہ روم جواب
دادے کہ: لبیک یا ابتاہ، صحابہ وے گفتند: و یحک
کرا جواب مے دہی؟ قرصافہ گفتے کہ پدر خود را،
سو گند برت الکعبہ کہ مرا از برائے نماز بیدار مے کند۔

ترجمہ:- حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
ایک کبیل پہنایا تھا، لوگ اُن کے پاس آتے اور وہ لوگوں کے حق میں دعائے خیر
کرتے اور برکت چاہتے، لوگ اُس کا اثر اپنے دل میں پاتے۔ وہ خود عسقلان میں
تھے اُن کا ایک بیٹا قرصافہ نام ملکِ روم میں جہاد پر گیا ہوا تھا۔ اچانک جب صبح ہوئی

تو ابو قرصافہ عسقلان سے اونچی آواز کے ساتھ پُکارتے کہ: اے قرصافہ! اے قرصافہ! نماز پڑھو، نماز پڑھو، قرصافہ روم کے شہر سے جواب دیتے کہ حاضر ہوں میں اے پیارے باپ! صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُن کو کہتے ارے تم کس کو جواب دیتے ہو؟ قرصافہ کہتے کہ اپنے باپ کو، قسم پروردگار کعبہ کی کہ وہ مجھ کو نماز کے لئے جگاتے ہیں۔

(۵) حور کا بہشت سے اپنے دُنیوی مجوزہ خاوند کو پُکارنا

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُؤْذِي امْرَأَةً زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ لَا تُؤْذِيهِ قَاتِلُكَ اللَّهُ فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكَ دَخِيلٌ يُوشِكُ أَنْ يُفَارِقَكَ الْيُنَا. (رواه ابن ماجه والترمذی)

ترجمہ:- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دُنیا میں کوئی عورت اپنے خاوند کو ایذا نہیں دیتی مگر اُس کی بیوی حورِ عینِ جنت میں اُس کو کہتی ہے کہ اس کو تکلیف نہ دے اللہ تعالیٰ تجھ کو ہلاک کرے یہ شخص تو تیرے پاس چند روزہ مہمان ہے بہت جلد تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آجائے گا۔ (ترغیب و ترہیب)

(۶) حضرت علقمہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کو غائبانہ پکارنا

جب حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں تشریف لایا کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وہاں موجود نہ ہونے پر بھی سلام عرض کیا کرتے تھے:-

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:-

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ إِذَا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ أَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ. (شفا قاضی عیاض جلد ۲)

ترجمہ:- حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو کہتا ہوں السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ سلام ہو تم پر اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں۔

(۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کو غائبانہ پکارنا

عَنْ ابْنِ عُمَرَ خَدِرَتْ رَجُلُهُ فَقِيلَ لَهُ اذْكُرْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ يَزُلْ عَنْكَ فَصَاحَ يَا مُحَمَّدَاهُ فَاَنْتَشَرَتْ.

(شفا قاضی عیاض وادب المفرد امام بخاری)

ترجمہ:- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُن کا پاؤں سن ہو گیا اُن سے کہا گیا کہ آپ ایسے شخص کو یاد کریں جو لوگوں میں آپ کے نزدیک بڑھ کر محبوب ہے تو یہ مرض جاتا رہے گا، آپ نے چلا کر کہا: یا محمد! پھر اُن کا پاؤں گھل گیا۔ (حصن حصین)

اسی طرح مُرید اپنے پیرو مُرشد کو جب کہ وہ بحالتِ زندگی ہو پُکارتے ہیں۔ مثلاً یا پیر! یا مرشد! یا شیخ! وغیرہ۔

زندہ غائب کو پُکارنے کی متعدد انواع

زندہ غائب کو پُکارنے والے کے جذبات و ہیجانات پر قیاس کیا جائے تو اس قسم کی پُکار کئی انواع پر منقسم ہو جاتی ہے اور وہ انواع بھی سب کی سب معمول ہیں۔ چنانچہ:-

(۱) ندائے عاشقانہ:-

جس شخص کو کسی چیز کا عشق ہوتا ہے اُس کا نقشہ آنکھوں میں ہمیشہ پھرا کرتا ہے، اس لحاظ سے بھی غائب کو حاضر کا خطاب کیا جاتا ہے۔

چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جذب القلوب میں عبد السلام بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے کئی اشعار اس کی شہادت میں تحریر کئے ہیں۔ من جملہ اُن کے دو شعر یہ ہیں:-

عَلَى سَاكِنِ الْبَطْنِ الْعَقِيقِ سَلَامٌ
وَأَنْ أَسْهَرُونِي بِالْفِرَاقِ وَنَامُوا

رہنے والے بطنِ عقیق پر سلام ہو۔
اگرچہ انہوں نے مجھ کو جدائی کے ساتھ جگا دیا اور سو گئے۔

حَظَرْتُمْ عَلَيَّ النَّوْمَ وَهُوَ مُحَلَّلٌ

وَخَلَلْتُمْ التَّعْذِيبَ وَهُوَ حَرَامٌ

تم نے مجھ پر نیند حرام کر دی حالاں کہ وہ حلال تھی

اور حلال کر دیا تعذیب کو حالاں کہ وہ حرام ہے

دیکھئے عاشق اپنے محبوب ساکن بطنِ عقیق کو پہلے تو اس طرح سلام کرتا

ہے جس طرح کسی حاضر الوقت کو بالموافقہ سلام کیا کرتے ہیں، پھر حَظَرْتُمْ اور

خَلَلْتُمْ کے صیغہ مخاطب سے اُس کو یوں خطاب کر رہا ہے جس طرح کسی روبرو

گفتگو کرنے والے کو کیا جاتا ہے، حالاں کہ وہ اُس کے پاس موجود نہیں، پس یہ

ندائے عاشقانہ ہے کہ عاشق اپنے معشوق غائب کو غلبہ شوق اور شدتِ تصور سے

مثل حاضر سمجھ رہا ہے۔

(۲) زلیخا ابتدائے عشق میں خود بخود طرح طرح کے تصورات اور خیالات

میں باتیں کیا کرتی تھی۔

چنانچہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اس سانحہ کو کتاب زلیخا میں یوں تحریر

فرماتے ہیں:

خیالِ یارِ پیشِ دیدہ بنشانند

ہم از دیدہ ہم از لب گوہر افشانند

یار کے خیال کو اپنے سامنے بٹھایا
 آنکھوں سے نیز لبوں سے موتی برسانے لگی
 کہ اے پاکیزہ گوہر ازچہ کانہ
 کہ از تو دارم این گوہر فشانہ
 کہ اے پاکیزہ گوہر تو کس کان سے ہے
 کہ تیرے سبب سے میں یہ رونا روتی ہوں
 دِلَم بُردی و نامِ خود نہ گفتی
 نشانے از مقامِ خود نہ گفتی
 تو میرا دل تو لے گیا اور اپنا نام نہ بتایا
 اور نہ ہی اپنے مقام اور جگہ کا کوئی پتہ بتلایا

دیکھئے زینحاً غائب ہونے کی حالت میں یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
 خطابِ حاضر کر رہی ہے۔

اسی ندا سے ملتی جلتی وہ ندا ہے جب ایک مظلوم اپنے کسی ہمدردِ مخلص کو
 پکارتا ہے۔ چنانچہ:-

(۳) حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنے بھائیوں کے ساتھ جا رہے
 تھے تو اُن کی سختی اور درشتی سے تنگ آ کر اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کو پکار پکار کر فریاد کرتے تھے۔ اس سانحہ کو مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ یوں تحریر

فرماتے ہیں:

گھے درخوں گہ درخاک مے خفت
 ز اندوہ و دل صد چاک مے گفت
 کبھی خون میں اور کبھی خاک میں لیٹتا تھا
 غم سے اور ٹکڑے ٹکڑے دل کے ساتھ کہتا تھا
 گجائی اے پدر آخر گجائی
 ز حال من چنیں غافل چرائی
 کہاں ہے تو اے میرے باپ آخر کہاں ہے تو
 میرے حال سے تو کیوں بے خبر اور غافل ہے
 بیا بنگر مرا تا در چہ عالم
 بدستِ این حسوداں پائمالم
 آکر دیکھ کہ میں کس حال میں ہوں
 ان حاسدوں کے ہاتھوں پائے مال ہو رہا ہوں

(۴) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قصیدہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کی شان میں لکھا ہے جس کے دو شعر یہ ہیں:

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جُنْتُكَ قَاصِدًا

أَرْجُو رِضَاكَ وَأُحْتَمِي بِجَمَاكَ

اے سیدوں کے سید! پیشواؤں کے پیشوا! میں دلی قصد سے آپ کے حضور
میں آیا ہوں۔ آپ کی مہربانی اور خوشنودی کی اُمید رکھتا ہوں، اور اپنے آپ کو سب
برائیوں سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

وَاللّٰهُ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ اِنَّ لِيْ
قَلْبًا مَّشُوْقًا لَا يَرُوْمُ سِوَاكَ

اللہ کی قسم اے بہترین مخلوقات! تحقیق میرا دل آپ کی زیارت کا بہت ہی
شوق رکھتا ہے سوائے آپ کے اور کسی شے سے اُس کو اُلفت نہیں ہے۔
دیکھئے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعد
وصال اس طرح پُکار رہے ہیں جس طرح کسی زندہ حاضر کو پُکارا جاتا ہے۔ یہ بھی
عشق و شوق کا تقاضا ہے۔

(۵) امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کتاب 'المیزان' میں لکھتے ہیں:-

کہ محمد بن زین رحمۃ اللہ علیہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عاشق
اور مداح تھے عین بیداری کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت
کیا کرتے تھے، لیکن ایک غلطی کے سبب سے وہ اس نعمتِ غیر مترقبہ سے محروم ہو گئے
، پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرصہ دراز تک غائبانہ درخواست کرتے
رہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھ گناہ گار کو اپنا رُوئے انور
دکھلائیے، لیکن ایک دفعہ نہایت اشتیاق اور محبت سے بھرا ہوا ایک شعر پڑھا جس کا اثر
یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن کو دُور سے نظر آئے آپ نے دُہیں سے

ارشاد فرمایا:۔ کہ اب تو حضوری کے لائق نہیں ہے۔
 ان روایات سے معلوم ہوا کہ غلبہٴ عشق و محبت میں غائب کو خطابِ حاضر کرنا
 جائز اور صحیح ہے۔

(۲) ندائے دعائیہ

دُعا کے وقت بعض اوقات غائب کو حاضر کا خطاب کیا جاتا ہے۔ چنانچہ:-

(۱) سیرتِ حلبی میں ہے:- کہ ایک دفعہ ایک رات حضرت علی کرم اللہ وجہہ
 حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایامِ خلافت میں مسجد نبوی کی طرف آئے،
 کیا دیکھتے ہیں کہ مسجد شریف میں چراغ کثرت سے روشن ہیں، اس پر آپ نے
 خوش ہو کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یوں دُعا دی:-

نَوْرَتْ مَسَاجِدَنَا نَوْرَ اللّٰهِ قَبْرَكَ يَا بَنَ الْخَطَّابِ :-

ترجمہ:- اے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا، اللہ
 تعالیٰ تیری قبر کو روشن کرے۔

(۲) اذان پر غور و خوض کرو:-

کہ اذان کو سننے والے دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں ایک تو وہ جو مؤذن کو
 دیکھتے ہیں، اور دوسرے وہ جو مؤذن کو نہیں دیکھتے، لیکن اذان کے کلمات کا جواب
 دیتے ہیں دونوں یکساں ہوتے ہیں، گویا غائب بھی خطابِ حاضر کرتے ہیں۔

چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے:-

کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جس وقت مؤذن صبح کی

اذان میں یہ کہے:-

الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ :- یعنی نماز پڑھنا سونے سے بہتر ہے۔

تو اُس وقت اس کلمہ کے سننے والے کو اس کے جواب میں یہ کہنا چاہئے:-

صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ :- یعنی تو نے سچ کہا، اور اچھی بات کہی۔

دُرِّ مختار میں ہے کہ اذان کا جواب دینے والا اس امر کا مُقَيَّد نہیں ہے کہ وہ

مؤذن کے پاس آ کر جواب دے اور دُور سے نہ دے، بلکہ اُس کو حکم ہے کہ وہ جہاں

کہیں بھی ہو، خواہ گھر پر ہو، یا بستر پر، بازار میں ہو، یا سڑک میں، یا میدان میں،

غائب ہو یا حاضر جواب کے کلمات کہہ دے۔

کیا ندائے غائب مسلح حاضر کو شرک بتانے والے خوش فہم بتائیں گے کہ

مؤذن تو بعض سننے والوں کو نظر نہیں آتا، اور نہ ہی مؤذن اُن کو دیکھتا ہے، علاوہ اس

کے مؤذن بعض ایسے سامعین کے جواب اور خطاب کو سن بھی نہیں سکتا تو کیا یہ بھی

شرک میں داخل ہوگا؟-

اگر داخل شرک ہے تو پھر یہ حدیث کا مقابلہ ہوا اگر نہیں تو پھر خاصانِ حق کو

جن کا باعلامِ حق سننا ممکن بھی ہے پکارنا شرک کیوں کر ہوا۔

(۳) خط و کتابت میں عام دستور ہے کہ ندائے غیبیہ کو حاضر کا خطاب دیا جاتا

ہے۔ چنانچہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو نامہ مبارک ہرقل بادشاہِ روم

کو لکھا اُس کے الفاظ صحیح بخاری میں یوں مروی ہیں:-

أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدَعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمُ تَسْلِمًا.

ترجمہ:- بے شک میں تجھ کو بلاتا ہوں ساتھ دعوتِ اسلام کے تو اسلام لے آ،

تا کہ سلامت رہے۔

اس روایت میں ہر قتل بادشاہِ روم کو حاضر کا خطاب دیا گیا ہے حالاں

کہ اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں مقیم تھے، اور ہر قتل

رُوم میں تھا۔ پس جب قاصدوں کے اعتماد پر خطابِ حاضر صحیح ہو سکتا ہے تو پھر بھلا

حسب مضمون حدیث و ملائکہ مبلغین کے اعتماد پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

غائب میں حاضر کا خطاب کرنا کیوں کر جائز نہ ہوگا۔

(۳) ندائے تفرج و تحسر

غم و فکر کے وقت غائب کو خطابِ حاضر کیا جاتا ہے:- چنانچہ۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

پھوپھی تھیں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کے غم میں

بکثرت اشعار (مرثیہ) پڑھے۔ چنانچہ من جملہ اُن کے دو شعر یہ ہیں۔

أَلَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كُنْتَ رَجَائِنَا

وَ كُنْتَ بِنَا بَرًّا وَلَمْ تَكُ جَافِنَا

ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ ہماری امید گاہ تھے

اور ہم پر احسان کرنے والے تھے نہ جفا کرنے والے

فَلَوْ أَنَّ رَبَّ النَّاسِ أَبْقَى مُحَمَّدًا
سَرَرْنَا وَلَكِنْ أَمْرُهُ كَانَ مَاضِيًا

اگر پروردگارِ عالم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہم میں زندہ رکھتا تو ہم خوش ہوتے
لیکن کیا کیا جائے اللہ تعالیٰ کا حکم سب پر جاری ہونے والا ہے۔

(۲) خاتونِ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے وصال کے بعد یہ مرثیہ پڑھا:۔

مَاذَا عَلَى مَنْ شَمَّ ثُرْبَةَ أَحْمَدَا

أَنْ لَا يَشُمَّ مَدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا

جس نے سونگھی قبرِ حضرت کی تُراب پھرنے سونگھے گا کبھی مُشک و گلاب

صُبَّتْ عَلَى مَصَائِبِ لَوَائِهَا

صُبَّتْ عَلَى الْأَيَّامِ صِرُنَ لِيَالِيَا

جس قدر مجھ پر مُصیبت آپڑی جو پڑے دن پر اندھیرا ہو شتاب

(۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے وصال پر یہ مرثیہ پڑھا:۔

يَا مَنْ لَمْ يَلْبَسِ الْحَرِيرَ

وَ لَمْ يَنْمِ عَلَى الْفِرَاشِ الْوَثِيرِ

يَا مَنْ خَرَجَ مِنَ الدُّنْيَا

وَ لَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْرِ الشُّعَيْرِ

يَا مَنْ اخْتَارَ الْحَصِيرَ عَلَى السَّرِيرِ

وَيَأْمَنُ لَمْ يَنَمْ بِاللَّيْلِ مِنْ خَوْفِ السَّعِيرِ

اے نبی! تم نے نہ پہنا ریشمی فرشِ نازک پر نہ سوئے تم کبھی

تم گئے دنیا سے اے سرتاجِ من پیٹ بھر روٹی نہ کھائی تا دفن

تحت چھوڑا بوریا تم نے لیا راہِ حق میں جو ہوا سب دے دیا

اپنے مولا کا چمن بھایا تمہیں واسطے غم کے یہاں چھوڑا ہمیں

(۴) حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے مشہور مداح صحابی تھے، آپ کے وصال کے رنج و غم میں بکثرت اشعار کہے:-

چنانچہ من جملہ ان کے دو شعر یہ ہیں:-

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِي فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ

آپ میری آنکھ کی پتلی تھے اب آپ کے ماتم میں بے نور ہو گئی

مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلَيْمَتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أَحَاذِرُ

آپ کے بعد جو چاہے مرجائے (کوئی پرواہ نہیں) مجھے تو آپ ہی کا ڈر تھا

(۵) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے بعد یہ اشعار کہے:-

وَدَعَانَا الْوَحْيَ إِذَا وُلِّيتْنَا فَوَدَّعَنَا مِنَ اللَّهِ الْكَلَامُ

ہم نے وحی کو رخصت کیا جب آپ ہم سے چلے گئے

پس اللہ تعالیٰ کا کلام ہم سے رخصت ہوا

سَوَى مَا قَدَّرْتَ لَنَا رَهِينًا تَضَمَّنَهُ الْقَرَّاطِيْسُ الْعِظَامُ

سوائے اس کے جو آپ نے ہمارے لئے محفوظ چھوڑا

جو اوراق میں مرقوم ہے۔

غرض اس قسم کے اشعار جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں غائبانہ بطور خطاب پڑھے جاتے ہیں جائز ہیں، کیوں کہ آپ کا تصور دل میں بندھا ہوا ہوتا ہے، اس لئے غلبہ عشق میں حاضرانہ خطاب حضور فی الدہن کے باعث کیا جاتا ہے، مگر جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ کبھی ماننے کے نہیں، خواہ کتنے ہی دلائل پیش کئے جائیں۔

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ ط (سورہ یونس رکوع ۴)

کفار نے اُس چیز کو جھٹلایا جس کا اُنہیں علم نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ ان کو چاہئے تو یہ تھا کہ وہ اپنی عقل کی کمی اور فہم کا قصور جانتے الٹا ان کو جھٹلانے لگے۔

(۴) ندائے خبریہ:-

بعض اوقات غائب کو مجازاً حاضر کا خطاب کیا جاتا ہے:-

مثلاً کلمۃ یا حسرت کی خبر دینے کے لئے آتا ہے:-

چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

يَا خَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ - اے حسرت یعنی افسوس ہے بندوں پر۔

(سورہ یس رکوع ۲)

یا خرفِ ندا ہے جس سے مخاطب (حاضر) کو پکارا کرتے ہیں، لیکن اس آیت میں یا حسرت پر داخل ہوا ہے اور حسرت ایسی چیز ہے جو بے ادراک اور بے شعور ہے، اگر اس کو پکارا جائے تو اُسے کبھی بھی محسوس نہیں ہو سکتا کہ مجھ کو کوئی پکار رہا ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں یوں تحریر کرتے ہیں:-
 الْمَقْصُودُ أَنْ ذَلِكَ وَقْتُ الْحَسْرَةِ فَإِنَّ الْبَدَاءَ مَجَازٌ
 وَالْمُرَادُ الْأَخْبَارُ۔

ترجمہ:- اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ یہ حسرت کا وقت ہے (نہ یہ کہ حسرت کو پکارتے اور بکالتے ہیں) بلکہ اس مقام پر ندا مجازاً ہے جس کا مطلب اور مراد خبر دینا ہوتا ہے۔

پس اس سے یہ امر ثابت ہوا کہ ندا کبھی مجازاً بمعنی خبر بھی ہوتی ہے۔

(۵) ندائے حکائی:-

بعض ندا بطریق حکایت اور عبادت کی جاتی ہے:-

چنانچہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر یہ ندا پائی جاتی ہے۔ مثلاً:-

(۱) سُوْرَةُ الْمُرْمَلِ مِیْلِیْ۔ یَا اَیُّهَا الْمُرْمَلُ ۝ قُمْ اللَّیْلَ

اَلْاَقْلِیْلَاہِ نِصْفَہُ اَوْ اَنْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلًا ۝ (سُوْرَةُ الْمُرْمَلِ رِکُوْعِ ۱)

ترجمہ:- اے چادر لپیٹنے والے! رات کو (نماز کے لیے) قیام فرمایا کیجئے مگر تھوڑا

یعنی نصف رات یا کم کر لیا کریں اس سے بھی تھوڑا سا۔

(۲) سُورَةُ الْمُدَّثِّرِ میں ہے :-

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَأَنْذِرْ ۝ وَرَبِّكَ فَكَبِّرْ ۝ (رکوع ۱)

ترجمہ :- اے چادر لپیٹنے والے اٹھیے اور (لوگوں کو) ڈاریے اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجیے۔

(۳) سُورَةُ الْمَائِدَةِ میں ہے :- يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ

نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَىٰ وَالِدَتِكَ إِذْ أُتِيتُكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ قَف

ترجمہ :- اے عیسیٰ بن مریم یاد کرو میرا انعام اپنے پر اور اپنی والدہ پر جب میں نے مدد فرمائی تمہاری روح القدس سے۔ (رکوع ۱۵)

(۴) سُورَةُ النَّملِ میں ہے :-

يَا مُوسَىٰ إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (رکوع ۱)

ترجمہ :- اے موسیٰ! وہ میں اللہ ہوں عزت والا دانا۔

(۵) سُورَةُ مَرْيَمَ میں ہے :- يَا زَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ

يَحْيَىٰ لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝ (رکوع ۱)

ترجمہ :- اے زکریا! ہم مژدہ دیتے ہیں تجھے ایک بچے (کی ولادت) کا اس کا نام

یحییٰ ہوگا ہم نے نہیں بنایا اس کا کوئی ہم نام اس سے پہلے۔

(۶) سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ میں ہے :- يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ

وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝ (رکوع ۵)

ترجمہ:- اے مریم! خلوص سے عبادت کرتی رہ اپنے رب کی، سجدہ کر اور رکوع کر رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

گویا اس کا پڑھنے والا کلام اللہ کو حکایتِ عبادت کے واسطے تلاوت کرتا ہے۔

ندائے غائب کی صحت کی متعدد صورتیں

ہمارا موضوع سخن نداءے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے، لہذا اب ہم نداءے غائب کے اس فرو خاص پر گفتگو کرتے ہیں۔

ندائے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تین طرح کا احتمال پیدا ہو سکتا ہے:-

(۱) یا توریسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک فرشتوں کے ذریعے اس نداء کو پہنچایا جاتا ہے۔

(۲) یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود بنفسِ نفسِ روضہ مُقدّسہ سے اپنی قدرت اور قوتِ شنوائی سے سنتے ہیں۔

(۳) یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود ہر ایک کی پکار پر ہر جگہ حاضر اور موجود ہو جاتے ہیں۔

پہلی قسم فرشتوں کے ذریعے ندا کا پہنچایا جانا

بعض احکامِ شرعیہ و غیر شرعیہ بذریعہ ملائکہ بدرگاہ رسالت پہنچائے جاتے

ہیں علیٰ ہذا نداءے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی بذریعہ ملائکہ پہنچائی جاتی ہے۔

چنانچہ درود و سلام کا پہنچایا جانا حدیث شریف میں ہے:-

(۱) عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ سَيَّاحِينَ يُبَلِّغُونِي عَنْ أُمَّتِي السَّلَامَ -

(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے فرشتے زمین میں سیاحت کرتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھ کو پہنچاتے ہیں۔ (ترغیب و ترہیب) حدیث التحیات میں سلام کرنے کا طریقہ اس طرح پر سکھلایا گیا ہے:-

التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ
عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ الْخ -

(۲) حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:-

حَيْثُمَا كُنْتُمْ فَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَوَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي -

(رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ)

ترجمہ:- جہاں تم ہو مجھ پر درود بھیجا کرو، کہ تمہارا درود مجھ پر پہنچتا ہے۔

(۳) اعمالِ امت کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں پیش کیا جانا

وغیرہ۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ ہمارے اقوال و افعال ہر روز بلا ناغہ رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربارِ عالی میں بذریعہ ملائکہ پہنچائے جاتے ہیں تو پھر

منکر کوندائے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہنچنے اور پکارنے میں کیا شک و شبہ ہو سکتا ہے۔

شرح ملاً جامی اور غایت التحقیق وغیرہ نحو کی کتابوں میں تصریح ہے کہ یا کا کلمہ قائم مقام ”أَدْعُو“ کے ہے۔ اور ”أَدْعُو“ کے معنی یہ ہیں کہ میں پکارتا ہوں یا عرض کرتا ہوں۔

پس جو شخص یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ میں :-

رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ کو اپنی عاجزانہ حالت کی طرف متوجہ کرتا ہوں، یا یاد کرتا ہوں، تو پھر اس میں شرک کی کوئی وجہ ہے۔

قرآن مجید میں وارد ہے ”يَا حَسْرَةَ“ ”يَا لَيْتَ“ ”يَا جِبَالَ“ ”يَا أَرْضِ“ ”يَا سَمَاءَ“ وغیرہ۔ یہاں یا حرفِ ندا کا استعمال غیر ذی روح اشیاء کے لئے نہیں ہوا؟ ضرور ہوا ہے، منکرین ذرا غور کریں کہ پھر وہ کس طرح کلمہ یا کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسری چیز کے لئے استعمال کرنے سے منع کرتے ہیں۔ جب حرف ”یا“ قریب و بعید دونوں کے لئے بطریقہ وضع مستعمل ہوتا ہے تو پھر بھلا قریب کے لئے ہی مختص کرنا کس دلیل سے ہو سکتا ہے۔

حالاں کہ شرح ملاً جامی میں ہے :-

يَا أَعْمَاهَا لِأَنَّهَا مُسْتَعْمَلٌ لِّبِنْدَاءِ الْقَرِيبِ وَالْبَعِيدِ۔

یا سب سے عام ہے قریب و بعید ہر دو کے لئے آتا ہے۔

پس وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ حرفِ یٰسا صرف قریب کے لئے آتا ہے اس لئے :- ”یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“ کہنا جائز نہیں ہے۔ اُن کا یہ دعوے اصولِ نحو سے باطل ہو گیا کیوں کہ ”یا“ بعید کے لئے بھی آتا ہے۔
لہذا ”یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“ کہنا جائز ہے اور اُس میں کسی طرح کا شرک نہیں پایا جاتا۔

دوسری قسم قوتِ شنوائی سے سننا

بعض لوگ کہتے ہیں کہا انبیاء و اولیاء دور سے نہیں سُن سکتے، دُور سے سننا خدا تعالیٰ کی صفت ہے، غیر خدا میں یہ طاقت ماننا شرک ہے۔
جواب :- دُور سے سننا اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں ہے، کیوں کہ دُور سے تو وہ سُننے جو کہ پکارنے والے سے دُور ہو، اللہ تعالیٰ تو شہِ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔
چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :-

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ

ترجمہ :- اور ہم تو شہِ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ (سورہ ق ر کوع ۲/۱)

لہذا اللہ تعالیٰ تو قریب ہی کی آواز سنتا ہے، وہ اُس سے قریب ہی ہوتی ہے، کہ وہ خود قریب ہے۔ قریب کی آواز سننا بھی تو اُس کی صفت ہے، لہذا قریب کو سننا بھی شرک کیوں نہیں کہتے۔

آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قوتِ شنوائی

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی قوتِ شنوائی عطا فرمائی تھی کہ جس سے آپ قریب اور بعید سے یکساں سنتے تھے۔

چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے:-

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ أَطَّتِ السَّمَاءُ وَحَقُّ لَهَا أَنْ تَيْطَّ لَيْسَ فِيهَا مَوْضِعٌ رُبْعُ أَصَابِعِ الْأَوْهَانَاكَ وَاضِعٌ جَبْهَتَهُ سَاجِدًا - (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

ترجمہ:- حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میں وہ چیز دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے، اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، آسمان بوجھ کے سبب سے چرچراتا ہے، اور یہ بات اُس کو سزاوار ہے کیوں کہ اس میں کوئی چار انگل کی ایسی جگہ نہیں ہے جس میں کوئی فرشتہ پیشانی رکھے سجدہ میں نہ ہو۔ (مشکوٰۃ)

ملائکہ درود کی قوتِ شنوائی

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادنیٰ غلاموں کو حیرت انگیز قوتِ شنوائی عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:-

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مَلَكَ أَعْطَاهُ أَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ كُلِّهَا قَائِمًا
عَلَى قَبْرِى إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فَمَنْ أَحَدٌ يُصَلِّى عَلَيَّ صَلَاةً
الَّتِي بَلَّغْتَنِيهَا - (رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ)

ترجمہ:- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک فرشتہ میری قبر پر متعین ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس
قدر قوتِ سماعت عطا فرمائی ہے کہ وہ تمام مخلوق کا درود سن لیتا ہے، اور وہ سب کے
درود مجھے قیامت تک پہنچاتا رہے گا۔ (زرقانی)

جائے غور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ کے
ادنے خادمِ درود کو تو یہ قدرت اور طاقتِ شنوائی ہے کہ وہ رُوئے زمین کے تمام درود
خوانوں کا درود روضہ مقدسہ پر ہی کھڑا کھڑا سنتا ہے، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
ہر ایک درود خوان کا درود بھی پہنچاتا ہے۔

پس جب آپ کے ایک ادنے خادم میں یہ طاقت پائی جاتی ہے کہ وہ جہان
بھر کے درود شریف خود سن لیتا ہے تو کیا آپ اپنے اس خادم اور غلام سے بھی کم تر
ہیں کہ وہ خود سن نہیں سکتے بلکہ وہ دوسروں کے محتاج ہیں، انصاف شرط ہے۔

حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف بغیر نورِ ایمان
کے نظر نہیں آتے، اور یہ نورِ ایمان بغیر فضلِ ایزدی کے ہر ایک کو میسر نہیں ہوتا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يُّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ

الْعَظِيْمِ ۝ (سورة الجمعة ركوع ۱/۱)

ترجمہ:- یہ اللہ کا فضل ہے عطاء فرماتا ہے اُسے جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحبِ

فضلِ عظیم ہے۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:-

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ

مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نَوَّرَ الْقَمَرَ

اے صاحبِ جمال کے اور اے سید انسانوں کے

آپ کے روشن چہرے سے تحقیق چاند نے روشنی پائی

لَا يُمَكِّنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آپ کی تعریف نہیں ہو سکتی جیسا کہ اُس کا حق ہے

خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں، قصہ مختصر

غرض اگر دُور و نزدیک سے سنا خاصہ خدا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے یہ شرک فرشتے کے حق میں کیوں جائز رکھا؟ معلوم ہوتا ہے کہ دُور و نزدیک

سے کسی نبی ولی کا کسی کی آواز سن لینا شرک نہیں ہے بلکہ یہ صفت عطائی ہے

مستقل بالذات نہیں ہے۔ فَتَدَبَّرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ۝ (اللہ)

تیسری قسم ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا

علمائے محققین اور صوفیائے کرام کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسم مثالی کے ساتھ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ چنانچہ اس دعویٰ کے ثبوت میں چند دلائل لکھے جاتے ہیں:-

اس بحث کے دو جزو ہیں، ایک 'تعدُّ و ارواح' دوسرا 'تعدُّ و اجسام' ان ہر دو امر پر بحث کرنے سے پہلے حاضر و ناظر پر روشنی ڈالی جاتی ہے کہ آیا اسمائے حاضر و ناظر اللہ تعالیٰ کی صفات سے ہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفات سے۔

اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا

صاحبِ دُرِّ مختار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:-

يَا حَاضِرُ وَيَا نَاطِرُ لَيْسَ بِكُفْرٍ.

ترجمہ:- يَا حَاضِرُ وَيَا نَاطِرُ کہنا کفر نہیں ہے۔

ظاہر ہے کہ نفی کفر مستلزمِ جواز نہیں ہو سکتا اس لئے کہ ممکن ہے کہ حرام

ہو، یا مکروہ۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح رد المحتار میں یوں تحریر فرماتے ہیں:-

فَإِنَّ الْحُضُورَ بِمَعْنَى الْعِلْمِ شَائِعٌ "مَا يَكُونُ مِنْ

نَجْوَى ثَلَاثَةِ الْأَهْوَرِ أَبْعُهُمْ" وَالنَّظْرُ بِمَعْنَى الرُّؤْيَةِ "أَلَمْ يَعْلَمْ

بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ بِالْمَعْنَىٰ عَالِمٌ يَا مَنْ يَرَىٰ - (رَدُّ الْمُحْتَارِ)

ترجمہ:- حاضر و ناظر کہنے والے کی تکفیر اس وجہ سے نہیں کی جائے گی کیوں کہ حضور بمعنی علم شائع ہے۔ جہاں تین آدمیوں کا مشورہ ہو وہ ضرور اُن کا چوتھا ہوتا ہے، اور نظر بمعنی رویت بھی مستعمل ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بالمعنی دیکھتا ہے۔

دیکھتے فقہائے کرام حاضر و ناظر کے لفظ اللہ تعالیٰ کی شان میں اطلاق کرنے والے کو تکفیر سے بچانے کے لئے تاویل کر رہے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ بلا تاویل اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات پر جائز نہیں چہ جائیکہ یہ صفت خاصہ پروردگارِ عالم بتلائی جائے۔

وجہ یہ ہے کہ حاضر وہ ہے جو مکان میں موجود ہے اور ناظر وہ ہے جو آنکھ کی پتلی سے دیکھے، اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو کسی مکان میں مقید کرنا اور یہ کہنا کہ وہ ہر جگہ حاضر یا آنکھ کی پتلی سے دیکھتا ہے جس طرح ہم دیکھتے ہیں یہ کفر صریح ہے۔

علاوہ اس کے یہ اسماء توقیفی ہیں۔ یعنی جن اسماء کا اطلاق قرآن و حدیث میں کیا گیا ہے انہیں اسماء کے ساتھ پکاریں گے، یا اُس لفظ کے ساتھ پکاریں گے جس میں بجز خوبی کے کوئی معنی منافی ذات و صفات نہ پائے جائیں:-

جیسے لفظ یزدان، خدا، ایزد۔

چنانچہ خود اللہ تعالیٰ سُورَةُ الْأَعْرَافِ رِکُوعِ ۲۲ میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَاللَّهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا.

(سورة الأعراف رِکُوعِ ۲۲)

اور اللہ تعالیٰ کے لئے اچھے نام ہیں پس ان ناموں سے اُس کو پُکارو۔

نبراس مع التعليقات القسطاس کے صفحہ ۱۷۲: میں جہاں

جسم و جوہر کے اطلاق کو ذاتِ باری عز اسمہ پر منع فرمایا ہے اس کی دلیل میں ارشاد فرماتے ہیں:-

لِوَجْهَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنَّهُ لَمْ يُوجَدْ هَذَا الْإِطْلَاقُ فِي
الْقُرْآنِ وَالْحَدِيثِ وَمَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ أَنْ لَا يُسَمَّى اللَّهُ
سُبْحَانَهُ إِلَّا بِمَا وَرَدَ فِيهِمَا لِقَوْلِهِ تَعَالَى "وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ
الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا وَذُرُوا الَّذِينَ يُلْجِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ ط
(نبراس)

ترجمہ:- یہ منع دو وجہ سے ہے، ایک وجہ یہ ہے کہ ان لفظوں کا اطلاق قرآن و حدیث میں نہیں پایا گیا، اور مذہبِ اہل سنت یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں جو اسماء مذکور ہیں اُن کے سوا دوسرے نام سے اللہ تعالیٰ کو نہیں پُکاریں گے:- کیوں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا وَذُرُوا الَّذِينَ
يُلْجِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ.

ترجمہ:- اور اللہ تعالیٰ کے لئے اچھے نام ہیں پس اُس کو اُن کے ساتھ پُکارو، اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اُس کے ناموں میں نئی راہ نکالتے ہیں۔

قَالَ الْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ كُلُّ لَفْظٍ دَلَّ عَلَى مَعْنَى ثَابِتٍ

لِلَّهِ تَعَالَى وَلَمْ يَكُنْ مُوهَبًا بِنَقْصِ جَازِ اِطْلَاقِهِ وَشَرْطِ
اِخْرُوجِ مَعِ ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ مُشْعِرًا بِاجْتِلَالِ وَتَعْظِيمِ ۝
وَتَوَقَّفَ اِمَامُ الْحَرَمَيْنِ وَفَصَّلَ اِمَامُ الْغِزَالِيِّ وَقَالَ يَجُوزُ
مَا يَدُلُّ عَلَى الصِّفَةِ لَا مَا يَدُلُّ عَلَى الذَّاتِ وَقَالَ اَلْاَشْعَرِيُّ
لَا بُدَّ مِنْ اِذْنِ الشَّارِعِ وَفِي شَرْحِ الْمَوَاقِفِ هُوَ الْمَخْتَارُ .

ترجمہ:- قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو لفظ ایسے معنی پر دلالت کرے جو اللہ
تعالیٰ کے لئے ثابت ہے اور اُس میں نقص کا وہم بھی نہ ہو تو ایسے لفظ کا اطلاق جائز
ہے۔ اور دوسرے اماموں نے اس کے ساتھ یہ شرط اضافی کی ہے کہ وہ لفظ تکریم
و تعظیم ظاہر کرتا ہو۔ اور امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں توقف کیا ہے۔ اور امام
غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں تفصیل کی ہے اور کہا ہے کہ جو اسم کسی صفت پر دل
ہو وہ جائز ہے نہ کہ وہ جو ذات پر دلالت کرے۔ اور اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے
کہ شارع کی اجازت ضروری ہے اور شرح مواقف میں ہے کہ یہی مختار ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں زیر آیت وَلِلَّهِ اَلْاَسْمَاءُ
الْحُسْنٰی تحریر فرماتے ہیں:-

دَلَّتْ هَذِهِ الْاٰيَةُ عَلٰى اَنَّ اَسْمَاءَ اللّٰهِ تَعَالٰى لَيْسَتْ
اِلَّا لِلّٰهِ تَعَالٰى وَالصِّفَاتِ الْحُسْنٰى لَيْسَتْ اِلَّا لِلّٰهِ تَعَالٰى
فَيَجِبُ كَوْنُهَا مَوْصُوْفَةً بِالْحُسْنِ وَالْكَمَالِ فَهَذَا يُفِيْدُ اَنَّ

كُلُّ اسْمٍ لَا يُفِيدُ فِي الْمُسَمَّى صِفَةً كَمَالٍ وَجَلَالٍ فَإِنَّهُ لَا يَجُوزُ إِطْلَاقُهُ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى .

ترجمہ:- آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اسماءِ باری تعالیٰ اسی کے ساتھ خاص ہیں، اور صفاتِ حسنیٰ اسی کے لئے ہیں، تو اسماء کا متصف بالحسن والکمال ہونا واجب ہو اور اس نے یہ فائدہ دیا کہ جو اسم مسٹی میں صفتِ کمال و جلال کا فائدہ نہ دے اُس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر جائز نہیں۔

بنا بریں لفظِ ناظر جب کہ آنکھ کی پتلی کے لئے از رُوئے لغت موضوع ہے تو اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر بلا تاویل جائز نہیں۔

اس کے بعد امام موصوف فرماتے ہیں:-

يَجِبُ عَلَى الْإِنْسَانِ أَنْ يَدْعُوا اللَّهَ بِهَا وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ أَسْمَاءَ اللَّهِ تَعَالَى تَوْقِيفِيَّةٌ لَا اصطلاحيةٌ وَيُؤَكِّدُ هَذَا أَنَّهُ يَجُوزُ أَنْ يُقَالَ يَا جَوَادُ وَلَا يَجُوزُ أَنْ يُقَالَ يَا سَجِيءُ وَلَا يُقَالَ يَا عَاقِلُ وَيَا طَبِيبُ وَيَا فَقِيهًا وَذَلِكَ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ أَسْمَاءَ اللَّهِ تَعَالَى تَوْقِيفِيَّةٌ لَا اصطلاحيةٌ .

ترجمہ:- انسان پر واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اسمائے حسنیٰ کے ساتھ پکارے اور یہاں سے معلوم ہوا کہ اُس کے اسماء توفیقی ہیں اصطلاحی نہیں، یعنی جو اسماء قرآن و حدیث میں ہیں وہی جائز ہیں، اور اس سے یہ بات مؤکد ہو جاتی ہے کہ ”یا جواد“

کہنا جائز ہے اور ”یَا سَخِي“ کہنا ناجائز اور اسی طرح ”يَا عَاقِلُ
وَيَا طَبِيبُ وَيَا فَقِيهًا“ کہنا ممنوع ہے اور اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے
نام تو قیفی ہیں، اصطلاحی نہیں۔

حاضر و ناظر کے لغوی معنی

(اول) حاضر کہتے ہیں جو پہلے غائب ہو پھر کسی جگہ آئے۔

چنانچہ مصباح المنیر میں ہے:-

(۱) حَضَرَ الْغَائِبُ حُضُورًا قَدِمَ مِنْ غَيْبَةٍ۔

ترجمہ:- حاضر ہوا غائب حاضر ہونا، یعنی آیا اپنی غیبت سے۔

(۲) اور منتہی الارب میں ہے:- حَاضِرٌ، حَاضِرٌ شَوْنِدَةٌ۔

ترجمہ:- اور منتہی الارب میں حَاضِرٌ کے معنی ہیں حاضر ہونے والا۔

(دوم) ناظر کہتے جو پتلی سے دیکھے

چنانچہ مصباح المنیر میں ہے:-

وَالنَّاطِرُ السَّوَادُ الْأَصْغَرُ مِنَ الْعَيْنِ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ

الْإِنْسَانُ شَخْصَةً۔

ترجمہ:- ناظر آنکھ کی پتلی کو کہتے ہیں جس کے ساتھ انسان ہر ایک چیز کی صورت

دیکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مکان و نظر سے منزہ اور پاک ہے اس کو سَمِيعٌ بَصِيرٌ عَلِيمٌ

کہیں گے۔

قاموس اللغات میں ہے:-

وَالنَّاطِرُ الْعَيْنُ أَوِ النَّقْطَةُ السُّودَاءُ فِي الْعَيْنِ
أَوِ الْبَصَرِ نَفْسُهُ أَوْ عِرْقٌ بِالْأَنْفِ وَفِيهِ مَاءُ الْبَصَرِ-

ترجمہ:- ناظر سے مراد آنکھ ہے، یا وہ سیاہ نقطہ جو آنکھ میں ہے، یا خود قوت بینائی مراد ہے، یا ناک کی وہ رگ مراد ہے جس میں بینائی کی رطوبت ہے۔

امام ابو بکر رازی رحمۃ اللہ علیہ مختار الصحاح میں لکھتے ہیں:-

نَظَرٌ بِفَتْحَتَيْنِ تَأْمُلُ الشَّيْءَ بِالْعَيْنِ، وَالنَّاطِرُ فِي
الْمُقْلَةِ السُّوَادِ الْأَصْغَرِ الَّذِي فِيهِ إِنْسَانُ الْعَيْنِ-

ترجمہ:- نظر ”بفتح نون وطاء“ کے معنی ہیں دیکھنا کسی چیز کو آنکھ سے، اور ناظر آنکھ کے ڈیلے میں وہ چھوٹی سی سیاہی ہے جس میں آنکھ کی پتلی ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا بلا تاویل جائز نہیں، کیوں کہ حاضر و ناظر مخلوق ہی ہو سکتی ہے۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر جاننا جائز ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے تمام دنیا کو آپ کے روبرو مثل کف دست کے ظاہر اور روشن کر دیا ہے، عالم کا ذرہ ذرہ آپ کے پیش نظر ہے، اور ساتوں آسمان کا کوئی ٹکڑا، ساتوں زمین کا کوئی ذرہ سمندروں کا کوئی قطرہ، اشجار کا کوئی پتہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مخفی نہیں ہے، مخلوقات کے تمام احوال ہر آن ہر ساعت آپ پر ظاہر ہیں، حتیٰ کہ انسانوں کے تمام اعمال و افعال،

نفاق و ایمان اور خطراتِ قلوب پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باذن الہی اپنے نورِ نبوت سے مطلع ہیں۔ (تفسیر عزیز)۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا

وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ۝ (سورة الاحزاب رکوع ۶)

ترجمہ:- اے نبی (غیب کی خبریں بتانے والے) بے شک ہم نے تم کو بھیجا گواہ (حاضر و ناظر) اور خوشخبری دینے والا، اور ڈرسانے والا، اور اللہ تعالیٰ کی طرف اُس کے حکم سے بلانے والا اور روشن (چمکا دینے والا) آفتاب۔

شاہد کے معنی گواہ بھی ہو سکتے ہیں، اور حاضر و ناظر بھی، گواہ کو شاہد اس لئے کہتے ہیں کہ وہ موقعہ پر حاضر ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شاہد یا تو اس لئے فرمایا گیا کہ آپ دُنیا میں عالمِ غیب کی دیکھ کر گواہی دے رہے ہیں، ورنہ سارے انبیاء گواہ تھے، یا اس لئے کہ قیامت میں تمام انبیاء کی عینی گواہی دیں گے، یہ گواہی بغیر دیکھے ہوئے نہیں ہو سکتی۔

اور سورة البقرہ رکوع ۱۷ میں ارشاد ہوتا ہے :-

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى

النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۝

ترجمہ:- اور بات تو یوں ہی ہے کہ ہم نے تم کو سب امتوں میں افضل کیا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے نگہبان اور گواہ۔

اور سورة النساء رکوع ۵ میں ارشاد ہوتا ہے :-

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى
هَؤُلَاءِ شَهِيدًا ۝

ترجمہ :- تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور تم کو (اے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان سب پر گواہ بنا کر لائیں۔

ان آیتوں میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ قیامت کے روز دیگر انبیاء کی اُمتیں عرض کریں گیں کہ ہم تک تیرے پیغمبروں نے تیرے احکام نہ پہنچائے تھے ، انبیاء عرض کریں گے کہ ہم نے سب احکام پہنچا دیئے تھے، اور اپنی گواہی کے لئے اُمتِ محمدی کو پیش کریں گے، اُن کی گواہی پر اعتراض ہوگا کہ تم نے اُن پیغمبروں کا زمانہ نہ پایا، تم بغیر دیکھے کیسے گواہی دے رہے ہو؟ یہ عرض کریں گے کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ تب آپ کی گواہی لی جائے گی، آپ دو گواہیاں دیں گے، ایک تو یہ کہ نبیوں نے تبلیغ کی، دوسری یہ کہ میری امت والے قابلِ گواہی ہیں۔

اب اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گزشتہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ اور آئندہ اپنی اُمت کے حالات کو خود چشمِ حق میں سے ملاحظہ نہ فرمایا تھا تو آپ کی گواہی پر جرح کیوں نہ ہوئی جیسی کہ اُمت کی گواہی پر جرح ہوئی تھی۔ معلوم ہوا کہ یہ گواہی دیکھی ہوئی تھی اور پہلی سنی ہوئی، اس سے آپ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہوا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جامع البرکات میں تحریر فرماتے ہیں:-
 وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر احوال و افعال اُمت
 خود مطلع است و بر مقربان و خاصان خود مُمدّ و مُفیض
 و حاضر و ناظر است۔

ترجمہ:- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی تمام اُمت کے احوال اور افعال کی خبر
 اور اطلاع ہے اور اپنے مقربوں اور خواصوں کو مدد دینے اور فیض پہنچانے والے اور
 حاضر و ناظر ہیں۔

دیکھئے شیخ صاحب باوجود محدث اور فقیہ ہونے کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کو حاضر و ناظر جانتے اور مدد دینے والے بھی مانتے ہیں۔

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ عوارف المعارف میں
 ارشاد فرماتے ہیں:-

پس چاہئے کہ بندہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو برابر اپنے تمام حالات پر ظاہر
 و باطن میں واقف اور خبردار جانتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی ظاہر
 و باطن میں خبردار اور حاضر و ناظر جانے، تاکہ اُس کی تعظیم اور وقار کی صورت کا
 دھیان حضرت کے دربار کے آداب کی محافظت پر دلیل ہو، اور ظاہر و پوشیدہ اُس کی
 محافظت میں شرمائے، اور کوئی باریکی حضرت کے آداب سے ترک نہ کرے۔

دیکھئے شیخ صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کو حاضر و ناظر جانتے ہیں۔ اگر یہ شرک ہوتا تو آپ کبھی بھی ایسے کلمات زبان پر نہ لاتے کیوں کہ آپ بڑے مُتَبَجِّرِ فاضل اور ولی اللہ تھے۔ لکھو کہا اشخاص آپ کے سلسلہ سہروردیہ میں مُتسلک ہو کر فیض یاب ہو چکے ہیں، ہو رہے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔

حاضر و ناظر ہونے کے عقلی دلائل

دُنیا میں ایک آفتاب اور ایک مہتاب ہے جو زمین سے ہزاروں میل کے فاصلہ پر ہیں، لیکن لطف یہ ہے کہ باوجود اتنے دُور ہونے کے ہر مُلک اور ہر گھر میں حاضر و ناظر ہیں، مشرق سے مغرب تک ایک آفتاب اور ایک مہتاب ہی ہے جن کو تمام عالم دیکھتا ہے، اور وہ تمام عالم کو دیکھتے ہیں باوجودیکہ وہ ایک ذرہ ہیں نورِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا، کیوں کہ آپ کا نور تمام مخلوقات کی اصل ہے، اور تمام مخلوق اُس کی فرع۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:-

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ:- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ تمام مخلوق سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا کیا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:-

إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ نُورَ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ۔ الْحَدِيثُ (مسند عبد الرزاق)

ترجمہ:- یعنی اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا۔

پس جب آفتاب جو ایک ذرہ ہے نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ تو تمام عالم میں حاضر و ناظر ہے تو کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جن کے نور مبارک کا یہ آفتاب ایک ذرہ ہے، حاضر و ناظر ہونے میں شک و شبہ ہو سکتا؟ ہرگز نہیں۔

اللہ تعالیٰ بالذات حاضر و ناظر ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالعباء۔ پس جب اللہ تعالیٰ ہر وقت ہر لحظہ حاضر و ناظر بالذات ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو مظہر صفات الہی ہیں کیوں کر حاضر و ناظر بالعباء نہ ہوں گے۔

چاند میں نور بالذات نہیں، جو کچھ ہے وہ سورج کا عطیہ ہے پس جس طرح آفتاب کے مقابل چاند آتا ہے تو وہ روشن متور ہو جاتا ہے اسی طرح آفتابِ اُلُوہیت کے مقابل ماہتابِ رسالت مآب متور ہو گیا خود بالذات کچھ نہ تھا۔

جب آئینہ کو آفتاب کے مقابل کریں تو وہ عکس آفتاب سے آفتاب کے جلوے ظاہر کرنے لگتا ہے، اسی طرح آئینہ رسالت مآب جب آفتابِ اُلُوہیت کے مقابل آیا تو جلوہ اُلُوہیت کا مظہر بن گیا، پھر بوساطتِ قمر نبوت تمام عالم انوارِ آفتابِ الوہیت سے مستنیر ہو گیا۔

یہی سبب ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اللَّهُ مُعْطِيٌّ وَأَنَا الْقَاسِمُ۔ (صحیح بخاری)

ترجمہ:- یعنی اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے، اور ہم دیتے ہیں۔

یعنی آفتابِ احدیتِ مہتابِ رسالت کے اندر جلوہ ڈال کر عالم کو
مُسْتَنِير کرتا ہے۔ تعجب اور سخت تعجب ہے کہ آفتابِ تو عالم میں روشن و جلوہ افروز
ہو اور منبعِ انوار احمدِ مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کے نور کا آفتاب ایک پر تو اور
ایک ذرہ ہے، عالم میں جلوہ افروز نہ ہو۔

حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:-

أَنَا مِنْ نُورِ اللَّهِ وَالْخَلْقُ كُلُّهُمْ مِنْ نُورِي؟

یعنی میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے۔

اللہ تعالیٰ سورة المائدة / رکوع ۳ / میں ارشاد فرماتا ہے:-

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس نورِ مجسم یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم اور کتابِ روشن (یعنی قرآن مجید) آگیا۔

پس جب قرآن مجید سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نورِ مجسم ہونا

ثابت ہوا تو پھر کون سی چیز نور کو حاجب ہو سکتی ہے۔



تعدُّ و ارواح کے اثبات میں نقلی دلائل

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح (مثالی) ہر ایک مومن کے گھر

میں موجود اور حاضر ہے۔

چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ صفا جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں:-

قَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَوْلُهُ تَعَالَى "فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَيَّ أَنْفُسِكُمْ" فَإِنَّ لَمْ يَكُنْ فِي الْبَيْتِ أَحَدٌ فَقُلْ "السَّلَامُ عَلَيَّ وَالنَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ" لِأَنَّ رُوحَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَاضِرٌ فِي بُيُوتِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ وَقَالَ عَلْقَمَةُ إِذَا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ أَقُولُ "السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ".

ترجمہ:- حضرت عمرو بن دینار تابعی مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے آپ پر سلام کرو، پس اگر گھر میں کوئی شخص موجود نہ ہو تو کہو "السَّلَامُ عَلَيَّ وَالنَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ" کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک تمام مسلمانوں کے گھروں میں موجود اور حاضر ہے، اور حضرت علقمہ تابعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جب میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو کہتا ہوں:-

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ.

ترجمہ:- سلام ہو تم پر اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں۔
ایسا ہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوت میں لکھا ہے۔

تعددِ اجسام کے اثبات میں نقلی دلائل

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر ایک شخص کے پاس خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ

، جسم (مثالی) کے ساتھ حاضر ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:-

عَنْ أَنَسِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْعَبْدُ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ وَذَهَبَ أَصْحَابُهُ
أَنَّهُ يَسْمَعُ قَرَعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ فَيَقْعِدَانِ لَهُ
مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ فَيُقَالُ انْظُرْ إِلَى
مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ أَبْدَلَكَ اللَّهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ فَيَرَاهُمَا
جَمِيعًا وَأَمَّا الْكَافِرُ أَوِ الْمُنَافِقُ فَيُقَالُ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي
هَذَا الرَّجُلِ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فَيُقَالُ
لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ ثُمَّ يُضْرَبُ بِمَطَارِقٍ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ
أُذُنَيْهِ فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ غَيْرُ الثَّقَلَيْنِ -

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور اُس کے دوست اُس سے چلے جاتے ہیں تو وہ اُن کی جوتیوں کی آہٹ سنتا ہے، پھر دو فرشتے اُس کے پاس آتے ہیں اور اُس کو قبر میں بٹھا لیتے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں کہ تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق یہ بندے خاص اللہ تعالیٰ کے اور اُس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ پھر وہ فرشتے کہتے ہیں کہ دیکھ اپنی جگہ دوزخ میں جس کو اللہ تعالیٰ نے بہشت سے بدل دیا ہے، پس وہ دیکھتا ہے اُن دونوں جگہوں کو۔ اور کافر یا منافق سے جب پوچھا جاتا ہے کہ تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ تو وہ کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا، وہی کہا کرتا تھا جو عوام کہتے تھے، پس اُس کو کہا جاتا ہے کہ کیا تو عقل نہیں رکھتا تھا؟ اور قرآن مجید نہیں پڑھا کرتا تھا؟ پھر اُس کو فرشتے لوہے کے گرزوں سے اُس کے کانوں کے مابین چوٹ لگاتے ہیں تب وہ چلا تا ہے اور چنچیں مارتا ہے اس چلانے کو سب سنتے ہیں جو اُس کے پاس ہوتے ہیں سوائے انسانوں اور جنوں کے۔

(مشکوٰۃ)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جب مُردے کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو اُس سے دو فرشتے (منکر اور نکیر) یہ سوال کرتے ہیں کہ تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

مطلب یہ ہوا کہ جتنے لوگ اس دن اور اس ساعت میں مرتے ہیں خواہ مسلمان یا کافر سب سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بابت سوال ہوتا ہے کہ یہ

کون صاحب ہیں؟

فرض کرو کہ اگر ایک ساعت میں دس لاکھ آدمی مرتے ہیں تو ان سب کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کرا کر یہ سوال کیا جاتا ہے۔
اس حدیث شریف کی شرح میں علماء و صلحاء کا اختلاف ہے۔

چنانچہ بعض تو یہ کہتے ہیں کہ مسلمان مُردے کو نورِ ایمان سے اس جواب کی توفیق ہوتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ روضہ مبارک سے اُس کی قبر تک تمام حجاب اور پردے اُٹھ جاتے ہیں اور وہ مُردہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شکل مبارک کو دیکھ لیتا ہے۔

گویا جیسے آفتاب رُوئے زمین سے سب کو یکساں نظر آتا ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روضہ مبارک سے سب کو نظر آ جاتے ہیں، اور درمیان کا حجاب اُٹھ جاتا ہے۔ اس تاویل سے تعددِ اجسام کا اعتراض رفع ہو جاتا ہے۔ (تفسیر عزیز، رُوح البیان)

بعض علماء کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسمِ مثالی کے ساتھ ہر ایک مُردے کے پاس موجود اور حاضر ہو جاتے ہیں۔ بظاہر حدیث شریف کے لفظوں سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ اگر یہ بات سمجھ میں آجائے تو پھر تاویل کرنے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی۔

الغرض مطلب ہر دو تقدیر پر حاصل ہے، کیوں کہ جس تقدیر پر آپ بنفس

نفس ہر جگہ تشریف لاتے ہیں، تو یہ امر بالکل ظاہر ہے۔ اور اس تقدیر پر کہ آپ روضہ اطہر سے ہر مردہ کے سوال و جواب کے وقت تشریف نہیں لاتے بلکہ پردہ اور حجاب اٹھا دیا جاتا ہے۔ جب ہر مردہ آپ کے وجودِ انور کو مشاہدہ کرتا ہے اور مابین کوئی حجاب نہیں ہوتا تو کیا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر ایک مردہ کو ایک ہی آن میں نہیں دیکھتے ہوں گے؟ ضرور دیکھتے ہیں، کیوں کہ قبر شریف میں جب بصارت اور سماعت ثابت ہوگئی، اور یہ امر ظاہر ہے کہ دیکھنا تب ہی متصور ہو سکتا ہے کہ ہر دو ایک دوسرے کے بالمقابل واقع ہوں، تو یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ایک ہی آن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہزاروں کیا بلکہ کروڑوں مردوں کی طرف دیکھتے ہیں۔

ارواحِ انبیاء کا متعدد جسموں میں صورت پذیر ہونا

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب جذب القلوب میں تحریر فرماتے ہیں:-

آوردہ اند کہ شیخ علاؤالدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ می گوید کہ بعید نیست کہ گفتہ شود کہ ارواح مُقدّسہ انبیاء بعد از مفارقت بمنزلہ ملائکہ است بلکہ افضل ایشاں، ہم چنان کہ ملائکہ متمثل مے شوند در صورت مُختلف، کذلک جائز باشد کہ ارواح مُقدّسہ انبیاء نیز متمثل گردند۔ و ممکن است کہ این تصرف مر

بعض خواص عباد را در حالت حیات نیز دست دهد
 و روح واحد در ابدان متعدّدہ غیر بدن معهود متصرف
 گردد۔

ترجمہ:- ذکر کرتے ہیں کہ شیخ علاؤالدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
 ہیں کہ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ یہ کہا جائے کہ انبیاء علیہم السلام کی روحوں مفارقت
 کے بعد فرشتوں جیسی ہیں۔ بلکہ ان سے افضل ہیں۔ جس طرح فرشتے مختلف صورتوں
 میں صورت پذیر ہوتے ہیں، اسی طرح سے انبیاء علیہم السلام کی پاک روحوں بھی
 صورت پذیر ہوتی ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ خاص خاص بندوں کو زندگی کی حالت میں
 بھی یہ امر نصیب ہو، اور ایک روح بدوں مقررہ بدن کے کئی اجسام میں متصرف ہو۔

اولیاء اللہ کی ارواح کا مثالی جسموں میں صورت پذیر ہونا

مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس اللہ سرہ
 العزیز کی جلد دوم مکتوب نمبر ۵۸ میں ہے:-

ہر گاہ جنّیاں را بہ تقدیر اللہ سبحانہ این قدرت
 بود کہ متشکل باشکال گشتہ اعمال غریبہ بوقوع آرند،
 ارواح اکمل را اگر این قدرت عطاء فرماید چہ محلّ
 تعجب است، و چہ احتیاج بہ بدن دیگر۔ ازیں قبیل است
 آن چہ از بعضے اولیاء اللہ نقل مے کنند کہ در یک

ساعت در امکانہ متعدّدہ حاضر می گردند، و افعال
متبائنہ بوقوع می آرند۔ این جا نیز لطائف ایشان
متجسّد باجسادِ مختلفہ و متشکل متبائنہ می گردند۔
وہم چنیں عزیزے کے مثلاً در ہندوستان توطن دارد
وازاں دیار نہ برآمدہ است جمعے از حضرت مکہ معظمہ
مے آیند و مے گویند کہ آن عزیز را در حرم کعبہ دیدہ ایم
و چنان و چنیں در میان ما و آن عزیز گذشت۔ و جمعے
دیگر نقل مے کنند کہ ما اورا در روم دیدہ ایم۔ و جمعے دیگر
در بغداد دیدہ اند۔ این ہمہ تشکل لطائف آن عزیز است
بأشکالِ مختلفہ۔ و این شکل گاہ در عالم شہادت بود،
و گاہ در عالم مثال، چنان چہ در یک شب ہزار کس آن
سرور را علیہ الصلوٰۃ والسلام بصورِ مختلفہ در خواب
مے بینند، و استفادہائے مے نمایند۔ این ہمہ تشکل
صیفات و لطائف او است علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام
بصورت ہائے مثالی۔ وہم چنیں مریداں از صورِ مثالی
پیراں استفادہائے مے نمایند و حلّ مشکلات مے فرمایند۔
ترجمہ:- جب جنوں کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے اس قسم کی طاقت حاصل ہے کہ مختلف

شکلوں میں ظاہر ہو کر عجیب و غریب کام کریں، تو اگر کالمین کی ارواح کو یہ طاقت بخش دیں تو کونسی تعجب کی بات ہے اور بدنِ دیگر کی کیا حاجت؟ اسی قسم کی وہ حکایتیں ہیں جو بعض اولیاء اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک ساعت میں مختلف مکانوں میں حاضر ہوتے ہیں اور مختلف کام اُن سے وقوع میں آتے ہیں یہاں بھی اُن کے لطائف مختلف جسموں میں مجسم ہو کر مختلف شکلوں میں متشکل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اس عزیز کا حال ہے جو ہندوستان میں وطن رکھتا ہے اور کبھی اپنے ملک سے باہر نہیں نکلا بعض لوگ جو مکہ معظمہ سے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اس عزیز کو حرمِ کعبہ میں دیکھا ہے اور فلاں فلاں باتیں اُن سے ہوئیں، اور بعض کہتے ہیں ہم نے اُن کو روم میں دیکھا ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ بغداد میں دیکھا ہے، یہ سب اس عزیز کے لطائف ہیں جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوئے ہیں۔ یہ شکلیں کبھی عالمِ شہادت میں ہوتی ہیں اور کبھی عالمِ مثال میں۔ جس طرح ایک رات میں ہزاروں آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھتے ہیں مختلف صورتوں میں، اور فائدے حاصل کرتے ہیں یہ سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفات و لطائف کی مثالی صورتیں ہیں۔ اور اسی طرح مرید اپنے پیروں کی مثالی صورتوں سے فوائد حاصل کرتے ہیں اور مشکلات حل کرتے ہیں۔

آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر ایک نیک بخت کے جنازے پر

حاضر ہونا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر ایک نیک بخت مردے کے جنازے پر

ایک ہی وقت میں متعدد مقامات پر حاضر ہوتے ہیں۔

چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ انتباہ الاذکیافی

حیات الأنبیاء میں تحریر فرماتے ہیں:-

النَّظَرُ فِي أَعْمَالِ أُمَّتِهِ وَالِاسْتِغْفَارُ لَهُمْ مِنَ السَّيِّئَاتِ

وَالدُّعَاءُ بِكُشْفِ الْبَلَاءِ عَنْهُمْ وَالتَّرَدُّ فِي أَقْطَارِ الْأَرْضِ

بِحُلُولِ الْبَرَكَاتِ فِيهَا وَحُضُورُ جَنَازَةِ مَنْ مَاتَ مِنْ صَالِحِي

أُمَّتِهِ فَإِنَّ هَذِهِ الْأُمُورَ مِنْ أَشْغَالِهِ كَمَا وَرَدَتْ بِذَلِكَ

الْأَحَادِيثُ وَالْآثَارُ۔

ترجمہ:- اعمالِ امت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نظر کرنا اور ان کے گناہوں

کے لئے بخشش مانگنا، اور دفعِ بلاء کے لئے دعاء فرمانا، اور اطرافِ زمین میں پھرنا

اس میں برکت پہنچانے کے لئے، اور اپنی امت کے نیک آدمیوں کے جنازے پر

حاضر ہونا، پس یہ تمام باتیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اشغال میں سے ہیں

جیسا کہ احادیث اور آثار میں وارد ہے۔

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ جواہر البحار میں تحریر فرماتے ہیں:-
 قَالَ الْحَافِظُ السِّيُوطِيُّ فِي كِتَابِهِ الْمُسَمَّى
 "بِتَنْوِيرِ الْحَلَكِ بِإِمْكَانِ رُؤْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ وَالْمَلَكِ" بَعْدَ اسْتِغَابِهِ لِأَكْثَرِ تَقْوِيلِ الْعُلَمَاءِ
 وَالْأَحَادِيثِ الدَّالَّةِ عَلَى إِمْكَانِ رُؤْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ حَتَّى بِجَسَدِهِ وَرُوحِهِ وَإِنَّهُ يَتَصَرَّفُ حَيْثُ شَاءَ فِي
 أَقْطَارِ الْأَرْضِ وَفِي الْمَلَكُوتِ وَهُوَ بِهَيْئَتِهِ الَّتِي كَانَ
 عَلَيْهَا قَبْلَ وَفَاتِهِ لَمْ يَتَبَدَّلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنَّهُ يَغِيْبُ عَنِ
 الْأَبْصَارِ كَمَا غَابَتِ الْمَلِيكَةُ مَعَ كَوْنِهِمْ أَحْيَاءَ بِأَجْسَادِهِمْ
 فَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ تَعَالَى رَفَعَ الْحِجَابَ عَمَّنْ أَرَادَ كَرَامَتَهُ بِرُؤْيَتِهِ
 رَأَاهُ عَلَى هَيْئَتِهِ الَّتِي هُوَ عَلَيْهَا لِأَمَانِعَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا دَاعِيَ
 إِلَى التَّخْصِيصِ بِرُؤْيَةِ الْمِثَالِ -

ترجمہ:- امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "بتنوير الحلك
 بإمكان رؤية النبي صلى الله عليه وسلم والملك" میں
 بکثرت اقوال علماء واحادیث کثیرہ جو بیداری اور خواب میں رویت نبی صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کے امکان حتیٰ کہ جسم اور روح کے ساتھ رویت پر دالت ہیں، کہ آپ صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اقطار ارض اور طبقات السموات میں جہاں چاہتے ہیں تصرف

فرماتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی ہیئت پر تاہنوز جلوہ افروز ہیں جس ہیئت پر وفات سے قبل ہماری آنکھوں کے سامنے تھے، آپ کی کسی چیز میں تبدیلی واقع نہیں ہوئی، اور آپ ہماری آنکھوں سے اسی طرح غائب ہیں جس طرح ملائکہ باوجود زندہ موجود ہونے کے ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں، تو جس وقت اللہ تعالیٰ کسی بندے کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمال جہاں آراء سے مشرف کرنا چاہتا ہے تو حجاب اٹھا دیتا ہے اور وہ خوش نصیب آپ کو آپ کی ہیئتِ اصلیہ میں دیکھتا ہے جس میں کوئی مانع نہیں نہ کسی نظیر و مثال کے دیکھنے کی تخصیص کا کوئی موجب ہے۔

اس کے بعد امام سیوطی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:-

انَّ الَّذِي أَرَاهُ أَنَّ جَسَدَهُ الشَّرِيفَ لَا يَخْلُومِنُهُ زَمَانٌ
وَلَا مَكَانٌ وَلَا مَحَلٌّ وَلَا عَرْشٌ وَلَا لَوْحٌ وَلَا كُرْسِيُّ وَلَا قَلَمٌ
وَلَا بَرٌّ وَلَا بَحْرٌ وَلَا سَهْلٌ وَلَا جَبَلٌ وَلَا بَرَزْخٌ وَلَا قَبْرٌ۔

ترجمہ:- میں جو دیکھتا ہوں وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے نہ زمان خالی ہے نہ مکاں، نہ محل خالی ہے نہ عرش خالی ہے، نہ لوح، نہ گرسی خالی ہے نہ قلم، نہ زمین خالی ہے، نہ سمندر، نہ نرم زمین نہ پہاڑ نہ برزخ اور نہ قبر خالی ہے۔

غرضیکہ تمام عالم کے ذرہ ذرہ میں سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ افروز ہیں۔

شہداء کا زندوں کی طرح مجالس میں آنا

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ شرح الصدور میں بحوالہ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:-

مُلکِ شام کے تین بھائی بہادر سوار جہاد کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ رومیوں نے انہیں گرفتار کر لیا، اُن سے بادشاہ نے کہا کہ میں تمہیں مُلک دوں گا، اپنی بیٹیوں سے شادی کر دوں گا، تم عیسائی ہو جاؤ، انہوں نے انکار کیا اور پکارا: يَا مُحَمَّدَاہ! بادشاہ کے حکم سے تین دیگیں آگ پر رکھی گئیں، اور اُن میں روغنِ زیتون جوش کیا گیا، تین دن تک وہ تیل کھولتا رہا، ہر روز اُن کو دکھلایا جاتا اور عیسائیت کی دعوت دی جاتی اور وہ انکار کرتے۔ آخر پہلے بڑے کو کھولتے تیل میں ڈالا گیا، پھر دوسرا۔ پھر تیسرا قریب لایا گیا بادشاہ نے اُس کو دین سے منحرف کرنے کی ہر طرح کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی، آخر ایک درباری نے عرض کیا کہ بادشاہ سلامت! اس کو میں اپنی تدبیر کے ساتھ دین سے منحرف کر لوں گا بادشاہ نے پوچھا کس طرح؟ اُس نے کہا میں جانتا ہوں کہ عرب عورتوں کی طرف جلد مائل ہو جاتے ہیں، اور روم میں میری بیٹی سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں ہے، اس کو میرے حوالے کیجئے تاکہ میں اس کو اُس کے ساتھ چھوڑ دوں وہ اس کو بہکالے گی چالیس روز کی میعاد مقرر کر کے بادشاہ نے اس کو اُس درباری کے سپرد کیا، وہ اُس کو اپنے مکان پر لے آیا، اور بیٹی کو اس واقع کی اطلاع دی، اُس نے کہا آپ بے فکر رہیں یہ میرا کام ہے۔

اب یہ شامی بہادر دن بھر روزہ دار رہتا اور تمام رات عبادتِ الہی میں گزارتا، جب میعاد ختم ہوگئی تو اُس درباری نے اپنی بیٹی سے پوچھا تو نے کیا کیا؟ اُس نے جواب دیا میں نے کچھ نہیں کیا چوں کہ اس شخص کے دو بھائی اس شہر میں مارے گئے ہیں اس لئے مجھے خیال ہے کہ یہ شخص اُن کی وجہ سے غمگین اور افسردہ ہے، لہذا بادشاہ سے میعاد میں توسیع کرائی جائے اور اس شخص کو کسی اور شہر میں بھیجا جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، لیکن اُس نوجوان شامی کی حالت وہاں بھی یہی رہی، وہی روزگار روزہ اور ہر رات کی شب بیداری تھی کہ میعاد ختم ہوگئی۔

اُس لڑکی نے اُس شامی سے کہا کہ میں تم کو عبادت میں مصروف دیکھتی ہوں اس سے میرے دل میں یہ اثر ہوا ہے کہ میں نے اپنا دین چھوڑ کر تمہارا دین اختیار کر لیا ہے۔ لہذا دونوں صلاح کر کے وہاں سے چل پڑے رات کو سفر کرتے، اور دن کو چھپ رہتے، ایک رات یہ دونوں جا رہے تھے کہ گھوڑوں کے آنے کی آواز آئی دیکھا تو وہ دونوں شامی کے بھائی تھے اور اُن کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت تھی، شامی نے اپنے دونوں بھائیوں کو سلام کیا اور اُن کا حال دریافت کیا، کہنے لگے وہ ایک غوطہ ہی تھا جو تم نے دیکھا کہ ہم نے کھولتے تیل میں مارا اور ہم جنت الفردوس میں جانکلے، اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ اس صالح لڑکی کے ساتھ تمہاری شادی میں ہم شرکت کریں چنانچہ شادی کر کے وہ واپس چلے گئے۔

عالمِ مثال

عالمِ مثال وہ عالم ہے جس میں اولیاء اللہ اور ملائکہ کو جسمِ مثالی عطاء ہوتا ہے، اور اُس سے دُنیا میں کام لیا جاتا ہے اس کی ضرورت ایسے موقعوں پر ہوتی ہے جب کہ اس جسمِ فانی دُنیاوی میں وہ قوت نہیں ہوتی جو اُس کا رِ ضروری کو انجام دے سکے، تو اُسے جسمِ مثالی عطاء ہوتا ہے تاکہ وہ مُشکل اور عُجبت کا کام سرانجام ہو، کیوں کہ جسمِ مثالی کے چند عجیب خواص ایسے ہیں جو جسمِ عنصری میں نہیں پائے جاتے وہ عنصری جسموں سے زیادہ لطیف اور بہت قوی ہوتا ہے اور وہ عالمِ ارواح اور عالمِ شہادت میں برزخ ہے۔

فرشتے کو جب کوئی جسم ملے گا تو وہ مثالی ہوگا، اور اولیاء اللہ کو بھی یہی جسم ملتا ہے، مثلاً ایک ولی کامل کو ایک ہزار کوس پر اپنے جسم کے ساتھ پہنچنا ضروری ہے تو فوراً درگاہِ ایزدی سے جسمِ مثالی عطاء ہوتا ہے جس کو وہ شخص جس کے پاس یہ ولی اللہ پہنچا ہے سمجھ نہیں سکتا کہ یہ جسم بدلا ہوا ہے۔ کیوں کہ اس جسم اور اُس جسم میں بظاہر سرِ موفرق نہیں ہوتا، اسی لئے اس کا نام مثالی ہے اور آواز بھی وہی۔

چنانچہ اکثر اولیاء اللہ نے ہر سال یا کم و بیش حج بھی کئے ہیں اور اپنے وطن میں بھی سب لوگوں کو نظر آئے ہیں۔

بعض اولیاء اللہ اپنے جسمِ عنصری میں یہ قوت رکھتے ہیں کہ جسمِ مثالی کی طرح جہاں چاہیں وہاں ایک ہی لمحہ میں پہنچ سکتے ہیں۔

فرشتے جب دنیا میں کسی جسم میں آتے ہیں تو عالمِ مثال ہی سے اُن کو کوئی جسم ملتا ہے، کیوں کہ کسی کی ملاقات بظاہر بغیر جسم کے ہو نہیں سکتی، اور جسمِ عنصری چوں کہ کثیف ہوتا ہے، لہذا اُن کی لطیف روح کو جو کسی جسم میں کبھی قید نہیں ہوئی، اُس کا تحمل نہیں ہو سکتا لامحالہ ان کو جسمِ مثالی جو تمام جسموں سے زیادہ لطیف اور قوی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے عنایت ہوتا ہے۔



اولیاء اللہ کا آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھنا
 مولانا محمد اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں سُورَةُ الْمُلْکِ
 کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:-

الرَّسُولُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَهُ الْخِيَارُ فِي
 طَوَافِ الْعَالَمِ مَعَ أَرْوَاحِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ
 لَقَدْرَاهُ كَثِيرٌ مِنَ الْأَوْلِيَاءِ-

ترجمہ:- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ تمام عالم (زمین
 و آسمان) میں ارواح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ سیر کرتے ہیں۔
 اکثر اولیاء اللہ نے ان کو بیداری کی حالت میں دیکھا ہے۔

دیکھئے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کو اکثر اولیاء اللہ نے بیداری میں دیکھا ہے۔

آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیداری کی حالت میں دیکھنے کی
 شہادتیں

(۱) سیّد عبد اللہ قاری رحمۃ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عین
 بیداری میں دیکھا۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ درّ الثمین (حدیث
 ۱۷۱) میں تحریر فرماتے ہیں:-

أَخْبَرَنِي سَيِّدِي الْوَالِدُ قَالَ أَخْبَرَنِي شَيْخِي السَّيِّدُ
 عَبْدُ اللَّهِ الْقَارِيُّ قَالَ حَفِظْتُ الْقُرْآنَ عَلَى قَارِيٍّ زَاهِدٍ كَانَ

يَسْكُنُ فِي الْبَرِيَّةِ فِينَا نَحْنُ نَتَدَارِسُ الْقُرْآنَ إِذَا جَاءَ قَوْمٌ مِّنَ
 الْعَرَبِ يَقْدُمُهُمْ سَيِّدُهُمْ فَاسْتَمَعَ قِرَاءَةَ الْقَارِي وَقَالَ بَارَكَ
 اللَّهُ أَذَّيْتُ حَقَّ الْقُرْآنِ ثُمَّ رَجَعَ وَجَاءَ رَجُلٌ آخَرَ بِذَلِكَ الرَّبِّيِّ
 فَأَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُمْ
 الْبَارِحَةَ أَنَّهُ سَنَذْهَبُ إِلَى الْبَرِيَّةِ الْفَلَانِيَّةِ لِاسْتِمَاعِ
 قِرَاءَةِ الْقَارِي هُنَاكَ فَعَلِمْنَا أَنَّ السَّيِّدَ الَّذِي كَانَ يَقْدُمُهُمْ هُوَ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقَدَرَأَيْتُهُ بِعَيْنِي هَاتَيْنِ -

ترجمہ:- مجھ کو میرے والد ماجد صاحب نے خبر دی کہا مجھ کو خبر دی میرے استاد سید
 عبد اللہ قاری رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے کہا کہ میں نے قرآن مجید ایک قاری زاہد
 سے جو جنگل میں رہتا تھا حفظ کیا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم قرآن مجید کو حسب معمول
 پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں چند اعرابی آئے اور ان کا سردار ان کے آگے آگے تھا
 اُس نے قاری صاحب کا قرآن مجید سن کر کہا کہ:-

اللہ تعالیٰ تجھ پر برکت نازل کرے تو نے واقعی قرآن مجید کا حق ادا کیا۔

پھر وہ سب کے سب چلے گئے، پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک اور آدمی عربی
 وضع کا آ کر کہنے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ ہم کل رات
 فلاں جنگل میں فلاں قاری کا قرآن مجید سننے جائیں گے تو ہم نے سمجھ لیا کہ وہ
 صاحب جو تشریف لائے تھے وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے، اور کہا کہ میں نے ان
 کو اپنی ان دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے۔

(۲) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فیوض الحرمین

میں تحریر فرماتے ہیں:-

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے سامنے اکثر کاموں میں دیکھا ہے، یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اصلی صورت میرے سامنے بار بار ہوئی تو میں نے جان لیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مبارک کو طاقت ہے کہ بشکل جسم بن جاتی ہے، اور یہ وہی بات ہے کہ جس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اشارہ کیا ہے کہ پیغمبر مرتے نہیں بے شک وہ اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں، اور حج کرتے ہیں اور بے شک وہ زندہ ہیں“

(۳) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں تحریر

فرماتے ہیں:-

”ہجرت الاسرار میں جو ابوالحسن علی بن یوسف شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے کہ اُس کے اور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان دو واسطے ہیں۔ شیخ ابوالعباس احمد بن شیخ عبداللہ ازہری حسینی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ:- میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا اُس وقت وہاں دس ہزار آدمیوں کا مجمع تھا اور اُن میں علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ اُن کو نیند کا غلبہ ہوا تو انہوں نے لوگوں سے کہا خاموش ہو جاؤ، چنانچہ سب لوگ چپ چاپ ہو گئے اور آپ سو گئے۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ

علیہ گرسی سے نیچے اتر کر اُن کے سامنے کھڑے ہو گئے، اور گھور کر اُس کی طرف دیکھنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ بیدار ہو گئے تو حضرت شیخ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے پوچھا کہ کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے؟ اُس نے کہا بے شک دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا اسی واسطے میں گرسی سے نیچے اتر کر ادب سے کھڑا ہو گیا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تجھے کس چیز پر وصیت کی؟ اُنہوں نے کہا کہ آپ کی ملازمت اور خدمت پر۔

پھر شیخ علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے حاضرین سے کہا کہ میں نے جو کچھ خواب میں دیکھا ہے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے عین بیداری میں دیکھا ہے۔
(۴) شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ایک روز نمازِ ظہر سے پیشتر مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے فرزند! لوگوں کو نصیحت کرو۔ میں نے عرض کیا کہ میں ایک عجم کار ہنہ والا ہوں فصحائے بغداد کے سامنے کیوں کر کلام کر سکتا ہوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا منہ کھول میں نے کھول دیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سات بار اپنا العابِ وہن میرے منہ میں ڈالا اور فرمایا لوگوں کو خدا کے راستے کی طرف دعوت دو۔ میں نے نمازِ ظہر ادا کی اور منبر پر بیٹھ گیا دفعتاً دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور اُنہوں نے بھی چھ بار اپنا العابِ وہن میرے منہ میں ڈالا اور فرمایا: اے میرے فرزند! وعظ کہو۔ (فتاویٰ ابن حجر مکی)

(۵) ایک اور روایت میں ہے کہ آپ منبر پر وعظ فرما رہے تھے کہ یکا یک آپ منبر پر سے اتر آئے اور نیچے کے زینہ پر ادب کے ساتھ اس طرح چپ چاپ بیٹھ گئے کہ آپ کی پیٹھ تو حاضرین کی طرف تھی اور آپ کا منہ منبر کی طرف تھا۔ تھوڑی دیر بعد ایک خادم نے آپ سے دریافت کیا یا شیخ! آج یہ نئی بات کیا تھی؟ آپ نے فرمایا:۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تھے اس لئے میری کیا مجال تھی کہ میں منبر پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر بیٹھتا اور آپ کے سامنے بات کرتا۔ (بہجة الاسرار)

(۶) امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کتاب المیزان میں تحریر فرماتے

ہیں کہ:-

محمد بن زین رحمۃ اللہ علیہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عاشق اور مداح تھے بیداری کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کیا کرتے تھے لیکن خدا کی شان ایک دفعہ ایک شخص نے اپنی کسی ضرورت کے لئے حاکم وقت کے پاس سفارش کے لئے تشریف لے جانے کو کہا۔ وہ ظالم اور سفاک تھا آپ چوں کہ کسی سائل کے سوال کو رد نہیں کیا کرتے تھے اس لئے آپ اس شخص کو ہمراہ لے کر حاکم وقت کے پاس جا پہنچے۔ حاکم وقت نے اُن کو پہچان کر نہایت عزت و احترام سے اُن کو اپنی مسند پر بٹھایا پھر دریافت کیا کہ آپ کیسے تشریف لائے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں محض اس شخص کی سفارش کے واسطے آیا ہوں اس کی یہ

حاجت اور ضرورت ہے اور آپ کے اختیار میں ہے۔ حاکم نے اسی وقت اُس کی حاجت روائی کر دی۔ پھر آپ واپس گھر کو تشریف لے آئے۔

اس سفارش سے گوسائل کی حاجت تو پوری ہو گئی مگر سفارش کرنے والے بزرگ پر یہ عتاب ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بالموافقہ مدامی زیارت سے محروم ہو گئے۔

پھر آپ عرصہ دراز تک اس زیارت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے غائبانہ درخواست کرتے رہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! اپنا روئے انور مجھے دکھلائیے۔

اسی اشتیاق میں انہوں نے ایک نہایت محبت آمیز شعر پڑھا جس کا اثر یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن کو دور سے نظر آئے مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہیں سے ارشاد فرمایا کہ کیا تو میرے دیدار کا طالب ہے درآں حالیکہ تو ظالموں کے فرش پر بیٹھتا ہے۔

اس کے بعد امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:-

پھر ہم کو یہ اطلاع نہیں ہوئی کہ اُس بزرگ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر کبھی نظر آئے ہوں، بلکہ وہ یہ حسرت اپنے ساتھ قبر میں لے گئے اور اسی اُمید میں چل بسے۔

(۷) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے عرض کی کہ آپ

ہمارے ساتھ چل کر سلطان قانٹانی سے سفارش کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ:-

”بادشاہ و وزیر کے دروازے پر مجھے نعمت دیدار کے چھن جانے کا خوف

ہے کیوں کہ بیداری میں اب تک کچھتر دفعہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

زیارت ہو چکی ہے اگر میں بادشاہ کے دروازے پر گیا تو ڈرتا ہوں کہ اس نعمتِ عظمیٰ

سے محروم نہ ہو جاؤں“ (المیزان شعرانی)

(۸) سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

روضہ اطہر پر حاضر ہوئے تو آپ نے کہا:-

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس سے پہلے میری روح حاضر ہوتی، اور

آستانہ بوسی کا شرف حاصل کرتی تھی، اب آپ کا یہ غلام اپنی روح اور جسم سمیت

دراقدس پر حاضر ہے آپ اپنا دست مبارک بڑھائیے تاکہ میں اس کا بوسہ لوں۔

پس اسی وقت روضہ مبارک سے دست مبارک ظاہر ہوا اور ایسا عجیب

وغریب نور نمودار ہوا کہ جس نے سب کو گھیر لیا، حاضرین تاب نہ لا کر بے ہوش

ہو گئے پھر سید احمد نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک کا بوسہ لیا۔

(نفعات الانس)

(۹) سید علی دینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

”میں پانچ برس کا تھا اور ایک مدرسہ میں قرآن مجید پڑھا کرتا تھا، ایک روز میں نے مدرسہ میں عین بیداری میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفید لباس پہنے ہوئے تشریف لائے، اور مجھ سے فرمانے لگے بیٹا کچھ پڑھو۔

میں نے سورۃ والضحیٰ اور سورۃ الم نشرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنائی پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یکا یک میری نگاہ سے غائب ہو گئے، اس کے بعد جب میری عمر اکیس ۲۱ سال کی تھی میں نے فجر کی نماز کے لئے تکبیر کہی، اتنے میں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گلے سے لگالیا، اور فرمایا:-

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (یعنی اپنے پروردگار کی نعمت کا اظہار کرو)۔

ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا:-

”میں نے ایک بار اپنی ظاہری آنکھوں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مجھے مردہ نہ سمجھے، میری موت صرف عوام کی نظر سے میرا چھپ جانا ہے ورنہ خواص مجھے دیکھتے ہیں۔ اور میں ان کو دیکھتا ہوں۔“ (طبقات کبریٰ)

ایک بزرگ ایک مولوی صاحب کے حلقہ درس میں تشریف لائے، مولوی صاحب نے ایک حدیث شریف پڑھی، اُس بزرگ نے فرمایا یہ حدیث نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے کہا یہ آپ نے کیونکر جانا؟۔

اُس نے کہا چلئے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھ لیجئے۔

چنانچہ اُس بزرگ نے مولوی صاحب کے اوپر اپنی چادر ڈال دی۔ اُنہوں نے دیکھا کہ اُس حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور بزرگ بھی ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک یہ بات میں نے نہیں کہی۔

(تنویر الحلک للسیوطی)

(۱۰) مولانا جلال الدین ابویزید بورانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمیں جب کوئی مشکل پیش آتی ہے تو بارگاہ رسالت میں عرض کر دیتے ہیں۔ اور بلا واسطہ براہ راست فیضانِ رُوحِ مقدّس سے وہ مشکل حل ہو جاتی ہے۔

ایک روز مولانا نے لوگوں سے کہا کہ کنگھی لا کر مجھے دو۔ چنانچہ کنگھی حاضر کی گئی، آپ نے بالوں میں کنگھی کی، لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی۔ تو آپ نے فرمایا اس وقت مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی، اُنہوں نے فرمایا تھا کہ اے ابویزید! کبھی اپنی داڑھی میں بھی کنگھی کر لیا کرو۔ (نفحات الأنس)

(۱۱) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں تحریر

فرماتے ہیں:-

شیخ عباس مری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جمال مجھ سے ایک گھڑی یا ایک لمحہ بھی پوشیدہ ہو تو میں اپنے آپ کو مسلمان نہیں سمجھتا اور یہ بات ہمیشگی اور مداومت پر محمول ہے۔

(۱۲) ”تذکرۃ الأولیاء“ میں ہے کہ ایک شخص حدیث شریف پڑھنے کے لئے عراق جانا چاہتا تھا۔ اور حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کو فرمایا کہ اتنی دُور کیوں جاتے ہو یہیں کسی سے پڑھ لو۔ اُس نے کہا یہاں کوئی مُحدث نظر نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک تو میں ہی اُن پڑھا شخص موجود ہوں مجھ سے پڑھ لو۔ اُس نے کہا کہ آپ نے حدیث شریف کس سے پڑھی ہے؟

آپ نے فرمایا کہ میں نے براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پڑھی ہے، اُس شخص نے اس بات کا اعتبار نہ کیا، رات کو خواب میں اُس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوالحسن سچ کہہ رہا ہے۔

جب میں صُبح کو بیدار ہوا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر حدیث شریف پڑھنی شروع کی آپ پڑھاتے وقت کہیں کہیں فرماتے کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نہیں ہے۔ وہ پوچھتا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟

آپ فرماتے کہ جب تم حدیث شریف پڑھتے ہو میری آنکھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابرو مبارک پر لگی رہتی ہیں، جب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرے مبارک پر شکن دیکھتا ہوں تو سمجھ جاتا ہوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے بے زار ہیں۔ (مدارج النبوة)

(۱۳) مکتوباتِ امام ربّانی مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ کی جلد اول کے

ساتھویں اور بیسویں مکتوب میں مرقوم ہے:-

”امروز در حلقہ بامداد مے بینم کہ حضرت الیاس
و حضرت خضر علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام
بصورتِ رُوحانیاں حاضر شدند وبہ تلقی رُوحانی
حضرت خضر علیہ السلام فرمودند کہ ما از عالمِ
أرواحیم، حضرت سُبْحانہ و تعالیٰ أرواحِ مارا قُدْرَتِ
کاملہ عطاء فرمودہ است کہ بصورتِ اجسامِ مُتَمَثِّلِ
شدہ کارہائے کہ از اجسامِ بوقوع مے آیند از أرواحِ ما
صدور یابد۔

ترجمہ:- میں آج حلقہ میں صُبح کے وقت دیکھتا ہوں کہ حضرت الیاس اور حضرت
خضر علیہما الصلوٰۃ والسلام صورتِ رُوحانیاں میں حاضر ہوئے، اور رُوحانی القاء سے
حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم عالمِ ارواح سے ہیں، اور اللہ سُبحانہ و تعالیٰ نے
ہمارے ارواح کو قُدْرَتِ کاملہ عطاء فرمائی ہوئی ہے کہ اجسام کی صورت میں مُتَمَثِّلِ ہو
کر دُنیا کے کام جو وقوع میں آتے ہیں انہیں ہم پورا کرتے ہیں۔

غرض ایسے بے شمار صحیح اور مُستند واقعات کُتِبِ معتبرہ میں پائے جاتے ہیں
جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر

وقت موجود اور حاضر رہتے ہیں۔ جن سے تعددِ اجساد کا ثبوت پایا جاتا ہے۔

ایسی باتیں بالعموم یا تو ایمان و یقین کے ساتھ ماننی پڑھتی ہیں، یا اہل اللہ کی صحبت میں رہنے سے بالخصوص سمجھ میں آیا کرتی ہیں۔ :-

گر ہوائے این سفر داری دلا

دامن رہبر بگیر و پس بیا

ترجمہ :- اے دل! اگر تو اس سفر کی خواہش رکھتا ہے تو رہبر کا دامن تھام اور اس کے

پیچھے آتا جا۔



جوازِ ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل احادیث سے

اب ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیلیں احادیث سے پیش کی جاتی ہیں، اگرچہ احادیث اس کی تائید میں بکثرت وارد ہوئی ہیں مگر اتمامِ حجت کے لئے چند ایک تحریر کی جاتی ہیں:-

تَشْهَدُ فِي آلِ حَضْرَتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوخِطَابِ حَاضِرِ كَرْنَا
(۱) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشْهَدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ
الْقُرْآنِ فَكَانَ يَقُولُ :-

التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ
عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ . أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ (زَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالْمُسْلِمُ)

کیا تشہد میں خطابِ حاضرِ قصہِ معراج کی نقل ہے؟

بعض منکرین التحیات کے کلمہ ایہا النبی کی بابت کہتے ہیں کہ یہ
قصہ معراج کی نقل ہے اس لئے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطابِ حاضر کرنا
مُرَاد نہیں۔

جوابِ اوّل :- التَّحِيَّاتِ کو معراج کی حکایت سمجھنا مفصلہ ذیل وجوہات سے باطل ہے :-

(۱) محکی عنہ یعنی معراج کی رات میں ایسا ہونا بسندِ صحیح ثابت نہیں ہے۔

(۲) تَشَهُد کی تعلیم کی بابت کسی حدیث میں نہیں آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ یہ مخاطب شبِ معراج میں ہوا تھا، لہذا اس کو بطورِ حکایت پڑھنا چاہئے۔

(۳) منکرین کا یہ کہنا کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ خطاب چھوڑ دیا تھا۔ پس خطاب اگر حکایتی تھا تو کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کا حکایتی ہونا معلوم نہ تھا، اور اگر معلوم تھا تو پھر کیوں اس خطاب کو ترک کیا؟

(۴) اگر یہ خطاب حکایتی ہوتا تو محدثین اور فقہاء اس خطاب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں کیوں لکھتے حکایت میں کوئی خصوصیت نہیں۔

چنانچہ قرآن مجید میں آتا ہے :- يَا عِيسَى، يَا مَوْسَى، يَا يَحْيَى، يَا زَكَرِيَّا، يَا آدَمُ وَغَيْرَهُ جو حکایتِ نماز میں پڑھا جاتا ہے، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب بھی حکایتی ہے تو پھر خصوصیت نہ رہی۔ معلوم ہوا کہ یہ خطاب بطورِ انشاء ہے۔ اسی واسطے حضرت کے خصائص میں سے ہے کہ نماز میں حضرت کے سوا کسی اور کو خطاب بطورِ انشاء درست نہیں۔

چنانچہ احادیثِ نبویہ اور روایاتِ صحیحہ اس دعویٰ کی تائید میں ہیں:-

(۱) أَنَّ الْمُصَلِّيَّ يُخَاطَبُهُ بِقَوْلِهِ "السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ" وَالصَّلَاةُ صَحِيحَةٌ وَلَا يُخَاطَبُ غَيْرُهُ

ترجمہ:- نمازی عین نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتا ہے اور حالتِ تَشَهُّد میں حاضر کا لفظ بولتا ہے، اور اس خطاب کرنے میں نماز صحیح ہے، لیکن کسی اور کو نماز میں خطاب کرنا جائز نہیں ہے۔ (مواہب اللدنیہ)

(۲) علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ شارح مواہب اللدنیہ تحریر فرماتے ہیں:-

فَإِنْ قِيلَ كَيْفَ شُرِعَ هَذَا اللَّفْظُ وَهُوَ خِطَابٌ بِشَرِّ مَع أَنَّهُ مَنَّهُ عَنَّهُ فِي الصَّلَاةِ فَالْجَوَابُ أَنَّ ذَلِكَ مِنْ خِصَائِصِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:- پس اگر کہا جائے کہ یہ لفظ کیوں کر مشروع ہوا؟ حالاں کہ وہ انسان کا خطاب ہے باوجودیکہ وہ نماز میں ممنوع ہے۔ پس جواب یہ ہے کہ یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے۔

(۳) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں:-

وَجَوَازُ الْخِطَابِ مِنْ خِصُوصِيَّاتِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَلَوْ قَالَ لِغَيْرِهِ:- السَّلَامُ عَلَيْكَ بَطَلَتْ صَلَاتُهُ.

(فتح الباری، خصائص الكبرى، مواہب اللدنیہ)

ترجمہ:- نماز میں خطاب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔

اگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کو (خواہ وہ حاضر ہو یا غائب) کوئی شخص :- السَّلَامُ عَلَیْكَ۔ کہے تو اُس کی نماز باطل ہو جائے گی۔

(۵) حدیث تَشَهُد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :-

فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذَلِكَ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالْمُسْلِمُ)

ترجمہ :- جب بندہ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ کہتا ہے تو پھر یہ سلام ہر اس بندے کو جو زمین و آسمان میں ہے پہنچتا ہے۔

(مشکوٰۃ باب التَّشَهُد صفحہ ۸۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جملہ کے فرمانے سے حکایت کے خیال کو بالکل باطل کر دیا۔ کیوں کہ اگر تَشَهُد میں انشاء نہ ہوتا تو زمین و آسمان کے صالحین بندوں پر سلام کیسے پہنچتا؟ سلام تو مقصود ہی نہیں تھا وہ تو حکایت تھی پھر پہنچتا کیا؟ اسی واسطے علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

إِنَّ فِي الصَّلَاةِ حَقًّا لِعِبَادٍ مَعَ حَقِّ اللَّهِ فَإِنَّ مَنْ تَرَكَهَا أَخْلَ بِحَقِّ جَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ مَنْ مَضَى وَمَنْ يَحْيَى إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لِوَجُوبِ قَوْلِهِ فِيهَا "السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ" (فتح الباری شرح صحیح بخاری)

ترجمہ :- نماز میں بندوں کا بھی حق ہے اللہ تعالیٰ کے حق کے ساتھ، اور جس نے اس

کو ترک کیا اُس نے اپنا، اقرباء اور تمام گذشتہ اور آئندہ مومنوں کا جو قیامت تک آنے والے ہیں سب کا حق تلف کیا کیوں کہ نمازی پر یہ کہنا واجب ہے کہ:-

السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ.

”ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام ہو“۔

وَقَالَ قِفَانٌ تَرَكُ الصَّلَاةَ يَضُرُّ لِكُلِّ الْمُسْلِمِينَ
لَأَنَّ لِلْمُصَلِّيِّ أَنْ يَقُولَ ”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَالْمُؤْمِنِينَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ“ وَلَا بُدَّ أَنْ يَقُولَ فِي التَّشْهُدِ ”السَّلَامُ
عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ“ فَيَكُونُ مُقْصِرًا بِخِدْمَةِ
اللَّهِ تَعَالَىٰ وَفِي حَقِّ رَسُوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي
حَقِّ نَفْسِهِ وَفِي حَقِّ كَافَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَلِذَلِكَ عَظُمَتِ
الْمَعْصِيَةُ بِتَرْكِهَا. (فتح الباری شرح صحیح بخاری)

ترجمہ:- تقال نے کہا ہے کہ نماز کا چھوڑ دینا اپنے اور تمام مسلمانوں کے لئے نقصان رساں ہے۔ کیوں کہ یہ کہنا نمازی پر لازم ہے کہ ”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ“ الہی بخش مجھ کو اور مومن مردوں اور عورتوں کو“ اور واجب ہے کہ تشہد میں کہے:- السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ“ سلام ہو ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر“ پس نماز کا تارک اللہ تعالیٰ کی خدمت اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حق اور اپنے آپ کے حق اور

تمام مسلمانوں کے حق میں کوتاہی کرنے والا ہوگا، اور اسی لئے نماز کے ترک کرنے سے معصیت بڑھ جاتی ہے۔

(۶) اِنَّمَا ذَكَرْنَا بَعْضَ مَعَانِي التَّشْهُدِ لِمَا أَنَّ الْمُصَلِّيَ يَقْضِي بِهَذِهِ الْأَفْظِ مَعَانِيهَا مُرَادَةً لَهُ عَلَى وَجْهِ الْإِنْشَاءِ مِنْهُ كَمَا صَرَّحَ بِهِ فِي الْمُجْتَبَى بِقَوْلِهِ وَلَا بُدَّ مِنْ أَنَّ يَقْضِي بِأَلْفَاظِ التَّشْهُدِ مَعْنَاهَا الَّتِي وَضَعَتْ لَهَا مِنْ عِنْدِهِ كَأَنَّهُ يُحْيِي اللَّهَ وَيُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى نَفْسِهِ وَأَوْلِيَائِهِ. وَعَلَى هَذَا فَالضَّمِيرُ فِي قَوْلِهِ "السَّلَامُ عَلَيْنَا" عَائِدٌ إِلَى الْحَاضِرِينَ وَالْأَمَامِ وَالْمَأْمُومِ وَالْمَلَأِيكَةِ كَمَا نَقَلَهُ فِي الْغَايَةِ عَنِ النَّوَوِيِّ وَاسْتَحْسَنَهُ. وَبِهَذَا يَضَعُ مَا ذَكَرَهُ فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ أَنَّ قَوْلَهُ "السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ" حِكَايَةٌ سَلَامِ اللَّهِ عَلَيْهِ لَا ابْتِدَاءً سَلَامٍ مِنَ الْمُصَلِّيِّ عَلَيْهِ. (بحر الرائق جلد اول، صفحہ ۳۲۵)

ترجمہ:- ہم تشہد کے بعض معانی ذکر کر چکے ہیں، اس لئے کہ نمازی ان الفاظ سے اُن کے مرادى معنی بطور انشاء مقصود رکھتا ہے۔ جیسے کہ مجتبیٰ میں اس قول کے ساتھ تصریح کی ہے:- کہ یہ نہایت ضروری ہے کہ تشہد کے الفاظ سے وہ معنی جن کے لئے وہ موضوع ہیں اپنی طرف سے مراد رکھے، گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو تحیہ کرتا

ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجتا ہے اور اپنے آپ پر اور اُس کے اولیاء وغیرہ پر، پس اس بنا پر اُس کے قول ”السَّلَامُ عَلَيْنَا“ کی ضمیر جمع متکلم حاضرین اور امام اور مقتدی اور ملائکہ کی طرف عائد ہے۔ جیسا کہ غایت میں نقل کیا گیا ہے، اور اُس نے اُس کو مستحسن کہا ہے۔ اور اس بیان کی رُو سے سراج الوہاج کا یہ قول ضعیف ٹھہرتا ہے کہ نمازی کا ”السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ“ کہنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے کی حکایت ہے، نہ کہ ابتداءً نمازی کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہے۔

(۷) أَيْ لَا يَقْضُوا الْإِخْبَارَ وَالْحِكَايَةَ عَمَّا فِي الْمِعْرَاجِ مِنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ رَبِّهِ سُبْحَانَهُ وَمِنَ الْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ (رد المحتار)

ترجمہ:- یعنی معراج میں جو واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار سبحانہ تعالیٰ میں اور ملائکہ میں تھا وہ مراد نہ رکھے۔

(۸) لَا بُدَّ أَنْ يَقْضَىٰ بِالْفَاطِ التَّشَهُدِ مَعَانِيهَا الَّتِي وَضَعَتْ لَهَا مِنْ عِنْدِهِ كَأَنَّهُ يُحْيِي اللَّهَ وَيُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى نَفْسِهِ وَأَوْلِيَاءِ اللَّهِ تَعَالَى.

(فتاویٰ عالمگیری، شرح قدوری)

ترجمہ:- نہایت ضروری ہے کہ تشہد کے الفاظ سے وہ معنی اپنی طرف سے مراد

رکھے جن کے لئے وہ الفاظ موضوع ہوئے ہیں، گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو تحیہ کر رہا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اپنے آپ پر اور اللہ تعالیٰ کے ولیوں پر سلام بھیج رہا ہے۔

(۹) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں نماز کے بیان میں تحریر

فرماتے ہیں:-

وَاحْضُرْ فِي قَلْبِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَشَخْصَهُ الْكَرِيمَ وَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ
اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ وَلْيَصْذُقْ أَمْلَكَ فِي أَنَّهُ يَبْلُغُهُ وَيَرُدُّ عَلَيْكَ
مَا هُوَ أَوْفَى مِنْهُ - (اتحاف جلد نمبر ۳ / صفحہ ۲۵۵)

ترجمہ:- اور حاضر کرے اپنے دل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود گرامی کو، اور عرض کر:- کہ سلام ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اے نبی! اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اُس کی برکتیں۔ اور تجھ کو سچا یقین ہو جانا چاہئے کہ یہ سلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچتا ہے، اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس کا جواب تجھے اپنی شانِ کرم کے لائق عطاء فرماتے ہیں۔

(۱۰) امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ المیزان (باب صفتِ نماز) میں تحریر فرماتے

ہیں:-

سَمِعْتُ سَيِّدِي عَلِيَّ الْخَوَاصَّ رَحْمَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ
يَقُولُ إِنَّمَا أَمَرَ الشَّارِعُ الْمُصَلِّيَ بِالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَيَّ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشَهُدِ لِيُنْبِتَهُ
 الْغَافِلِينَ فِي جُلُوسِهِمْ بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ أَنْ نَبِيَّهُمْ فِي
 تِلْكَ الْحَضْرَةِ فَإِنَّهُ لَا يُفَارِقُ حَضْرَةَ اللَّهِ تَعَالَى أَبَدًا
 فَيُخَاطِبُونَهُ بِالسَّلَامِ مُشَافَهَةً .

ترجمہ:- میں نے اپنے سردار علی خواص رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ شارع
 علیہ السلام نے نمازی کو تشہد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام اور درود عرض
 کرنے کا اس واسطے حکم کیا ہے تاکہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دربار میں غفلت کے ساتھ
 بیٹھتے ہیں انہیں آگاہ کر دے کہ جس پروردگار کے روبرو تم بیٹھے ہو اسی دربار میں
 تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود ہیں، کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لفظ سلام
 کے ساتھ روبرو خطاب کرتے ہیں۔

سُبْحَانَ اللَّهِ! کیا ہی اچھی آپ نے توجیہ فرمائی کہ نماز کے وقت جس دربار
 میں نمازی بیٹھا ہوتا ہے وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود ہوتے ہیں، کیوں
 کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے دربار سے کبھی بھی جُدا نہیں ہوتے، اب تو تمام
 جھگڑے ہی مٹ گئے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی حضوری سے
 کبھی بھی علیحدہ نہیں ہوتے پس جب اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تو پھر رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

فَتَذَبَّرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ۝ ﴿اللَّهُ﴾

(۱۱) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں التحیات کی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:-

نیز آن حضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہمیشہ نصب العینِ مؤمنان وقرّة العینِ عابدان است در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت کہ وجود نورانیت و انکشاف دریں محلّ بیشتر و قوی ترست۔ و بعضے از عرفاء قدّس سرّہم گفته اند این خطاب بجهت سریان حقیقتِ محمدیّہ است علیہ الصلوٰۃ والسلام در ذراتِ موجودات و افرادِ مُمکنات، پس آن حضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ در ذواتِ مُصلّیان موجود و حاضر است۔ پس مُصلّی باید کہ ازین معنی آگاہ باشد، و از این شہود غافل نبود تا بانوارِ قُرب و اسرارِ معرفت متنور و فائز گردد۔ آری ۷

در راه عشق مرحلہ قُرب و بُعد نیست

مے بینمت عیان و دُعائے مے فرستمت

(اشعة اللمعات، جلد اول، ص ۴۰۱ / مطبوعہ مکتبہ رضویہ سکھر)

ترجمہ:- نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ایمانداروں اور عبادت کرنے والوں

کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں اور تمام احوال اور اوقات میں خصوصاً عبادت کی حالت میں کہ اُس وقت نورانیت و انکشاف زیادہ اور قوی تر ہوتا ہے، اور بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ ”اَيْهَ النَّبِيِّ“ کا خطاب اس جہت سے کہ حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم موجودات کے ذروں اور ممکنات کے افراد میں سرایت کئے ہوئے ہے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں، پس نمازی کو چاہئے کہ اس سے باخبر رہے اور اُس شہود سے غافل نہ ہو، تا کہ قُرب کے انوار اور معرفت کے اسرار سے متور اور فائز ہو۔ بے شک ۔

دراہ عشق مرحلہ قُرب و بُعد نیست
 مے بینمت عیاں و دُعائے مے فرستمت
 عشق کی راہ میں قُرب و بُعد کی مسافت نہیں
 تجھ کو سامنے دیکھتا ہوں اور دُعا بھیجتا ہوں

جواب دوم:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے اپنے گاؤں، شہروں، اور گھروں میں نمازیں پڑھتے تھے، اور سب کے سب ”التَّحِيَّاتُ“ میں بصیغہ خطاب ”السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيْهَ النَّبِيِّ“ ہی پڑھتے تھے، حالاں کہ سب کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بظاہر موجود نہیں ہوتے تھے۔

اور یہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سکھلایا، لیکن کسی صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ امر پیش نہیں کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جماعت میں شامل ہوتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے ہوتے ہیں مگر جب ہم سُنتیں اور نوافل گھروں میں پڑھتے ہیں، یا سفر میں کسی اور شہر یا گاؤں میں نماز پڑھتے ہیں تو اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے موجود نہیں ہوتے پھر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بصیغہ خطاب ”السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ“ کس طرح پڑھیں؟ لیکن کسی صحابی نے دریافت نہیں کیا، کیوں کہ اُن کو یقین تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا سلام پہنچتا ہے، قُرب و بُعد کا شک اُن کے اعتقاد میں نہ تھا۔ اسی واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین غرض کہ تمام اُمت میں یہ خطاب جاری رہا۔ اور اب تک ہے اور ان شاء اللہ تَعَالَى قیامت تک جاری رہے گا۔

فتح القدر میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی صیغے کے ساتھ ”التَّحِيَّاتُ“ سکھلایا، اور اُن سے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو بصیغہ خطاب پہنچا۔

تَشَهُدٌ مِّنْ صِيغَةِ خُطَابٍ كَوَغَائِبٍ مِّنْ بَدَلْنِي كَالِاخْتِلَافِ
بعض لوگ کہتے ہیں کہ ”السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ“ کے
جائے ”السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ“ پڑھنا چاہئے کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے وصال کے بعد ایک صحابی نے یہی فرمایا تھا۔

چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت
موجود ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ”السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا
النَّبِيُّ“ کے بجائے ”السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ“ پڑھنے کی رائے دی۔
اہل تحقیق نے اس حدیث شریف کے بارے میں چند جواب لکھے ہیں؛۔
چنانچہ مِنْ جُمْلَةٍ أَنْ كَرِهُوا جَوَابَ يَهِي :-

جوابِ اوّل یہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذاتی اجتہاد ہے، اور اس
پر دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع اور اتفاق ثابت نہیں ہوا۔
مگر ہاں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اجتہاد سے اتنا تو پتہ
چل گیا کہ ”السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ“ حکایت نہیں پڑھا جاتا بلکہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں نمازی کی طرف سے خطاب کیا جاتا ہے۔

کیوں کہ اگر ان الفاظ کا حکایت پڑھا جانا صحیح ہوتا تو حضرت ابن مسعود رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کو ان الفاظ کے صیغہ غائب میں بدلنے کی صورت ہی نہ پڑتی۔ معلوم

ہوتا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو وصال فرما چکے اور وہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) سامنے موجود نہیں رہے اس لئے انہوں نے ان الفاظ کو اپنی ذاتی رائے سے بدل دیا، مگر ان کے اس اجتہاد پر باقی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اتفاق نہیں کیا اس واسطے یہ قابلِ حجت نہیں ہو سکتا۔

جوابِ دوم جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری میں موجود نہیں رہتے تھے بلکہ دور و دراز مقامات میں سکونت رکھتے تھے تو اس صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بظاہر ان کے سامنے حاضر اور موجود نہیں ہوتے تھے مگر پھر بھی ”التَّحِيَّاتُ“ میں ”السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ“ ہی پڑھا کرتے تھے۔

اگر ایسے لوگوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی موجودگی میں صیغہ مخاطب کے بجائے صیغہ غائب یعنی ”السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ“ کی تعلیم کی ہوتی تو البتہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجتہاد تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ماننا پڑتا، پس جو امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی اور زندگی میں شرک نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کس طرح شرک ہو سکتا ہے۔

(۱) وصالِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ سے ایک شخص کی مراد یَا مُحَمَّدَ بطورِ توشل کہنے سے پوری ہوگئی :-

چنانچہ طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کی ہے :-

ان رجلاً کان یختلِفُ الی عُثْمَانَ ابْنِ عَفَانَ فِی حَاجَةٍ لَهُ وَكَانَ عُثْمَانُ لَا یَلْتَفِتُ إِلَیْهِ وَلَا یَنْظُرُ فِی حَاجَتِهِ۔ فَلَقِيَ عُثْمَانَ بَنَ حُنَیْفٍ فَشَكَى ذَلِكَ إِلَیْهِ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ ابْنُ حُنَیْفٍ ائْتِ الْمِیْضَاةَ فَتَوَضَّأْ ثُمَّ ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِیْهِ رَكْعَتَیْنِ ثُمَّ قُلِ اللَّهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَیْكَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ۔ یَا مُحَمَّدُ إِنِّی أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّی لِیُقْضَى حَاجَتِی۔ وَتَذْكَرُ حَاجَتَكَ وَرُحُّ إِلَى حَتَّى أُرُوحَ مَعَكَ فَانْظِلِّ الرَّجُلُ فَصَنَعَ مَا قَالَهُ لَهُ ثُمَّ أَتَى بَابَ عُثْمَانَ فَجَاءَهُ الْبَوَابُ حَتَّى أَخَذَهُ بِيَدِهِ فَأَدْخَلَهُ عَلَى عُثْمَانَ ابْنِ عَفَانَ فَأَجْلَسَهُ مَعَهُ عَلَى الطَّنْفَسَةِ وَقَالَ مَا حَاجَتُكَ ؟ فَذَكَرَ حَاجَتَهُ فَقَضَاهَا۔ ثُمَّ قَالَ مَا ذَكَرْتُ حَاجَتَكَ حَتَّى كَانَتْ هَذِهِ السَّاعَةُ وَقَالَ : مَا كَانَ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ فَأَذْكَرْنَا۔ ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ فَلَقِيَ

عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ فَقَالَ لَهُ جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا مَا كَانَ يَنْظُرُنِي
 حَاجَتِي وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَيَّ حَتَّى كَلَّمْتَهُ فِيهِ. فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ
 حُنَيْفٍ وَاللَّهِ مَا كَلَّمْتُهُ وَلَكِنْ شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاتَّاهُ رَجُلٌ ضَرِيرٌ فَشَكَى إِلَيْهِ ذَهَابَ بَصَرِهِ
 فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ الْمِيْضَاءُ
 فَتَوَضَّأْتُمْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ ادَّعَى بِهَذِهِ الدَّعْوَاتِ فَقَالَ
 عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ فَوَاللَّهِ مَا تَفَرَّقْنَا وَطَالَ بِنَا الْحَدِيثَ حَتَّى
 دَخَلَ عَلَيْنَا الرَّجُلُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ ضَرْقُ قَطُّ.

(رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ) جلد نمبر ۹ / صفحہ ۳۱ / رقم نمبر ۸۳۱۱ / مطبوعہ / دار احیاء التراث العربی

ترجمہ:- ایک شخص کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حاجت تھی وہ
 بارہا ان کی خدمت میں حاضر ہوتا، مگر آپ اُس کی طرف مطلق توجہ نہ فرماتے، اس
 لئے اُس نے حضرت عثمان بن حنیف انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر اس
 امر کی شکایت کی، انہوں نے اُسے فرمایا کہ تو وضو کر کے مسجد میں آ اور دو گانہ ادا کر پھر
 نہایت الحاج اور زاری سے یہ دُعا مانگ:-

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي أَتَوَجَّهُ

بِكَ إِلَى رَبِّي لِيُقْضَى حَاجَتِي“ اے اللہ! میں اپنی حاجت تجھ سے

مانگتا ہوں اور تیری طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جو نبی رحمت ہیں وسیلہ پکڑ کے متوجہ ہوتا

ہوں، يَا مُحَمَّدُ! (یا رسول اللہ!) صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی حاجت کے لئے آپ کی شفاعت کا وسیلہ پکڑ کے اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوا ہوں تاکہ میری یہ حاجت روا ہو“

یہ دعا پڑھ کر اپنی حاجت اور ضرورت کو عرض کر، اور میری طرف چلا آ، تاکہ میں تیرے ساتھ چلوں۔ پس اُس شخص نے جا کر اُن کے کہنے پر عمل کیا، اس کے بعد وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر گیا، اُسی وقت دربان آیا اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کو اپنے پاس گدی پر بٹھا کر پوچھا کہ تیری کیا حاجت ہے؟

اُس نے اپنی ضرورت ظاہر کی، آپ نے اُس کی حاجت برآری کر دی، پھر آپ نے فرمایا کہ مجھے تمہاری حاجت اب یاد آئی، اور فرمایا جب کبھی تمہیں کوئی حاجت اور ضرورت ہو کرے تو مجھے اطلاع دے دیا کرو، پھر وہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں گیا، اور انہیں کہا اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر دے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو پہلے میری طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے شاید آپ نے اُن سے میری کچھ سفارش کی ہے، آپ نے فرمایا:۔ کہ میں نے ان سے بخدا کچھ نہیں کہا، لیکن بات یہ ہے کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر تھا، ایک اندھے نے آ کر یوں فریاد کرنی شروع کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھوں کی بینائی جاتی رہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو

فرمایا:۔ وضو کے مقام میں آؤ، اور وضو کرنے کے دو رکعت نماز پڑھو اور یہ دعائیں مانگو،
حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں قسم ہے اللہ تعالیٰ کی، ہم ابھی جدا
نہیں ہوئے تھے کہ وہ (اندھا) ہمارے پاس آیا اور اُس کی آنکھیں ایسی روشن تھیں
گویا کہ کبھی ضرر ہی نہیں ہوا تھا۔ (طبرانی)

اس حدیث شریف سے صراحۃً معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
غائب میں حاضر کا خطاب کرنا جائز ہے، کیوں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
دربار سے ایک شخص کی مراد کے پورا ہونے کا واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
وصال کے بعد کا ہے، کہ جب اُس نے توسل کے طور پر ”یَا مُحَمَّد“ پکارا تھا۔
(۲) ایک اندھا صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ کے زمانہ

میں یَا مُحَمَّد کہنے سے بینا ہو گیا:۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ رَجُلًا ضَرِيرَ الْبَصَرِ أَتَى
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ادْعُ اللَّهُ لِي أَنْ
يُعَافِيَنِي فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ وَيُصَلِّيَ
رَكْعَتَيْنِ وَيَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ
إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ!
إِنِّي قَد تَّوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى
اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ“

ترجمہ:- حضرت عثمان بن حنیف انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اندھا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر یوں عرض کرنے لگا، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھوں کے واسطے دعا کیجئے، کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عطا فرمائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھ اور یہ دعا مانگ:-

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي قَدْتُ وَجْهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ.

اے اللہ میں اپنی حاجت تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو نبی رحمت ہیں، وسیلہ پکڑ کے متوجہ ہوتا ہوں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی حاجت کے لئے آپ کی شفاعت کا وسیلہ پکڑ کے اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری یہ حاجت روا ہو، الہی پس میرے بارے میں ان کی شفاعت قبول فرما۔

ابو نعیم اور بیہقی کی روایت میں اتنا زیادہ آیا ہے:-

فَقَامَ وَقَدْ أَبْصَرَ بِبَرَكَتِهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:- وہ نابینا صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کھڑا ہوا، اور اس کی آنکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے متور اور روشن ہو گئیں۔

طبرانی کی روایت میں اتنا اور زیادہ آیا ہے:-

كَأَنَّ لَمْ يَكُنْ بِهِ ضَرٌّ - (طبرانی)

اُس کی آنکھیں ایسی روشن ہو گئیں گویا کہ اُس کی آنکھوں کو کبھی ضرر ہوا ہی نہ تھا۔

اس حدیث شریف کو ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم بیہقی نے، طبرانی نے

معجم کبیر میں، بخاری نے اپنی تاریخ میں، اور ابو نعیم نے روایت کیا۔

اعتراض:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اندھے صحابی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو واقعہ اس حدیث شریف میں آیا ہے اس پر بعض معترضین کہتے

ہیں کہ اس حدیث شریف میں جو خطاب حاضر ہے وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

حاضری اور موجودگی میں تھا نہ کہ غائب میں۔

جواب:- اس حدیث شریف کے بعض طُرُقِ روایت کے الفاظ ”فَرَجَعَ

“ اور ”حَتَّى دَخَلَ عَلَيْنَا“ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس اندھے نے

یہ دُعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبت میں ہی

پڑھی تھی، اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پڑھتا تو یہ الفاظ نہ ہوتے۔

علاوہ اس کے دُعا میں يَا مُحَمَّدُ بصیغہ خطاب آپ کی طرف التفات

وتضرع ہے اور ”أَتَوَجَّهُ بِكَ“ میں بائے استعانت ہے۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ میری تعلیم تمام امت کے

لئے ہے، اور یہ خطاب جو میں نے سکھلایا ہے میرے بعد بھی لوگ اسی طرح پڑھیں

گے، پھر بھی آپ نے ایسا ہی سکھلایا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو جائز رکھا، اسی واسطے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس خطاب کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی اسی طرح تعلیم دی۔ جس سے صراحتاً ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غائب میں خطاب حاضر کرنا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا معمول تھا۔

اگر اس دُعاء میں خطاب حاضر حکایت سمجھا جائے تو پھر:-

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ“ بھی حکایت ہوگی جو صریح غلط ہے۔

(۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما غائب میں یَا مُحَمَّدُ

پُکارا کرتے تھے:- چنانچہ حدیث شریف میں ہے:-

عَنِ ابْنِ عُمَرَ خَدِرَتْ رِجْلُهُ فَقِيلَ لَهُ اذْكُرْ أَحَبَّ

النَّاسِ إِلَيْكَ يَزُلْ عَنْكَ فَصَاحَ يَا مُحَمَّدَاهُ فَاَنْتَشَرَتْ .

(حصن حصین، شفا قاضی عیاض)

ترجمہ:- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں مبارک سو گیا اور بے حس

وحرکت ہو گیا، کسی نے آپ کو اس کا علاج بتلایا کہ آپ اس شخص کو یاد کیجئے جو آپ کو

سب سے زیادہ محبوب ہو فوراً یہ عارضہ جاتا رہے گا، آپ نے اسی وقت چلا کر کہا؛

یا محمداه! تو وہ شکایت اور عارضہ جاتا رہا۔ (مدارج النبوة)

ایسا ہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا واقعہ ہے، جس کو امام

نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ”کتاب الأذکار“ میں لکھا ہے۔

(۴) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میدانِ کارزار میں یا محمد

پکارا کرتے تھے۔ چنانچہ:-

إِنَّ الصَّحَابَةَ بَعْدَ مَوْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَانَ شِعَارُهُمْ فِي الْحُرُوبِ يَا مُحَمَّدُ.

ترجمہ:- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عادت تھی کہ جب کسی جنگ میں جاتے تو یا محمد کی ندا کیا کرتے تھے۔ (تاریخ ابن جریر و طبری)

(۵) حضرت کعب بن زمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غائب میں یا محمد پکارا

کرتے تھے:- چنانچہ فتوح الشام میں ہے:-

”حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قنسیرین سے

حضرت کعب بن زمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ہزار سوار دیکر لوقا سے جنگ و جدل کرنے کے لئے روانہ کیا، جس کی فوج کی تعداد دس ہزار تھی، غرضیکہ ایک ہزار مسلمانوں کا مقابلہ دس ہزار کفار سے ہو گیا، جب لڑائی بڑی گھمسان سے ہو رہی تھی تو حضرت کعب بن زمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے چین ہو کر باواز بلند یوں پکارتے

تھے:- يَا مُحَمَّدُ، يَا مُحَمَّدُ، يَا نَصْرَ اللَّهِ أَنْزِلْ“

یعنی اے محمد! اے محمد! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اے اللہ تعالیٰ کی مدد! نزول

فرما، پھر مسلمانوں کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے تھے؛

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ اثْبُتُوا لَهُمْ فَإِنَّمَا هِيَ سَاعَةٌ
وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ -

ترجمہ:- اے مسلمانوں کے گروہ! دشمنوں کے مقابلہ میں ثابت قدم رہو، صرف یہی
ایک گھڑی ہے اور تم عنقریب غالب آنے والے ہو۔ صفحہ ۲۰۵، مطبوعہ رادار اسلامیات

غرضیکہ کفار کو شکستِ فاش ہوئی، اور مسلمانوں کو فتح، یہ محض 'يَا مُحَمَّدُ'
کے پکارنے کی برکت سے ہوئی۔

(۶) حضرت بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ غائب میں 'يَا مُحَمَّدُ'

پکارا کرتے تھے:- چناں چہ ابن اشیر رحمۃ اللہ علیہ الکامل میں تحریر فرماتے ہیں:-

کہ ۱۸ ہجری میں ملکِ عرب میں بہت بڑا قحط پڑا، قوم

بنی مُزَينہ نے حضرت بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو

کر عرض کی، کہ عالی جاہ! ہم سب لوگ بھوک سے ہلاک ہو رہے ہیں، لہذا آپ

ہمارے لئے بکری ذبح کیجئے، تاکہ ہم شکم پُری کریں، انہوں نے فرمایا کہ خشک سالی

کے سبب سے بکریوں میں گوشت نہیں رہا، صرف ہڈیاں ہی ہڈیاں رہ گئی ہیں، لیکن

انہوں نے اصرار کیا، تو آپ نے ایک بکری ذبح کر دی جب کھال اتاری تو واقعی

اس میں گوشت کا نام و نشان نہ تھا، یہ حالت دیکھ کر حضرت بلال بن حارث رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے باوازِ بلند پکارا 'يَا مُحَمَّدَا' خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے آپ کو بشارت دی، کہ تیری بکریاں صبح کو موٹی تازی ہو جائیں گی، اور

قحط بھی جاتا رہے گا، چنانچہ صبح کو جب وہ بیدار ہوئے تو بکریوں کو دیکھا کہ وہ واقعی موٹی تازی ہو گئی ہیں، اور قحط بھی جاتا رہا۔ جلد نمبر ۲ / صفحہ ۲۸۹ / مطبوعہ بیروت۔

(۷) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غائبانہ یا رسول اللہ کہا کرتے

تھے:- چنانچہ:-

وَلَمَّا تَحَقَّقَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَفَاتَهُ صَلَّى
اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُ قَالَ وَهُوَ يَبْكِي بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ! صَلَّى
اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ لَكَ جِدْعٌ تَخْطُبُ النَّاسَ
عَلَيْهِ فَلَمَّا كَثُرُوا اتَّخَذْتَ مِنْبَرًا لِتُسْمِعَهُمْ - حَنَّ الْجِدْعُ
لِفِرَاقِكَ حَتَّى جَعَلْتَ يَدَكَ عَلَيْهِ فَسَكَنَ فَأَمَّتْكَ أَوْلَى
بِالْحَيْنِينَ عَلَيْكَ حِينَ فَارَقْتَهُمْ.

بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِيلَتِكَ عِنْدَ رَبِّكَ أَنْ جَعَلَ
طَاعَتَكَ طَاعَتَهُ فَقَالَ: مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ
بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْكَ وَسَلَّمَ لَقَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِيلَتِكَ عِنْدَهُ أَنْ بَعَثَكَ
آخِرَ الْأَنْبِيَاءِ وَذَكَرَكَ فِي أَوْلِهِمْ فَقَالَ: وَإِذَا أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ
مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ الْآيَةَ

بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْكَ وَسَلَّمَ لَقَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِيلَتِكَ عِنْدَهُ أَنْ أَهْلَ النَّارِ
يَوَدُّونَ أَنْ يُكُونُوا أَطَاعُوكَ وَهُمْ بَيْنَ أَطْبَاقِهِمْ يُعَذِّبُونَ
يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ،

بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْكَ وَسَلَّمَ لَقَدْ اتَّبَعَكَ فِي قَصْرِ عُمَرَكَ مَنْ لَمْ يَتَّبِعْ
نُوحًا فِي كِبَرِ سِنِيهِ وَطُولِ عُمُرِهِ۔

ترجمہ:- جب کہ بقول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کا یقین ہو چکا۔ تو آپ
روتے ہوئے فرماتے تھے:- کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر میرے
ماں باپ قربان ہوں آپ کے لئے ایک ستون تھا جس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لوگوں کو خطبہ سنایا کرتے تھے، اور جب کہ آدمی زیادہ ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے محض اس لئے کہ لوگوں کو ستون کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مفارقت
میں رونا سنائیں، حتیٰ کہ آپ نے اُس پر اپنا مبارک ہاتھ رکھا، جس کی وجہ سے اُس کو
تسکین ہوئی، پس اس لحاظ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت مفارقت کے
وقت زیادہ مستحق ہے کہ روئے۔

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم پر قربان ہوں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس قدر ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا اور کہا ”مَنْ يُطِيعَ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ“

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربان ہوں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت اس قدر ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبیوں علیہم السلام میں اخیر میں بھیجا، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تذکرہ اول میں کیا، اور کہا کہ:-

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ الْآيَةَ
یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربان ہوں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت دربار الہی میں اس قدر ہے کہ دوزخیوں کو جب کہ وہ دوزخ میں طرح طرح کے عذاب میں مبتلا ہوں گے تو یہ خواہش پیدا ہوگی، ”يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ“۔

کاش کہ ہم اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے۔

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربان ہوں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متبع (فرماں بردار) اس قدر تھوڑی سی مدت میں اس کثرت سے نمودار ہوئے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی باوجود عمر طویل ہونے کے نہ ہوئے۔

(اس کو ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بروایت امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،
 قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شفا شریف میں، امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 نے احیاء العلوم میں، امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مواہب اللدنیہ میں اور امام
 ابن الحاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدخل میں روایت کیا)

دیکھئے یائے نداء کا استعمال صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کس کثرت
 سے مروی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یوں فرمانا ایک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم کی جماعت کے سامنے تھا، کسی نے انکار نہیں فرمایا۔

ان احادیث مبارکہ سے گواستمداد و استیعانت ثابت ہوتی ہے، مگر یہی
 احادیث مبارکہ ندائے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم بحالت غائب کو بھی مستلزم ہیں۔

ندائے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جواز کے دلائل اجماع امت سے

سلف سے خلف تک ہر ملک اور قرن میں عوام و خواص نے مختلف اوقات میں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہہ کر ندا کی، علماء و صلحائے زمانہ میں سے کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا یہی اجماع ہے۔ ایک نے ندا کی اور تمام نے اس پر سکوت کیا تو بھی اجماع ہے۔

جس کی ہزار ہا نظائر میں سے چند ایک نقل کی جاتی ہیں:-

① مُلْك شَامِ كَـ چَند مُسْلِمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُو غَائِبًا خَطَابِ

حاضر فرماتے ہیں:- چناں چہ علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 'شرح الصدور' میں بحوالہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں:-

أَنَّ ثَلَاثَةَ إِخْوَةٍ مِّنَ الشَّامِ كَانُوا يَغْرُونَ وَكَانُوا
فُرْسَانًا شَجَعَانًا فَأَسْرَهُمُ الرُّومُ مَرَّةً فَقَالَ لَهُمُ الْمَلِكُ إِنِّي
أَجْعَلُ فِيكُمْ الْمُلْكَ وَأَزْوَاجَكُمْ بَنَاتِي وَتَدْخُلُونَ فِي دِينِ
النُّصْرَانِيَّةِ فَأَبَوْا وَقَالُوا يَا مُحَمَّدَاهُ الخ .

ترجمہ:- مُلْكِ شَامِ میں تین بھائی بہادر سوار جہاد کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ رومیوں نے انہیں گرفتار کر لیا ان سے بادشاہ نے کہا کہ میں تمہیں مُلْكِ دوں گا، اور اپنی بیٹیوں سے شادی کر دوں گا تم عیسائی ہو جاؤ۔ انہوں نے انکار کر دیا اور پکارا

يَا مُحَمَّدَاهُ الخ . (عيون الحكايت)

(۲) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "اخبار الاخیار" میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک قصیدہ میں یوں مخاطب فرماتے ہیں:-

(۱) بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما
بَلَطْفِ خُودِ سِرِّ وَسَامَانِ جَمْعِ بَرِّ سِرُّو پَاگُنِ
جس طرح سے ہو یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرم فرمائیے اور اپنی
مہربانی سے مجھ بے سرو پا کا فکر کیجئے۔

(۲) مُجِبِّ آلِ وَاَصْحَابِ تَوَامِ كَارِ مَنْ حَيْرَانَ
بَلَطْفِ خُوَيْشِ هَمِّ امْرُوزِ هَمِّ دَرِ رُوزِ فَرْدَا گُنِ
میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل اور اصحاب سے محبت کرنے والا ہوں
مجھ حیران کا کام اپنی مہربانی سے آج بھی اور کل بھی سرانجام کیجئے۔

دیکھئے ان مذکورہ بالا دو شعروں میں ندائے غیبیہ بھی موجود ہے اور مدد کا
طلب کرنا بھی پایا گیا۔ اگر یہ شرک ہوتا تو آپ جیسے محدث اور فاضل اجل ہرگز ہرگز
ایسے اشعار زبان پر نہ لاتے شیخ ممدوح شاہجہان بادشاہ کے قاضی القضاة اور سرزمین
ہند میں سب سے پہلے محدث صاحب تصانیف کثیرہ گذرے ہیں۔

(۳) شیخ موصوف "اخبار الاخیار" میں شیخ بہاء الحق والدین بن ابراہیم
عطاء اللہ انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ذکر میں رسالہ شطاریہ سے یوں نقل کرتے ہیں:-

ذکر کشف ارواح 'يَا أَحْمَدُ يَا أَحْمَدُ' بِرِ دُو طَرِيقِ
است:۔ یک طریق آن است 'يَا أَحْمَدُ' رَا دَرِ رَاسْتِ بَغْوِيْدِ

وَيَا مُحَمَّدُ در چپ بگوئید۔ ودر دل ضرب کند 'يَا رَسُولَ
 اللّٰهِ'۔ طريق دوم آن است که 'يَا أَحْمَدُ' را در راست بگوئید۔
 و'يَا مُحَمَّدُ' در چپ ودر دل وهم کند 'يَا مُصْطَفَى'۔ دیگر
 ذکر 'يَا أَحْمَدُ' 'يَا مُحَمَّدُ' 'يَا عَلِيُّ' 'يَا حَسَنُ' 'يَا حُسَيْنُ'
 'يَا فَاطِمَةَ' شش طرفه ذکر کند۔ کشف جميع ارواح شود۔
 وديگر اسمائے ملائکہ مقرب همین تاثیر دارند، يعنى
 'يَا جِبْرَائِيلُ' 'يَا إِسْرَافِيلُ' 'يَا عِزْرَائِيلُ' 'يَا مِيكَائِيلُ' چهار
 ضربی۔ وديگر اسم شيخ يعنى 'يَا شَيْخُ يَا شَيْخُ' هزار بار
 بگوئید۔ کہ حرف ندا از دل بکشد طرف راست هر دو لفظ
 شيخ را در دل ضرب کند۔

ترجمہ:- 'يَا أَحْمَدُ'، 'يَا مُحَمَّدُ' کے ارواح کے کشف کا ذکر دو طریقہ پر ہے۔
 ایک تو یہ ہے کہ 'يَا أَحْمَدُ' کو دائیں طرف کہے، اور 'يَا مُحَمَّدُ' کو بائیں طرف۔
 اور دل میں 'يَا رَسُولَ اللّٰهِ' کی ضرب لگائے، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ 'يَا أَحْمَدُ'
 کو دائیں طرف کہے، اور 'يَا مُحَمَّدُ' کو بائیں طرف، اور دل میں 'يَا مُصْطَفَى'
 کا خیال رکھے۔

دوسرا ذکر 'يَا أَحْمَدُ' 'يَا مُحَمَّدُ' 'يَا عَلِيُّ' 'يَا حَسَنُ' 'يَا حُسَيْنُ'
 'يَا فَاطِمَةَ' کو چھ طرف ذکر کرے تو تمام ارواح کا کشف ہو جائے۔ اور دوسرا ذکر

مقرب فرشتوں کے نام مبارک بھی یہی تاثیر رکھتے ہیں، یعنی 'يَا جِبْرَائِيلُ' یا 'يَا اسْرَافِيلُ' یا 'يَا عِزْرَائِيلُ' یا 'يَا مِيكَائِيلُ' چاروں طرف ضرب لگائے۔ دوسرا ذکر اسمِ شیخ یعنی کہے 'يَا شَيْخُ يَا شَيْخُ' ہزار بار اس طرح کہے کہ حرفِ ندا کو دل سے دائیں طرف کھینچے، شیخ کے دونوں لفظوں پر دل میں ضرب لگائے۔

دیکھئے ان اوراد میں تو ندائے غیبیہ کی کھلم کھلا اجازت پائی جاتی ہے، کیا ایسے جید عالم و صوفی بزرگ اپنے مریدوں کو شرک کی تعلیم دیتے تھے؟ نہیں، اگر یہ شرک ہوتا تو یہ بزرگ کبھی بھی ایسے اوراد پڑھنے کی اجازت نہ دیتے۔

(۴) شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصیدہ "اطیب النغم" میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بحالتِ غائب خطاب حاضر فرماتے ہیں:-

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:-

(۱) وَصَلَّى عَلَيْكَ اللَّهُ يَا خَيْرَ خَلْقِهِ

وَيَا خَيْرَ مَأْمُولٍ وَ يَا خَيْرَ وَاهِبِ

اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رحمت کرے اے سب خلقت سے اچھے، اور اے بہتر امید گاہ اور اے بہتر بخشنے والے۔

(۲) يَا خَيْرَ مَنْ يُرْجَى لِكَشْفِ رَزِيَّةٍ

وَمَنْ جُوْدُهُ قَدْ فَاقَ جُوْدَ السَّخَائِبِ

اور اے بہتر امید کئے گئے واسطے کشفِ مصیبت کے، اور بخشش آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فائق ہے بارشوں والے ابر کی بخشش سے۔

(۵) علامہ موصوف ”انتباه فی سلاسل اولیاء اللہ“ میں

اورادِ فتحیہ کے پڑھنے کے واسطے یہ ارشاد فرماتے ہیں:-

فریضہ نماز بامداد گزارد وچوں سلام دھد باورادِ

فتحیہ خواندن مشغول شود کہ ازبرکاتِ انقاسِ چہار صد

ولی کامل شدہ است۔

ترجمہ:- جب صبح کی نماز پڑھے اور سلام پھیرے تو ”اورادِ فتحیہ“ کے پڑھنے

میں مشغول ہو جائے جو چار سو اولیاء کے انقاسِ پاک سے تکمیل کو پہنچا ہے۔

اور ”اورادِ فتحیہ“ میں سترہ بار ندائے غیبیہ سے رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کو خطاب حاضر کیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ کلمات یہ ہیں:-

(۱) الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

(۲) الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

(۳) الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيلَ اللَّهِ

(۴) الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ

(۵) الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفِيَّ اللَّهِ

(۶) الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللَّهِ

(۷) الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ اخْتَارَهُ اللَّهُ

(۸) الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ أَرْسَلَهُ اللَّهُ

(۹) الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ زَيْنَةُ اللَّهِ

(۱۰) الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ شَرَفَهُ اللَّهُ

(۱۱) الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ كَرَّمَهُ اللَّهُ

(۱۲) الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ عَظَّمَهُ اللَّهُ

(۱۳) الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ

(۱۴) الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا إِمَامَ الْمُتَّقِينَ

(۱۵) الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ

(۱۶) الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيعَ الْمُذْنِبِينَ

(۱۷) الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ذرا شاہ صاحب کے اس ارشاد پر جو آپ نے ”اورادِ فتحیہ“ کے

متعلق فرمایا ہے غور و خوض کریں کہ اس اوراد کو چار سواولیاء اللہ کی زبانوں نے مکمل

کیا ہے، منکرین کے اعتقاد کے مطابق تو چاہئے تھا کہ ایک ولی اللہ بھی اس اوراد کو

بمنظرِ پسندیدگی نہ دیکھتا چہ جائیکہ اس کی تکمیل میں مدد دیتا ہے جس میں ندائے غیبیہ

سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خطابِ حاضر کیا گیا ہے، کیا شاہ صاحب جیسے

علامہ محدث بھی شرک کی حقیقت کو نہ سمجھ سکے؟ اور وہ لوگوں کو کفر و شرک کی تعلیم دیتے

رہے، کیا ایسے جید فاضل کو بھی (معاذ اللہ) کافر و مشرک کہا جائے گا؟۔

خود ہی انصاف کیجئے۔

(۶) شیخ شہاب منصورى رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔
 يَا أَكْثَرَ الشُّفَعَاءِ عِنْدَ اللَّهِ كُنْ لِي شَافِعًا يَا أَكْثَرَ الشُّفَعَاءِ
 اے سب سے بڑے شفاعت کرنے والے میری اللہ تعالیٰ کے ہاں
 شفاعت فرمائیے۔

(۷) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔
 وَأَرْجُو يَا كَرِيمُ الْعَفْوَ عَمَّا جَنَّتُهُ يَدَايَ يَا رَبَّ الْحَبَاءِ
 اے کریم! اے صاحبِ جوہ! میں اُمید کرتا ہوں کہ مجھے ان گناہوں
 سے جن کا ارتکاب میرے ہاتھوں نے کیا معافی دلوائیں گے۔

(۸) شیخ ابو عبد اللہ بن زمرک غرناطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔
 يَا مَلَجَاءِ الْخَلْقِ الْمُشَفِّعِ فِيهِمْ يَا رَحْمَةَ الْأَمْوَاتِ وَالْأَحْيَاءِ
 اے مخلوقات کے ماؤے جن کے حق میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
 شفاعت مقبول ہے اے زندوں اور مردوں کے لئے ابر رحمت۔

(۹) شیخ یوسف بیہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔
 سَيِّدَ الْعَالَمِينَ يَا بَحْرَ جُودٍ قَطْرَةٌ مِّنْ سَخَائِهِ الْأَسْخِيَاءُ
 اے سردار جہانوں کے اے بحرِ جوہ! تمام سخی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کی سخاوت کے آگے ایک قطرہ ہیں۔

(۱۰) علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا أَجَلَ الرُّسُلِ الْكِرَامِ وَيَا مَنْ حَسَدْتَنَا لِفَضْلِهِ الْقُدَمَاءُ

اے سب مکرم رسولوں سے برتر اور اے وہ ذات جس کی وجہ سے ہم پر تمام پہلے لوگوں نے حسد کیا ہے۔

(۱۱) شیخ عبدالعزیز بن زمزمی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا مَحَطَّ الرِّحَالِ يَا مَنْ لَدَيْهِ لِمُرْجِيهِ مَا عَسَى أَنْ يُشَاءَ

اے سب قافلہ والوں کے نزول کی جگہ، اے وہ ذات جس کے پاس وہ چیز ہے جو کہ امیدوار کو چاہئے۔

(۱۲) علامہ سلمان الدین بن خطیب اندلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا سَيِّدَ الْأَرْسَالِ ظَهْرِي مُوقَّرٌ فَعَسَى تَخِفُّ بِجَاهِكُمْ أَوْ قَارُهُ

اے سردار ہر جماعت کے! گناہوں کے بار سے میری پیٹھ بوجھل ہے، امید ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے اس کے بوجھ ہلکے ہو جائیں گے۔

(۱۳) امام عمر بن وردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا خَاتِمَ الْأَنْبِيَاءِ قَدْ كَانَ مُفْتَقِرًا

إِلَى قُدُومِكَ أَهْلُ النَّفْعِ وَالضَّرْرِ

اے خاتم انبیاء آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کے لئے جملہ کائنات خوشحال و بدحال محتاج ہے۔

(۱۴) علامہ ہبۃ اللہ بن بارزی حموی شیخ ابن وردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فرماتے ہیں:-

أَيَّاسِيَدَ الرُّسُلِ الْكِرَامِ وَمَنْ غَدَتْ
لَهُ مُعْجَزَاتٌ مَا لِتَعْدَادِهَا حَصْرُ

اے سیدِ رسلِ کرام اور اے وہ ذات جس کے معجزات اس قدر ہیں جو کہ
شمار میں نہیں آسکتے۔

(۱۵) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:-

يَا سَيِّدَ الرُّسُلِ الَّذِي فَاقَ الْوَرَى
بِأَسْمَا سَمَا كُلِّ الْوُجُودِ وَجُودًا

اے سیدِ رسل جو کہ مخلوقات پر بلحاظ جاہ و جلال کے فوقیت رکھتا ہے، اور
بحیثیت وجود کے ممتاز ہے۔

(۱۶) علامہ شمس الدین بن جابر اندلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:-

يَا مَنْ إِذَا لَجَأَ الضَّعِيفُ لِبَابِهِ
أَبَتِ الْمَكَارِمُ أَنْ يُضَيِّعَ مَنْ لَجَا

اے وہ ذات جب کہ کوئی ناتواں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

دراقدس پر پناہ لیتا ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ اس کو ضائع
کرنا گوارا نہیں کرتے۔

(۱۷) امام عبدالرحیم برعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

وَاعْطِفْ عَلَيَّ وَخُذْ يَاسَيْدِي بِيَدِي

إِذْ دَهَشَنِي الْمَلِمَاتُ الْمُهِمَّاتُ

اے میرے سردار میری دست گیری فرمائیے، اور مجھ پر نظر عنایت کیجئے

جب کہ سخت مہلکات حیران کر دیں۔

(۱۸) شیخ عبداللہ شیراوی مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي مُذْنِبٌ وَمِنَ الْجُودِ قَبُولُ الْمُذْنِبِ

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میں گناہ گار ہوں اور کرشمہ سخاوت سے

یہ ہے کہ گناہ گار کو روڈ نہ کیا جائے۔

(۱۹) شیخ مصطفیٰ بابی حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

إِلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ جَاءَ ضَارِعًا

أَخُو عَثْرَةَ يُرْجُو الْأَقَالََةَ مُذْنِبٌ

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ایک

گناہ گار تقصیر وار عاجزی کرتا ہوا اس لئے حاضر ہوا ہے کہ وہ معافی کا امیدوار ہے۔

(۲۰) امام عبدالرحمن بن خلدون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

إِنِّي دَعَوْتُكَ وَاثِقًا بِأَجَابَتِي يَا خَيْرَ مَدْعُوٍّ وَخَيْرَ مُجِيبٍ

اے بہتر مدعو اور بہتر مجیب میں نے اپنی قبولیت کی توقع رکھتے ہوئے آپ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارا ہے۔

(۲۱) شیخ سلمان الدین بن خطیب اندلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

أَيَا خَاتِمَ الرُّسُلِ الْمَكِينِ مَكَانَهُ

حَدِيثُ الْغَرِيبِ الدَّارِ فِيكَ غَرِيبٌ

اے خاتمِ رسل بزرگ مرتبہ والے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی درگاہ

میں غریب کی عرض کس قدر قبولیت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔

(۲۲) امام صرخری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا رَسُولَ الْإِلَهِ كُنْ لِي مُغِيثًا فِي أُمُورِي لَعَلَّ قَلْبِي يَوْوَبُ

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میری جملہ امور میں فریادرسی فرمائیے

امید ہے کہ میرا دل راہِ راست پر آجائے گا۔

(۲۳) شیخ علاء شہاب خفاجی مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

مَنْ لِي سِوَاكَ يَا مَلَاذَأْمَلِي أَنْ جَارَ دَهْرِي وَتَعَدَى مُشْتَكِي

اے فریادرس اگر مجھ پر زمانہ ظلم کرے اور میری شکایت سے تجاوز کرے تو

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا میرا کون ہے۔

(۲۴) امام شہاب محمود حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا رَسُولَ الْإِلَهِ ضَاقَتْ بِأَمْرِي

حِيلَتِي وَاعْتَرَتْ وَسَاوِسُ فِكْرِي

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میری عقل میرے کام میں کوتاہ نظر ہے

اور میرے فکر پر غلبہ وساوس ہے۔

وَأَنْشِدْ يَا شَافِعَ الْمُذْنِبِينَ أَجْرُ مَنْ بَبَابِ جِمَاكَ اسْتَجَارَكَ
 اے گناہ گاروں کی شفاعت کرنے والے! میں قسمیہ عرض کرتا ہوں کہ آپ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے شخص کو جو کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پناہ چاہے
 ضرور پناہ دیجئے۔

(۲۵) علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا غِيَاثِي فِي الْمُهِّمَاتِ وَيَا مَنْ بِهِ نِلْتُ الْهُدَى وَالرُّشْدَا
 اے میرے فریادرس جملہ مشکلات میں، اور اے وہ ذات جس کی برکت
 سے میں نے ہدایت پائی اور بھلائی حاصل کی۔

(۲۶) علامہ ابن کمیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ خُذْبِيْدِي
 فَأَنْتَ قَصْدِي وَأَنْتَ السُّؤْلُ وَالْأَدَبُ

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! یا سیدی! میری دستگیری فرمائیے کیوں
 کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی میرے مقصد اور سوال اور ادب ہیں۔

(۲۷) علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا سَيِّدَ الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ أَجْمَعِهِمْ
 يَا مَنْ بِهِ زَالَ عَنَّا الْهَمُّ وَالتُّعْبُ

اے تمام نبیوں اور رسولوں کے سردار! اے وہ ذات جس کی برکت سے ہم
 سے جملہ غم اور مصیبتیں اٹھ گئیں۔

(۲۸) شیخ احمد صدیقی امام درویشیہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا شَافِعَ الْخَلْقِ فِي يَوْمِ الرَّجَافِ أُغِثْ

مَنْ جَاءَ بِالذَّنْبِ وَالْعِصْيَانِ يَنْتَجِبُ

اے قیامت کے دن لوگوں کے شفیع ایسے شخص کی جو کہ اپنے گناہ اور عصیاں

کی وجہ سے بتلائے عذاب ہو فریادری فرمائیے۔

(۲۹) علامہ ابو مدین مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

صَلَّى عَلَيْكَ اللَّهُ يَا خَيْرَ الْوَرَى

مَا لَاحَ بَرْقٌ فِي السَّمَاءِ وَمَا خَفَى

اے بہترین خلائق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل

ہو جب تک کہ آسمان پر بجلی کا چمکنا اور مخفی ہونا جاری ہے۔

(۳۰) شیخ امام احمد عروسی مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

أَيَا أَكْرَمَ الْأَرْسَالِ يَا أَشْرَفَ الْوَرَى

وَمَنْ مِثْلُهُ فِي الْقَبْلِ وَالْبَعْدِ لَا يُلْقَى

اے تمام اصناف مخلوقات سے اکرم اور تمام مخلوقات سے اشرف! جس کی

نظیر نہ ہوئی، اور نہ ہوگی۔

(۳۱) شیخ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

أَلَا يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا أَشْرَفَ الْوَرَى

وَمَنْ لَيْسَ فِي الْعُلْيَا لَهُ مَنْ يُنَازِعُ

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جملہ مخلوقات سے افضل ہیں، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بلندی مرتبہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی شریک نہیں (توجہ فرمائیے)۔

(۳۲) علامہ محمد بن حنیف تلمسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

فَيَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الْكِرَامِ وَمَنْ بِهِ
لَنَامِنُ مَهْوَلَاتِ الذُّنُوبِ تَخَلُّصُ

اے خاتمِ رسلِ کرام اور اے وہ ذات جس کی وجہ سے ہمیں گناہوں کی بڑی مشکلات سے نجات ہوگی۔

(۳۳) علامہ یوسف بیہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

سَيِّدِي يَا أَبَا الْبُتُولِ أَغْنِنِي أَنْتَ أَذْرِي بِمَا حَوَاهُ الضَّمِيرُ

اے میرے سردار! اے حضرت بتول کے والد ماجد میری فریاد رسی فرمائیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے دل کی بات خوب جانتے ہیں۔

(۳۴) امام وتری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

زَمَانِي زَمَانِي بِالذُّنُوبِ فَهَأَنَّا

لِجَاهِكَ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ أَعُوذُ

میری زندگی نے مجھے گناہوں میں رکھا پس اب تو میں اے خیر الخلاق تیری قدر بلندی طرف پناہ گیر ہوں۔

(۳۵) امام فتح اللہ بن نحاس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا مَنْبَعَ الْجُودِ الَّذِي مِنْ رَاحَتِيهِ الْمَاءُ نَابِعٌ

اے وہ ذات منبعِ جو دو کرم جن کی ہتھیلیوں سے پانی بہنے لگتا ہے۔

(۳۶) علامہ شہاب محمود حلبي رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا سَيِّدِي وَوَسِيْلَتِي اَنَا خَائِفٌ مِنْ هَوْلِ يَوْمٍ فَمَا لَهُ مِنْ رَافِعٍ

اے میرے سردار اور وسیلہ میں ایسے روز کے حساب سے ڈرتا ہوں جس کو کوئی اٹھا نہیں سکتا۔

(۳۷) علامہ علاء الدین بن ملیک حموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

فَيَا سَيِّدَ الْكُوْنِيْنَ اَنْتَ وَسَيِّلَتِي

اَلَى اللّٰهِ اِنِّيْ ذَلِكَ الرَّجُلُ الْخَطَاۗءُ

اے سید الکونین! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے اللہ تعالیٰ کے ہاں وسیلہ ہیں کیوں کہ میں ایک بندہ خطا کار ہوں۔

(۳۸) علامہ جمال الدین نباتہ مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا خَاتِمَ الرُّسُلِ لِيْ فِي الْمُدْنِيْنَ غَدَا

عَلَى شَفَاعَتِكَ الْغُرَّاءُ تَعْوِيْلُ

اے خاتمِ رسل! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہر و باہر شفاعت پر گناہ گاروں میں مجھے بھی قیامت میں بھروسا ہے۔

(۳۹) امام کمال الدین بن زمکلائی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا أَفْضَلَ الرُّسُلِ يَا مَوْلَى الْأَنَامِ وَيَا

خَيْرَ الْخَلَائِقِ مِنْ أَنْسِ وَأَمْلاكِ

اے تمام رسولوں سے افضل اے مخلوق خدا کے آقا اور تمام انسانوں اور تمام فرشتوں سے افضل۔

(۴۰) امام صرخری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا مَنْ إِذَا نَالَنِي ضَيْمٌ وَضِيقٌ بِهِ

ذُرْعَا قَلْبِي بِهِ فِي كَشْفِهِ يَثِيقُ

اے وہ ذات جب کہ مجھ پر کوئی ظلم ہوتا ہے اور نہایت دل تنگ ہوتا ہوں

اُس وقت میرا دلی بھروسہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی پر ہے۔

(۴۱) امام ابو محمد عبد اللہ بن ابی زکریا شافعی مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

قُمْ يَا مُحَمَّدُ فَاشْفَعْ فِي الْعِبَادِ وَقُلْ

يُسْمَعُ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ عَائِدًا وَسَلْ

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم اٹھو اور خدا تعالیٰ کے بندوں کی

شفاعت کرو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو فرمائیں گے دیا جائے گا اور دوبارہ پھر

شفاعت کرو اور سوال کرو۔

(۴۲) شیخ حسین دجانی مفتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا رَحْمَةَ اللَّهِ فِي الدَّارَيْنِ كُنْزَ غِنَى لَهُ مِنَ اللَّهِ الْكِرَامِ وَتَبَجِيلُ

اے دونوں جہاں میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور خزانہ غنا آپ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہتر اکرام و تعظیم ہے۔

(۲۳) شیخ قلعشندی مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنْتُ بِالْقَاعِ أَعْظَمُهُ

أَنْتَ الْمُرَادُ وَأَنْتَ الْقَصْدُ وَالسُّؤْلُ

اے اُن سب لوگوں سے بہتر جن کے اجسام زمین میں مدفون ہیں آپ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات ہی (ہماری) مراد اور قصد اور مطلوب ہے۔

(۲۴) سیدنا محمد بکری بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ عَلَى رَبِّهِ وَخَيْرَ مَنْ فِيهِمْ بِهِ يُسْتَلُّ

اے سب کائنات سے اپنے خداوند تعالیٰ کے ہاں مکرم اور اے سب سے

بہتر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی سے سوال کیا جاتا ہے۔

(۲۵) علامہ ابن جابر اندلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

فَيَا خَيْرَ خَلْقِ اللَّهِ جَاهُكَ مَلَجْنِي

وَحُبُّكَ دُخْرِي فِي الْحِسَابِ وَمَوْئِلِي

اے سب مخلوق سے بہتر! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرتبہ میری پناہ ہے

اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت حساب کے لئے میرا ذخیرہ ہے، اور پناہ ہے۔

(۲۶) علامہ ابو عبد اللہ محمد شراف اندلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا سَيِّدَ الرُّسُلِ اصْطَفَاهُ وَيَا خَاتِمَهُمُ جَمْعًا لِمَعْنَى الْكَمَالِ

اے سب رسولوں سے برگزیدہ اور اے تمام کے لئے معنی کمال کو ختم کر دینے والے۔

(۴۷) مولانا نجم الدین محمد بن سوار شیبانی دمشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

يَا نَبِيَّ الْهُدَىٰ أَذْرَكَ الْأُمَّةَ مِنْ هُدْيِهِ الْمُنِيرِ هَذَا هَا

اے ہدایت دینے والے نبی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے روشن طریقے سے امت نے اپنی ہدایت حاصل کی۔

(۴۸) علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

يَا عِمَادِي أَنْتَ أَذْرِي بِالزَّمَانِ مَا لِأَهْلِيهِ وَفَاءٌ وَعُهُودٌ

اے میرے بھروسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانے کے متعلق خوب جانتے ہیں کہ اپنے اہل کے ساتھ کیسا بے وفا اور عہد شکن واقع ہوا ہے۔

(۴۹) شیخ باعور علوی حسینی مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ وَخَيْرَ الْوَرَىٰ وَسَيِّدَ الرُّسُلِ وَجَدَّ الْحُسَيْنِ

اے جملہ مخلوقات اور کائنات سے مکرم اور تمام رسولوں کے سردار اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا۔

(۵۰) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

يَا صَاحِبَ الْعِلْمِ الْهَادِي لِقَاصِدِهِ

حُسْنَ الْبَيَانِ أَجْرُنِي فِي حِمَى الْعِلْمِ

اے آقا جو طالب علم کو حسن بیان کی ہدایت فرماتے ہیں پس مجھے دائرہ علم

میں پناہ دیجئے۔

(۵۱) امام شہاب احمد بن خلوف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا صَاحِبَ الْجَاهِ عِنْدَ اللَّهِ خُذْ بِيَدِي
خَاشَاكَ تَتْرُكُ أَهْلَ الْحُبِّ فِي عَدَمِ

اے اللہ تعالیٰ کے ہاں صاحب مرتبہ میری دستگیری فرمائیے یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بعید ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اہل محبت کو محروم رکھیں۔
(۵۲) علامہ امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

يَا أَكْرَمَ الرُّسُلِ مَالِي مَنْ أُوذِيَ بِهِ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُولِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اے سب نبیوں سے زیادہ مکرم میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بغیر کس کی پناہ لوں جب طرح طرح کے حادثے وقوع میں آئیں۔

(۵۳) علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

نَبِيُّ الْهُدَى يَا أَعْظَمَ النَّاسِ مَاثِلًا
وَمَنْ جُودُهُ فِي الْعَالَمِينَ عَمِيمٌ

اے ہدایت کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور لوگوں سے سخاوت میں

بڑھے ہوئے اور جن کا جو دو کرم تمام جہانوں میں عام ہے۔

(۵۴) علامہ برعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا أَمَلِي
يَا مَوْلِي يَا مَلَاذِي يَوْمَ يَلْقَانِي

اے میرے سردار اے اللہ تعالیٰ کے رسول اور میری اُمید اے میرے مرجع
اے جائے پناہ قیامت میں۔

(۵۵) امام حسن بن مسعود لوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا رَسُولَ الْاِلهِ اِنِّي نَزِيْلٌ وَنَزِيْلُ الْكِرَامِ لَيْسَ يُضَامُ

اے اللہ تعالیٰ کے رسول میں مہمان ہوں، اور بزرگوں کے مہمان پر ظلم نہیں ہو سکتا۔

(۵۶) علامہ یوسف مہمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

اَيَّا خَيْرِ الْاَنْامِ بِكُلِّ خَيْرٍ وَخَيْرُ خِيَارِهِمْ نَسَبًا وَنَسَلًا

اے ہر قسم کی خوبی میں سارے جہاں سے بہتر اور نسب و نسل کے سب اچھے

لوگوں سے زیادہ اچھے۔

(۵۷) علامہ ابوالسرور بن نور الدین شعر اوی مصری، معاصر شہاب مرقی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا رَسُولَ الْاِلهِ يَا مَنْ يُرْجَى وَيُنَادَى عِنْدَ الْكُرُوبِ وَيُسْتَعْلَى

اے اللہ تعالیٰ کے رسول! اے وہ ذات جس کو مصیبتوں کے وقت پکارا جاتا

ہے اور سوال کیا جاتا ہے۔

(۵۸) شیخ فتح اللہ بیلونی حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا مَلَاذِي يَا عِيَاذِي كَمْ عَنِي زَالَ عَنِّي بِكَ فَوْرًا وَاَنْجَلِي

اے میرے ماڈے اے میری پناہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت

سے میری کس قدر مشکل میں فوراً از اہل ہو گئیں۔

(۵۹) علامہ شہاب محمود حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا خَاتِمَ الرُّسُلِ الْكِرَا مِ وَمَبْدَأَ الْفَضْلِ الْجَزِيلِ

اے سب مکرم نبیوں کے خاتم اور فضیلت کثیرہ کے سرچشمہ۔

(۶۰) علامہ امام صرخری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا حَبِيبَ الرَّحْمَنِ أَنْتَ الْمُرْجَى وَالْوَجِيهَ الْمُشَفَّعَ الْمَأْمُولُ

اے اللہ تعالیٰ کے محبوب! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے امیدیں وابستہ

ہیں اور صاحب شفاعت ہیں جن سے امیدیں ہیں۔

(۶۱) علامہ برعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي التُّرْبِ أَعْظُمُهُ

فَطَابَ مِنْ طَيِّبِهِنَّ السَّهْلُ وَالْجَبَلُ

اے ان سب سے بہتر جوٹی میں مدفون ہیں، جن کی وجہ سے نرم اور سخت

زمین متبرک ہو چکی ہے۔

(۶۲) علامہ شیخ عبدالرحمن بہلول دمشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

أَلَا يَا أَجَلَ الْخَلْقِ مَرَحْمَةً وَيَا

أَتَمَّ الْوَرَى حُسْنًا وَأَعْظَمُهُمْ صَلَاةً

اے سب مخلوق سے زیادہ رحیم، اور سب سے زیادہ حسین، اور سب سے

زیادہ حُسن سلوک کرنے والے۔

(۶۳) علامہ شیخ عبدالرحیم شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔
 يَا سَيِّدَ الرُّسُلِ وَمَنْ جُوْدُهُ لِكُلِّ خَلْقٍ اللّٰهُ مُسْتَرْسِلٌ
 اے سب رسولوں کے سردار! اور اے وہ ذات جس کی بخشش تمام کائنات
 کے لئے وسیع ہے۔

(۶۴) علامہ شہاب احمد مرقی صاحب "نفخ الطیب" رحمۃ اللہ تعالیٰ
 علیہ فرماتے ہیں:۔

فَيَأْتِي أَرْكَانَ الْوَرَى شَرَفًا وَشِفَا فِيهِمْ مِّنَ الْعِلَلِ
 اے سب مخلوق سے پاکیزہ شرافت والے اور ان کو بیماریوں سے شفاعت
 عنایت فرمانے والے۔

(۶۵) علامہ شیخ امام یحییٰ صرخری حنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا حَبِيبَ الرَّحْمَنِ فِي الْخَلْقِ يَا مَنْ
 تَعْرِفُ الْأَرْضَ فَضْلَهُ وَالسَّمَاءَ
 اے مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کے محبوب! اے وہ ذات پاک جس کے فضل
 و کرم سے زمین و آسمان واقف ہیں۔

(۶۶) علامہ شمس الدین نواجی مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا رَسُولَ الْاِلهِ اِنِّي غَرِيبٌ فَاغْنِنِي يَا مُلْجَا الْغُرَبَاءِ
 یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میں ایک پردیسی ہوں، اے مرجع غرباء
 میری فریاد رسی فرمائیے۔

(۶۷) علامہ شیخ برہان الدین قیراطی مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا رَسُولَ الْاِلهِ يَا سَيِّدَ الرَّسُلِ اِلَى بَابِكَ الرَّجِيْبُ التَّجَائِي

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم اور اے سب رسولوں کے سردار میں

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسیع درگاہ میں پناہ لیتا ہوں۔

(۶۸) شیخ امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا نَبِيَّ الْهُدَى اسْتَعَاثُهُ مَلَهُوٌ فَ اَضْرَتْ بِحَالِهِ الْحَوْبَاءُ

یا نبی الہدای! جن کے حضور میں ایک غمگین فریاد کر رہا ہے جس کے حال کو

گناہوں نے متغیر کر دیا۔

(۶۹) امام زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے قصیدے میں فرماتے ہیں:۔

يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ اُدْرِكْ لِزَيْنِ الْعَابِدِيْنَ

مَحْبُوْسُ اَيْدِي الظَّالِمِيْنَ فِي مَوْكِبِ وَالْمُرْدَهَمِ

اے رحمۃ للعالمین زین العابدین کی مدد کو پہنچو، وہ لشکر اور ازدحام میں

ظالموں کے ہاتھوں میں قید ہے۔

(۷۰) شیخ شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہیں جا رہے

تھے کہ راستہ میں یکا یک مرضِ فالج میں مبتلا ہو گئے، اُس وقت اُن کے ہمراہ نہ تو کوئی

رفیق تھا اور نہ ہی کوئی اور مددگار تھا کہ جو اُن کو منزلِ مقصود تک پہنچا دیتا، پس اُنہوں

نے اسی حالت میں قصیدہ بردہ تصنیف کیا جس کے دو شعر یہ ہیں: جن میں آپ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یوں التجا کرتے ہیں:۔

يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِي مَنْ أَلُوذِبِهِ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُولِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اے بزرگ ترین خلاق میرے لئے عام حادثہ اور مصیبت کے وقت آپ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں ہے جس کے ساتھ پناہ مانگوں۔

وَلَنْ يُضِيقَ رَسُولَ اللَّهِ جَاهُكَ بِي
إِذَا الْكَرِيمُ تَجَلَّى بِاسْمِ مُنْتَقِمِ

اور اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
شان ہماری شفاعت کرنے سے کچھ کم نہ ہوگی جس وقت اللہ تعالیٰ صفتِ انتقام سے
ظہور فرمائے گا۔

پس جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استغاثہ کیا اور
قصیدہ ختم کیا تو ان کو نیند آگئی خواب میں زیارتِ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے مشرف ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے جسم پر اپنا دست مبارک
پھیرا جس سے وہ معامرضِ فالج سے صحت یاب ہو گئے۔

(زرقانی، قسطلانی، انتباء فی سلاسل اولیاء اللہ مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

(۷۱) حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

يَا مَالِكِي كُنْ شَافِعِي فِي فَاقَتِي اِنِّي فَقِيرٌ فِي الْوَرَاءِ لِعِنَاكَ

اے میرے مالک میرے شفیع ہو جئے میرے فقر کی حالت میں، میں خلق
میں سب سے زیادہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غنا کا محتاج ہوں۔

يَا أَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرَى

جُدَلِي بِجُودِكَ وَارْضِنِي بِرِضَاكَ

اے بزرگ ترین جنوں اور انسانوں کے اور اے خزانہ مخلوقات بخشے مجھے
اپنی بخشش سے اور راضی کیجئے اپنی رضامندی سے۔

أَنَا طَامِعٌ بِالْجُودِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ

لِي أَبِي حَنِيفَةً فِي الْأَنَامِ سِوَاكَ

میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بخشش کا حریص ہوں، اور ابوحنیفہ کا بجز
آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کوئی مددگار نہیں۔

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا

أَرْجُو رِضَاكَ وَأُحْتَمِي بِجَمَاكَ

اے سرداروں کے سردار میں ولی ارادے سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے حضور آیا ہوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضاء کا امیدوار ہوں اور اپنے آپ کو

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پناہ میں دیتا ہوں۔

(۷۲) شیخ ابن تیمیہ کتاب ”العقل والنقل“ میں تحریر لکھتے ہیں:۔

فَإِذَا خَاطَبْنَاهُ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ كَانَ عَلَيْنَا أَنْ نَتَأَدَّبَ بِأَدَبِ اللَّهِ تَعَالَى حَيْثُ قَالَ
 "لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ
 بَعْضًا" فَلَا تَقُولُ "يَا مُحَمَّدُ" يَا أَحْمَدُ" كَمَا يَدْعُوا بَعْضُنَا بَعْضًا
 بَلْ تَقُولُ "يَا رَسُولَ اللَّهِ" "يَا نَبِيَّ اللَّهِ" وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى
 خَاطَبَ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِأَسْمَائِهِمْ فَقَالَ
 "يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ" "يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا
 وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَّمٍ مِمَّنْ مَعَكَ" "يَا مُوسَى إِنِّي
 أَنَارِبُكَ" "يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ"
 وَلَمَّا خَاطَبَهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ" "يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ" "يَا أَيُّهَا الْمُرْسَلُ"
 "يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ" فَنَحْنُ أَحَقُّ أَنْ نَتَأَدَّبَ فِي دُعَائِهِ وَخِطَابِهِ
 صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:- جب کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مخاطبہ و مکالمہ کریں تو ہم پر
 واجب ہے کہ ہم انہی آداب اور شرائط کو ملحوظ رکھیں جن کو خدائے ارحم الراحمین نے
 جب بھی اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا لحاظ رکھا ہے، دلیل یہ ہے
 کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:- لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ
 بَعْضِكُمْ بَعْضًا ترجمہ:- ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس طرح نہ
 پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو، پس ہم یوں نہیں پکاریں

گے 'يَا مُحَمَّدُ يَا أَحْمَدُ' جیسا کہ نام لے کر آپس میں ایک دوسرے کو پکارا کرتے ہیں۔ بلکہ یوں کہیں گے 'يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَا نَبِيَّ اللَّهِ' اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ان کے ناموں سے پکارا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا 'يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ يَا آدَمُ، يَا نُوحُ، يَا مُوسَى يَا عِيسَى، اور جب کہ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مخاطب فرمایا تو نام نہیں لیا بلکہ یوں سرفرازا کہ 'يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ يَا أَيُّهَا الْمُرْمَلُ' 'يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ' تو ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ جب ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکاریں اور خطاب کریں تو ضرور پاس ادب ملحوظ رکھیں۔

اس تقریر سے چار مسئلے ثابت ہوئے

ایک یہ کہ شیخ ابن تیمیہ کا مسلک صریح اور مذہب صحیح یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں حیات ہیں، اور اسی پاس ادب کے مستحق جس کے وہ حیات ظاہری میں مستحق تھے، ورنہ مخاطبہ اور مکالمہ محض فضول ہے، اور آداب و شرائط کو ملحوظ رکھنا بالکل بے کار۔

دوسرا یہ کہ عالمِ ناسوت اور دُنیا میں اس بدن کے ساتھ سننا خاص نہیں بلکہ جیسا کہ دُنیا میں انسان سنتا ہے ویسے ہی عالمِ برزخ میں، بلکہ زیادہ سنتا ہے، ورنہ مکالمہ و مخاطبہ کا کوئی معنی نہیں، کیوں کہ جو شخص ایسی چیز کو پکارتا ہے جو سماعت رکھتی ہی نہیں اُس کا پکارنا مجنونانہ حرکت ہوگی۔

تیسرا یہ کہ موت صرف انتقال کا نام ہے، یعنی ایک عالم سے منتقل ہو کر

دوسرے عالم میں چلے جانا اور بس، لہذا اس انتقال کے بعد ارواح تمام زندہ ہیں، ہاں اختلاف اگر ہے تو اجسام کے فناء بقاء کے متعلق ہے۔ پس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام کو قطعاً زمین نہیں کھا سکتی، باقی دوسرے اشخاص کے مراتب مختلف ہوتے ہیں، لہذا قطعاً نہیں کہا جاسکتا کہ ان کے وجود اسی طرح باقی ہیں، پس یہ امر ثابت ہوا کہ روح بعد مفارقت بلا تغیر و تبدل اسی طرح بالاتفاق باقی رہتی ہے۔

چوتھا یہ کہ بعد موت بمعنی مذکور ندا کرنا اور پکارنا اور مکالمہ و مخاطبہ نہ صرف جائز بلکہ تقاضائے ایمان ہے، نہ اس میں کفر لازم آتا ہے نہ شرک، کیوں کہ اگر کوئی محذور شرعی لازم ہوتا تو یہ کبھی متصوّر نہیں ہو سکتا کہ اس قدر ذی شان عالم، اور وہ بھی حنبلی مذہب کا امام جس کا ایک قدم بھی ظاہر حدیث سے آگے نہیں جاسکتا، ایک ایسی چیز کی تعلیم دیتا اور اشاعت کرتا جو کہ شرعاً ممنوع اور محذور ہو حاشا۔

(۷۳) مولوی محمد اسحاق دہلوی 'مائتہ مسائل' کے چوبیسویں سوال کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں:-

اگر کسے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک
وَسَلَّمَ بگوید برائے رسیدنِ درود و سلام جائز است۔
ترجمہ:- اگر کوئی شخص یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم کہے درود و سلام پہنچانے
کے واسطے تو جائز ہے۔

دیکھئے مولوی محمد اسحاق صاحب جو ظاہر احادیث پر عمل کرنے والے بڑے

مخاطب اور متشدد ہیں وہ بھی ندائے غیبیہ کو جائز فرماتے ہیں، گو اس میں درود و سلام کی تخصیص کرتے ہیں مگر اس میں بھی ہمارے دعوے کی تصدیق ہوتی ہے۔

(۷۴) شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

غیبوت میں خطاب حاضر فرماتے ہیں:- چناں چہ وہ بوستاں میں تحریر فرماتے ہیں:-
چہ کم گردد اے صدر فرخندہ پرے ز قدر رفیعت بدر گاہ حے
اے مبارک قدم سردار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بلند قدر سے خدا تعالیٰ
کی درگاہ میں کیا کمی آتی ہے۔

کہ باشند مُشتے گدایان خیل بمہمان دارالسلامت طفیل
کہ چند فقیران امت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سلامتی کے گھر میں طفیلی
مہمان بن جائیں۔

چہ وصفت کند سعدی ناتمام عَلَیْكَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عاجز سعدی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا توصیف کر سکتا ہے اے نبی
آپ پر درود و سلام ہو۔

(۷۵) مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیبوت

میں خطاب حاضر کرتے ہیں:- چناں چہ وہ اپنی کتاب زینحائیں تحریر فرماتے ہیں:-

زمہجوری برآمد جان عالم تَرَحَّمُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ تَرَحَّمُ

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جدائی سے جہان والوں کی جان نکل رہی

ہے رحم فرمائیے اے اللہ کے نبی رحم فرمائیے۔

نہ آخر رحمةً لِّلْعَالَمِیْنِی زمر و ماں چر ا فارغ نشینی
 کیوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی تمام جہان کے لئے رحمت ہیں،
 آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم مہجوروں پر توجہ کیوں نہیں کرتے۔

شبِ اندوہ مارا روز گرداں زرویت روز ما فیروز گرداں
 ہمارے غم اور اندوہ کی رات کو خوشی کے دن سے بدل دیجئے، اپنے دیدار
 سے ہمارے نصیبہ کو فتح مند کیجئے۔

تو ابرِ رحمتی آن بہ کہ گاہے

کنی بر حال لب خشکان نگاہے

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمت کے بادل ہیں اس لئے عرض یہ ہے کہ

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی تو ہم پیاسوں کے حال پر نظر عنایت فرمائیں گے۔

(۷۶) شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

بحالتِ غائب خطابِ حاضر کرتے ہیں:- چناں چہ تحفہ قادر یہ میں ہے:-

گر نبودے یارسول اللہ! ذات پاک تو

ھیچ پیغمبر نبردے دولت پیغمبری

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وجود نہ

ہوتا تو کوئی رسول دولت رسالت سے ممتاز نہ ہوتا۔

(۷۷) شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کو بحالت غائب خطاب حاضرانہ کرتے ہیں:- چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:-

(۱) يَا رَسُولَ اللَّهِ حَبِيبِ خَالِقِ يَكْتَاتُونِي

برگزیدہ ذوالجلال پاک و بے ہمتا توئی

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے

حبیب بے مثل ہیں، خداوند بزرگ و پاک و لاشریک کے برگزیدہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ہیں۔

(۲) نازنینِ حضرتِ حقِ صدرو بدرِ کائنات

نورِ چشمِ انبیاءِ چشم و چراغِ ما توئی

اللہ تعالیٰ کے پیارے لاڈلے اور تمام کائنات کے صدر اور ماہِ کامل آپ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ہیں نبیوں کی آنکھوں کے نور اور ہماری آنکھیں اور چراغ
آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ہیں۔

(۳) يَا رَسُولَ اللَّهِ تُوْدَانِي أُمَّتَانِ عَاجِزَانِ

عاجزاں را رہنماؤ جملہ را ماؤمے توئی

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ جانتے ہیں کہ آپ کی امت عاجز

اور گناہ گار ہے، عاجزوں اور گناہ گاروں کے رہنما اور سب کے جائے پناہ آپ ہی ہیں۔

(۷۸) حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مہاجر مکہ معظمہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کو بحالت غائب خطاب حاضرانہ فرماتے ہیں:-

چنانچہ اُن کی نعتیہ نظم میں ہے:-

- (۱) ذرا چہرے سے پردے کو اٹھاؤ یا رسول اللہ
مجھے دیدار تم اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ ۱
- (۲) کرو زوئے متور سے مری آنکھوں کو نورانی
مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ ۱
- (۳) اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں
بس اب چاہو ہنساؤ یا زلاؤ یا رسول اللہ ۱
- (۴) پھنسا ہوں بے طرح گردابِ غم میں ناخدا ہو کر
مری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ ۱
- (۵) اگرچہ ہوں نہ قابلِ واں کے پر اُمید ہے تم سے
کہ پھر مجھ کو مدینہ میں بلاؤ یا رسول اللہ ۱
- (۶) جہاز اُمت کا حق نے کر دیا آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ ۱
- (۷) پھنسا کر اپنے دامِ عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قیدِ دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ ۱

۱۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم

(۷۹) مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

بِحالتِ غائبِ خطابِ حاضرانہ فرماتے ہیں:- چنانچہ اُن کے قصائدِ نعتیہ میں ہے:-

اگر جواب دیا بے کسوں کو تو نے بھی تو کوئی اتنا نہیں جو کرے کچھ استفسار

کروڑوں جرم کے آگے یہ نام کا اسلام کرے گا یا نبی اللہ کیا یہ میری پکار

بہت دنوں سے تمنا ہے کیجئے عرضِ حال اگر ہو اپنا کسی طرح تیرے در تک بار

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

(۸۰) مولانا احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے دیوانِ نعتیہ میں جا بجا غائب میں خطابِ حاضر

فرماتے ہیں:- چنانچہ من جملہ اُن کے ایک قصیدہ نعتیہ یہ ہے:-

۱ ہے مجھے تیرا وسیلہ یا محمد مصطفیٰ

کون ہے جو تیرے میرا یا محمد مصطفیٰ ۱

۲ کچھ نہیں ہے میرے پاس اور راہِ عدم درپیش ہے

آسرا ہے ایک تیرا یا محمد مصطفیٰ ۱

۳ تقدِ توبہ رائگاں کھویا ہوا توبہ شکن

نفس نے مجھ کو تو لوٹا یا محمد مصطفیٰ ۱

۴ کونسا وہ کارِ بد ہے جو نہیں مجھ سے ہوا

میں رہا مجرمِ خدا کا یا محمد مصطفیٰ ۱

۱ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم

- ۵ سر پر گٹھڑی ہے گناہ کی کیوں نہ پھر تشویش ہو
- تم سے آکر کیا کہوں گایا محمد مصطفیٰ ۱
- ۶ ایک دن بھی عاقبت کی فکر کچھ میں نے نہ کی
- میں رہا پابندِ دُنیا یا محمد مصطفیٰ ۱
- ۷ جُو خطا مجھ سے نہ کوئی بھی ہوا کارِ ثواب
- کون ہے بد کار مجھ سا یا محمد مصطفیٰ ۱
- ۸ میں غریقِ بحرِ عصیاں ہوں کرم کی ہو نظر
- پار ہو اب میرا بیڑا یا محمد مصطفیٰ ۱
- ۹ آپ ہی اپنے درِ اقدس پہ جب رہنے نہ دیں
- پھر کہاں میرا ٹھکانا یا محمد مصطفیٰ ۱
- ۱۰ اُمّتِ عاصی کی کشتی کے نگہبان آپ ہیں
- ناخدا کا کیا بھروسہ یا محمد مصطفیٰ ۱
- ۱۱ آرزو ہے دنِ قیامت کے لوائے حمد کا
- ہو مرے سر پر بھی سایا یا محمد مصطفیٰ ۱
- ۱۲ یہ تمنا ہے کہ ہو خورشیدِ محشر تیز جب
- چہرہٴ انور دکھانا یا محمد مصطفیٰ ۱

اولیاء اللہ کو غیبت میں حاضر اندا کرنے کا جواز اور اس کے دلائل

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و اولیاء کو حاضر و ناظر ہونے کی صفت عطا فرمائی ہے کہ وہ ہر ایک کی پکار اور ندا کو سن لیتے ہیں:-
چنانچہ حدیث قدسی ہے:-

(۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا
فَقَدْ أَذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ
مِمَّا أَفْرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ
حَتَّى أُحِبُّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ
وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّذِي يَبْطِشُ بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي
لَأُعْطِيَنَّهُ. (الحدیث) (رواه البخاری)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میرے ولی کا دشمن ہے میں اُس
کے مقابلہ میں اعلان جنگ کر دیتا ہوں، اور میرے بندے نے اُس فرض کے ادا
کرنے سے جو میں نے اُس پر فرض کیا ہے بڑھ کر اور کسی شے سے جو میرے
نزدیک زیادہ عزیز ہے، مجھ تک تقرب حاصل نہیں کیا، اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے

ساتھ مجھ تک تقریب حاصل کرتا ہے، حتیٰ کہ میں اُس کو دوست بنا لیتا ہوں، اور جب میں اُس کو دوست بنا لیتا ہوں تو پھر اُس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور اُس کی آنکھ بن جاتا جس سے وہ دیکھتا ہے، اور اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اور اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اور اگر مجھ سے مانگتا ہے تو میں اُس کو ضرور دیتا ہوں۔ (مشکوٰۃ)

اس حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ جب کوئی اللہ تعالیٰ کا بندہ قُربِ فرائض اور قُربِ نوافل کے مدارج طے کر لیتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا دوست بن جاتا ہے، جس کو ولی کہتے ہیں تو پھر اُس کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ اُس کے کان خدا تعالیٰ کے کان بن جاتے ہیں۔ یعنی اُس کی قوتِ سامعہ اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی قوتِ سامعہ کا مظہر ہو جاتی ہے، جس طرح خدا تعالیٰ کی سمعِ قریب و بعید سب جگہ سنتی ہے اسی طرح ولی اللہ کی قوتِ سامعہ قریب و بعید سے برابر سنتی ہے۔ اُس کی آنکھ میں وہ قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ اُس کو خدائی آنکھ کہہ سکتے ہیں یعنی دُور و نزدیک سے دیکھتی ہے۔

اُس کے ہاتھوں میں وہ طاقت ہوتی ہے کہ وہ خدائی ہاتھ ہو جاتے ہیں، یعنی دُور و نزدیک سے جس چیز کو چاہے پکڑ لیتا ہے۔ اُس کے پاؤں خدائی پاؤں بن جاتے ہیں، یعنی جہاں چاہے ایک ہی آن میں پہنچ سکتا ہے۔

اس کا نام اصطلاحِ صوفیہ میں قُربِ نوافل ہے، اس درجہ میں بندہ کا نام

برائے نام ہی ہے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:-

اللہ اللہ اللہ گفتہ اللہ مے شود

ایں سخن حق است باللہ مے شود

یعنی بندہ اللہ اللہ کہنے سے شیون الہیہ کا مظہر بن جاتا ہے، یہ بات حق ہے بخدا پوری ہو جاتی ہے۔

پس جب کوئی شخص ایسے ولی اللہ کو پکارے جو اس صفت سے موصوف ہو تو وہ بالضرور دور سے سن لے گا، دیکھے گا، اور مدد بھی کرے گا۔

چنانچہ سینکڑوں صحیح واقعات کتب معتبرہ میں موجود ہیں۔

دست پیر از غائبان کوتاہ نیست

قبضہ این جز قبضہ اللہ نیست

غائب مریدوں کے پاس پہنچنے سے پیر کا ہاتھ کوتاہ نہیں ہوتا، اس کی طرف سے کسی مرید کی دستگیری کرنا درحقیقت صرف اللہ تعالیٰ کی دستگیری ہوتی ہے۔

ولی اللہ کی شان:- شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فیوض الحرمین میں ولی مرد کے حال میں ارشاد فرماتے ہیں:-

(۱) جُبِلَتْ نَفْسُهُ نَفْسًا قُدْسِيَّةً لَا يُشْغَلُهَا شَانٌ عَنْ شَانٍ

وَلَا يَأْتِي عَلَيْهِ حَالٌ مِّنَ الْأَحْوَالِ التَّجَرُّدِ إِلَى النُّقْطَةِ الْكُلِّيَّةِ

الْأَوْهُوَ خَبِيرٌ بِهَا الْآنَ وَإِنَّمَا الْآتِي تَفْصِيلُ الْأَجْمَالِ۔

ترجمہ:- ولی فرد کا نفس اصل خلقت میں نفسِ قدسی بنایا جاتا ہے، اُسے ایک بات دوسری سے مشغول نہیں کرتی، یعنی یہ نہیں ہوتا کہ ایک دھیان میں اور طرف کا خیال نہ رہے بلکہ ہر جانب اُس کی نگاہ ایک سی رہتی ہے، اور اُب سے لے کر وقتِ وصال تک جس قدر احوال اُس پر آنے والے ہیں اُن سب کی اُسے اس وقت خبر ہے، وہ جو آئے گا اجمال کی تفصیل ہی ہوگا۔

دیکھئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک ایک فرد غلام کے لئے اپنی زندگی بھر کے تمام احوالِ آئندہ کا اس وقت علم بتا رہے ہیں، یہ کتنا بڑا شرک ہے، کیا آپ نے لوگوں کو شرک کی تعلیم دی؟ نہیں ہرگز نہیں، بلکہ ایسی باتیں شرک میں داخل نہیں ہیں۔

(۲) مولوی اسمعیل دہلوی صراطِ مستقیم میں تحریر کرتے ہیں:-

بر آں کشفِ ارواح و ملک و مقاماتِ آنہا و سیرِ
امکنہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع بر لوح محفوظ
شغل دورہ گند، و باستعانت ہماں شغل بھر مقامے کہ از
زمین و آسمان و بہشت و دوزخ خواهد متوجہ شدہ بسیرِ
آن مقام احوالِ آنجا دریافت گند، و باہلِ آن مقام
ملاقات سازد۔

ترجمہ: اس کو ارواح اور فرشتوں اور اُن کے مقامات کے کشف، اور زمین و آسمان اور بہشت و دوزخ کے مواضع کی سیر اور لوح محفوظ پر آگاہی کا شغل ہوتا ہے، اور اس

شغل کی مدد سے وہ زمین و آسمان اور بہشت و دوزخ کے جس مقام پر چاہتا ہے متوجہ ہو کر اس مقام کی سیر سے وہاں کے احوال دریافت کر لیتا ہے اور وہاں کے رہنے والوں سے ملاقات کرتا ہے۔

(۳) امام شیخ الاسلام شہاب رطی انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجموعہ فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:-

سُئِلَ عَمَّا يَقَعُ مِنَ الْعَامَّةِ مِنْ قَوْلِهِمْ عِنْدَ الشُّدَايِدِ
يَا شَيْخُ فَلَانٍ وَنَحْوِ ذَلِكَ مِنَ الْأَسْتِغَاثَةِ بِالْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَالصَّالِحِينَ. وَهَلْ لِلْمَشَايِخِ إِغَاثَةٌ بَعْدَ
مَوْتِهِمْ أَمْ لَا ؟ فَأَجَابَ بِمَا نَصَّهُ أَنْ الْأَسْتِغَاثَةَ بِالْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالْعُلَمَاءِ جَائِزَةٌ. وَلِلْأَنْبِيَاءِ
وَالرُّسُلِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ إِغَاثَةٌ بَعْدَ مَوْتِهِمْ.

ترجمہ:- عام لوگ جو مصیبتوں کے وقت يَا شَيْخُ فَلَانٍ وغیرہ کہتے ہیں جس سے انبیاء و مرسلین اور صالحین کے حضور میں فریاد کرنا مقصود ہوتا ہے، اس کے متعلق سوال کیا گیا اور پوچھا کہ کیا مشائخ مرنے کے بعد فریاد رسی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ تو آپ نے جواب دیا جس کے اصل الفاظ یہ ہیں کہ انبیاء و مرسلین اور اولیاء و علماء کے پاس فریاد کرنا جائز ہے، اور انبیاء و مرسلین اور اولیاء و صالحین اپنی موت کے بعد فریاد کو پہنچنے کا حق رکھتے ہیں۔

(۴) مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بُستان
المحدثین میں شیخ ابوالعباس احمد زورق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہ شعر
نقل کرتے ہیں:-

أَنَا الْمُرِيدِيُّ جَامِعٌ لِسِتَاتِهِ إِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ بِنَكْبَةِ
میں اپنے مرید کا اُس کی پراگندگیوں میں جامع ہوں، جب کہ جو زمانہ
سختیوں کے ساتھ اُس پر حملہ کرے۔

وَأَنْ كُنْتُ فِي ضَيْقٍ وَكُرْبٍ وَوَحْشَةٍ

فَنَادِ بِنَا زَوْرَقِ اتِ بِسُرْعَةٍ

اور اگر تو تنگی و سختی اور وحشت میں ہو تو ”یا زورق“ کہہ کر پکارو میں جلدی
آؤں گا۔

شیخ احمد بن زورق مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام ٹمس الدین لقانی، اور امام
شہاب الدین قسطلانی شارح صحیح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اُستاد ہیں، ابدال
سبعہ اور محققین صوفیہ میں سے ہیں، شریعت اور حقیقت کے جامع ہیں، وہ ایک جلیل
القدر بزرگ ہیں کہ اُن کے کمال کا مرتبہ ذکر سے بڑھ کر ہے۔

(۵) صاحب دُرِّ مختار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اولیاء اللہ کو بحالتِ غائب
خطابِ حاضرانہ کرنے کا ایک قول نقل کرنا:-

إِنَّ الْإِنْسَانَ إِذَا ضَاعَ لَهُ شَيْءٌ وَأَرَادَ أَنْ يُرُدَّهُ اللَّهُ

سُبْحَانَهُ عَلَيْهِ فَلْيَقِفْ عَلَى مَكَانٍ عَالٍ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

وَيَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ وَيُهْدِي ثَوَابَهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ ثُمَّ يُهْدِي ثَوَابَ ذَلِكَ لِسَيِّدِي أَحْمَدَ بْنَ عَلْوَانَ وَيَقُولُ
 يَا سَيِّدِي أَحْمَدَ ابْنَ عَلْوَانَ بْنِ عَلْوَانَ إِنْ تَرُدُّ عَلَيَّ ضَالَّتِي
 وَالْأَنْزَعْتُكَ مِنْ دِيْوَانِ الْأَوْلِيَاءِ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَرُدُّ عَلَيَّ
 مَنْ قَالَ ذَلِكَ ضَالَّتَهُ بِبِرِّ كَتَبَهُ. (درمختار، شروع کتاب الأبق)

ترجمہ:- اگر کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ یہ چاہے کہ اُس کی وہ چیز اللہ تعالیٰ اُس کو
 واپس دلا دے تو اُس کو چاہئے کہ بلند مکان پر قبلہ رخ ہو کر فاتحہ پڑھے اور اُس کا ثواب
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نذر کرے، پھر اس کا ثواب سیدی احمد بن علوان کی
 خدمت میں ہدیہ کرے پھر یوں عرض کرے اے سید احمد! اے ابن علوان یمنی! اگر
 میری گئی ہوئی چیز آپ نے مجھے واپس دلا دی تو خیر، ورنہ آپ کا نام اولیاء اللہ کے دفتر
 سے کٹوا دوں گا، اُس ولی کی برکت سے اللہ تعالیٰ وہ گئی ہوئی چیز واپس دلا دے گا۔

(۶) علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”لواقح الانوار
 فی طبقات الأخیار“ میں تحریر فرماتے ہیں:-

”محمد غمری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک مُرید بازار میں جا رہا تھا کہ اتفاق سے
 اُس کے گھوڑے کا پاؤں پھسل گیا جس سے وہ مُرید گر کر زخمی ہو گیا، اُس نے باواز
 بلند پکارا ”يَا سَيِّدِي غَمْرِي لَا حِظْنِي“ اے میرے سردار محمد غمری! مجھ پر
 نظر عنایت کیجئے، آپ اسی وقت تشریف لے آئے اور اُس کے بدن پر ہاتھ پھیرا، وہ
 تندرست ہو گیا۔“

(۷) مولانا غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سابق خطیب مسجد بیگم شاہی لاہور انبیاء اولیاء کو غائبانہ حالت میں خطابِ حاضر کرنا جائز فرماتے ہیں:-

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:- ندائے انبیائے کرام و اولیائے عظام از دُور و نزدیک یکساں است و طلبِ حاجات از و شان بطریق ارث از صحابہ کرام و تابعینِ عظام و سالکانِ فِخام جاری است، صحابۃ کرام در غزوات مددِ خیر الأنام مے خواستند و ”یَا مُحَمَّدُ! یَا مَنْصُورُ! اُغِثْ اُغِثْ“ مے گفتند۔ در غزوة یرموک و غزوة سرج القبائل ہمیں ندائے اوشان بود و این طریقۂ صحابۃ کرام است۔

ترجمہ:- انبیائے کرام و اولیائے عظام کو خواہ دُور سے خواہ نزدیک سے پکارا جائے برابر ہے، اور اُن سے مدد مانگنا صحابہ، تابعین اور اولیاء اللہ سے ورثہ چلا آتا ہے۔ چنانچہ صحابہ جنگ و جدل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگا کرتے تھے، اس طرح ”یَا مُحَمَّدُ! یَا مَنْصُورُ! مدد کرو، مدد کرو، پکارا کرتے تھے چنانچہ غزوة یرموک اور غزوة سرج القبائل میں اُن کی یہی پکار تھی، یہ طریقہ صحابہ کرام کا تھا۔

(۸) مولوی رشید احمد گنگوہی اولیاء اللہ کی روحانیت کو حاضر و ناظر مانتے ہیں:-

چنانچہ وہ امداد السلوک میں تحریر کرتے ہیں:-

هم مُرید بیقین داند کہ رُوح شیخ مقید بیک مکان نیست۔ پس ہر جا کہ مُرید باشد قریب یا بعید اگرچہ

از شخصِ شیخِ دُور است، اِمّا روحانیتِ دُور نیست، چُون
 ایس امر مُحکم داند ہر وقت شیخ را بیاد دارد و ربطِ قلب
 پیدا آید، و ہر دم مُستفید بُود۔ مُرید در حلِ واقعہ محتاج
 شیخ بُود۔ شیخ را بقلب حاضر آورده بلسانِ حال سوال
 کند، البتہ رُوح شیخ باذن اللہ تعالیٰ اُورا القا خواہد کرد،
 مگر رابطہ تام شرط است، و بسببِ ربطِ قلبِ شیخ لسانِ
 قلب ناطق مے بُود، و بسوئے حق تعالیٰ راہ مے کشد،
 و حق تعالیٰ اُورا مُحَدَّث مے کند۔

ترجمہ:- مرید کو یقین رکھنا چاہئے کہ مُرشد کی رُوح ایک مکان میں مقید نہیں ہے،
 پس جس جگہ مُرید ہوگا خواہ وہ قریب ہو یا بعید، اگرچہ مُرشد بظاہر مُرید سے دُور ہوگا
 لیکن رُوح سے دُور نہیں ہے، جب یہ بات خوب ذہن نشین ہوگئی تو پھر مُرشد کو
 ہر وقت یاد میں رکھے، اسی طریق سے رابطہ دلی پیدا ہو، اور ہر وقت فیض پائے، اور
 فائدہ اٹھائے، چونکہ مُرید واقعات کے سمجھنے میں مُرشد کا محتاج ہے، لہذا مُرشد کو قلب
 میں حاضر کر کے اُس سے زبانِ حال سے سوال کرے، البتہ مُرشد کی رُوح اللہ تعالیٰ
 کے حکم سے اس کو القا کرے گی، مگر رابطہ کامل رکھنا شرط ہے، اور مُرشد کے ربطِ قلب
 کے سبب زبانِ دل بولے گی، اور اللہ تعالیٰ کی طرف راستہ کھل جائے گا اور اللہ تعالیٰ
 اس کو مُحَدَّث کرے گا۔

وہ آیتیں جن میں کفار اور بتوں کا ذکر ہے،

اُن کا پڑھنا ذکر اللہ ہے

مثلاً 'سُورَةُ تَبَّتْ' اور 'سُورَةُ مَنَافِقُونَ' وغیرہ، اگرچہ ان سورتوں میں بتوں اور کافروں کا ذکر ہے مگر کلام تو اللہ تعالیٰ کا ہے۔

دیکھئے قرآن مجید میں ہے "قَالَ فِرْعَوْنُ" یعنی فرعون نے کہا۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک حرف قرآن مجید پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں، لہذا قَالَ کے پڑھنے سے تیس نیکیاں اور فِرْعَوْنُ کے پڑھنے سے پچاس نیکیاں ملتی ہیں، گویا "قَالَ فِرْعَوْنُ" کے پڑھنے سے اسی نیکیاں ملتی ہیں۔

تعجب ہے کہ فرعون کا نام قرآن مجید میں پڑھنے سے تو پچاس نیکیاں ملتی ہیں لیکن مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ، صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا مبارک نام لینے سے شرک ہو جاتا ہے؟

حالاں کہ قرآن مجید میں "مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ" محمد کا نام لینے سے چالیس نیکیاں ملتی ہیں، اور رَسُوْلُ اللّٰهِ کے پڑھنے سے اسی نیکیاں ملتی ہیں، چار جگہ قرآن مجید میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاص نام آیا ہے تو اُن کی تلاوت کرنے سے چالیس چالیس نیکیاں ملتی ہیں۔

مختص صفاتِ باری تعالیٰ

چار صفات قابلِ عطا نہیں، کیوں کہ ان پر اُلُوہیت کا مدار ہے 'وَجُوبٌ' 'قَدَمٌ' 'خَلْقٌ' 'نَهْ مَرْنًا' دیگر صفات کی تجلّی مخلوقات میں بھی ہو سکتی ہے، جیسے 'سَمْعٌ' 'بَصَرٌ' 'حَيَاتٌ' وغیرہ، مگر ان میں بھی بڑا فرق ہے خدا تعالیٰ کی یہ

صفات ذاتی واجب، نہ مٹنے والی، اور مخلوق کی عطائی، ممکن، فانی:-۔

جو ہوتی خدائی بھی دینے کے قابل خدا بن کے آتا وہ بندہ خدا کا
افسوس ہے لوگوں کی عقل و سمجھ پر کہ وہ بلا سوچے سمجھے شرک سے پاک اور
ممبر ابات کو بھی شرک کہہ دیتے ہیں، اور وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ اس کے کہنے
والے یا کرنے والے نبی ہیں یا صحابی، علماء ہیں یا صلحاء، بلکہ اندھا دھند ہر ایک
کو کافر و مشرک کہہ دیتے ہیں جس سے وہ خود ہی کافر و مشرک ہو جاتے ہیں۔
چنانچہ حدیث شریف میں ہے:-

(۱) عَنْ أَبِي ذَرِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكَفْرِ
إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذَلِكَ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)
ترجمہ:- حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے جو شخص کسی کو بدکار کہتا ہے یا کافر کہتا ہے تو یہ باتیں اُس کہنے
والے پر لوٹ جاتی ہیں اگر اُس کا حریف ایسا نہ ہو۔ (مشکوٰۃ)

(۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَارِجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ كَافِرٌ فَقَدَبَاءَ بِهَا
أَحَدُهُمَا. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ)

ترجمہ:- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہے تو ان دونوں میں سے
ایک ضرور اس کا مصداق بن جاتا ہے۔

مُنَاجَات

- (۱) قَدِ موزوں رُخِ روشن تُمہارا یارسول اللہ
 قراریجان و ایماں ہے ہمارا یارسول اللہ ۱
- (۲) شِکستہ تختہ ہے گشتی ہماری موجِ عِصیاں میں
 نظر آتا نہیں کوئی کِنارا یارسول اللہ ۱
- (۳) نہیں منظور دل کو اب قیامِ مُلکِ ہندوستان
 جدائی سے جگر ہے پارہ یارسول اللہ ۱
- (۴) پھنسا پنچہ میں شیطان کے دوہائی نامِ اقدس کی
 خبر لو نفسِ امارہ نے مارا یارسول اللہ ۱
- (۵) نجاتِ خادمِ دَر کے لئے واللہ کافی ہے
 ذرا چشمِ مبارک کا اشارہ یارسول اللہ ۱
- (۶) بجز ذاتِ مُقَدَّس کے نہیں ہے خانہ زادوں کا
 دو عالم میں کوئی تکیہ سہارا یارسول اللہ ۱
- (۷) پہنچ جائے مدینہ میں یہ صوفی تختہ جاں واللہ
 نہیں اب ہند میں رہنے کا یارا یارسول اللہ ۱

بتوں کو پکارنے اور اولیاء اللہ کو پکارنے میں فرق

سوال:- وہ آیات زیر بحث جن میں بظاہر غیر اللہ کے پکارنے کی ممانعت پائی جاتی ہے کیا ان سے انبیاء و اولیاء کو پکارنے کا ابطال لازم آتا ہے؟

جواب:- ان آیات میں بتوں کو پکارنے کی ممانعت ہے نہ کہ انبیاء و اولیاء کے پکارنے کی، کیوں کہ ان میں ”یَدْعُوا“ کے معنی عبادت کے ہیں، مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ غیر اللہ یعنی بتوں کو پکارتے ہیں بایں طور کہ ان کی عبادت کرتے ہیں، اور ان کو پوجتے ہیں، تو البتہ وہ گمراہ اور مشرک ہیں، لیکن مسلمان انبیاء و اولیاء کو تو سئل کے طور پر پکارتے ہیں نہ کہ عبادت کے طور پر۔

دَعَا يَدْعُوا کے معنی میں اختلاف

علاوہ اس کے دَعَا يَدْعُوا کے بے شمار معنی ہیں:-

چنانچہ من جملہ ان کے چھ معنی یہ ہیں:-

(۱) عبادت:- چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:-

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ ۝ (سورة القصص رکوع ۱۱/)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو (بطور عبادت) نہ پکارو۔

لَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۝ (سورة يونس رکوع ۱۱/)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ کے سوا (بطور عبادت) کسی کو نہ پکارو۔

(۲) استعانت:- چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:-

وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ (سورة البقرة رکوع ۳/)

ترجمہ:- اور اپنے گواہوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا (مدد کے لئے) بلا لاؤ۔

(۳) سوال:- چناں چہ ارشاد ہوتا ہے:-

أَدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ (سورة المؤمن ركوع ۶/۶)

ترجمہ:- مجھ سے دُعا کرو میں تمہارے لئے قبول کروں گا۔

(۴) قول وکلام:- چناں چہ ارشاد ہوتا ہے:-

دَعُوهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ج

ترجمہ:- اُن کا کلام وہاں ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ“ اور اُن کی ملاقات اس میں

”سَلَامٌ“ ہوگی۔ (سورة يونس ركوع ۱/۱)

(۵) ندا:- چناں چہ ارشاد ہوتا ہے:-

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمامِهِمْ (سورة بنى اسرائيل ركوع ۸/۸)

ترجمہ:- جس روز ہم تمام لوگوں کو اُن کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے۔

يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ

(سورة بنى اسرائيل ركوع ۵/۵)

ترجمہ:- جس روز وہ تم کو پکارے گا پس تم اُس کی حمد کے ساتھ لبیک کہو گے۔

(۶) نام لے کر پکارنا:- چناں چہ ارشاد ہوتا ہے:-

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ

بَعْضًا (سورة النور ركوع ۹/۹)

ترجمہ:- تم آپس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس طرح نام لے کر نہ پکارو

جس طرح ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

وہ آیات جن میں یَدْعُوا کے معنی پکارنے
کے نہیں بلکہ عبادت کے ہیں

منکرین ذیل کی آیات پر غور و خوض کریں کہ آیا ان میں بھی حسب ارشاد

مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ كَمَا قَدْ جَارَىٰ هُوَ كَمَا يَأْتِيهِمْ؟

یعنی یہ نداء اور پکار بھی جو ان آیات میں ہے داخلِ شرک ہے یا نہیں؟

(۱) وَيَا قَوْمِ مَا لِي أَدْعُوكُمْ إِلَى النَّجْوَةِ وَتَدْعُونَنِي إِلَى

النَّارِ لَا (سورة المؤمن رکوع ۵)

ترجمہ:- اور اے میری قوم! میں تو تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے دوزخ

کی طرف بلاتے ہو۔

(۲) اِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ۚ لَا فَلَاحَ لِيْزِدُهُمْ دُعَائِي

الْاِفْرَارًا ۚ (سورة نوح رکوع ۱)

ترجمہ:- میں نے اپنی قوم کو رات دن پکارا بس میرے پکارنے سے وہ اور زیادہ

گریز کرتے گئے۔

(۳) وَاللَّهُ يَدْعُوا إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ ۚ لَا (سورة يونس رکوع ۳)

ترجمہ:- اور اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر (یعنی بہشت) کی طرف بلاتا ہے۔

(۴) اَدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ (سورة الاحزاب رکوع ۱)

ترجمہ:- ان کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو، یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت

موزوں ہے۔

(۵) فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ (سورة العلق / رکوع ۱/۱)

ترجمہ:- پس چاہئے کہ اپنے دوستوں کو بلائے ہم عنقریب زبانیہ (یعنی موکلانِ دوزخ) کو بلائیں گے۔

(۶) يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (سورة بنی اسرائیل / رکوع ۸/۱)

ترجمہ:- جس روز ہم تمام لوگوں کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے۔

(۷) فَادْعُوهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ (سورة الكهف / رکوع ۷/۱)

ترجمہ:- پس انہوں نے ان کو بلا یا تو وہ ان کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔

(۸) وَإِنْ تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَى (سورة الكهف / رکوع ۸/۱)

ترجمہ:- اور اگر تو ان کو ہدایت کی طرف بلائے۔

ان تمام مقامات پر لفظ دُعَاء کے معنی مختلف ہیں۔

کیا یہ دُعَاء بھی لَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ میں شامل ہے یا نہیں؟

تفسیر جلالین، مدارک، اور معالم التنزیل وغیرہ میں ”يَدْعُوا“ کے معنی

”يَعْبُدُ“ ہیں، اور ”دُعَائِهِمْ“ کے معنی ”عِبَادَتِهِمْ“ لکھے ہیں۔

حدیث شریف میں دُعَاء کے معنی عبادت ہیں، چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے:- الدُّعَاءُ مَخُّ الْعِبَادَةِ - (رواہ الترمذی، ومشکوٰۃ ص ۱۹۳)

یعنی دعاء عبادت کا مغز ہے۔ (مشکوٰۃ / ص ۱۹۳)

الغرض اگر ان آیات سے عام معنی پکارنے کے لئے جائیں تو پھر تو اس

شُرک سے کوئی بھی نہیں بچ سکتا، نبی ہو، یا ولی، عالم ہو، یا جاہل، مُنکر ہو، یا مُقر۔

کیوں کہ یہ سب کا دستور العمل ہے، کہ جب وہ ایک دوسرے کو بلاتے یا پکارتے ہیں، مثلاً ”یَا زَيْدُ! يَاعَمْرُو! يَافُلَانِ! تو اس لحاظ سے سب کے سب مُشْرک ہوئے، حتیٰ کہ اس اعتراض کی زد سے مُعْتَرِض بھی نہیں بچ سکتا، کیوں کہ وہ بھی اس طرح غَيْرُ اللّٰہ کو پکارتا ہے۔

اگر مُعْتَرِض کو باوجود ایسے بین دلائل کے پھر بھی کسی طرح کا شک و شبہ باقی رہ جائے تو اس کے مجوزہ معنی ”پکارنے“ کے مطابق تفسیر کئے دیتے ہیں تاکہ وہ مغالطہ سے بچ کر صراطِ مستقیم پر قائم ہو جائے۔

جب بُت پرست لوگ جنوں کو پکارتے تھے تو وہ اُن کو معبود جان کر پکارتے تھے، اس واسطے اس خیال کے مطابق غیر اللہ کو پکارنا واقعی ناجائز اور شرک ہے۔ لیکن انبیاء و اولیاء کو پکارنا ان معنوں میں نہیں ہے، بلکہ وہ تو سُل کے معنی میں ہے جو بالاتفاق جائز ہے۔

افسوس ہے کہ یہ غلط کار لوگ اُن آیات کو جو مُشْرکین کے بارے میں نازل ہوئیں وہ اہل ایمان پر چسپاں کر کے نہ صرف گمراہ ہوتے ہیں بلکہ تحریفِ قرآن کے مُرْتِکِب ہو کر خود گناہ گار ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ”سورة النساء رکوع ۱۷۱“ میں ارشاد فرماتا ہے:-

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ
وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصَلِّهِ جَهَنَّمَ
وَسَاءَتْ مَصِيرًا

ترجمہ:- اور جو مخالفت کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کے بعد کہ اُس پر ہدایت کھل چکی، اور چلے مسلمانوں کے راستے کے سوا دوسرے راستے پر تو اُس کو ہم چلائے جائیں گے اُسی راستہ پر جس پر وہ چلا، اور اُس کو دوزخ میں جھونک دیں گے اور وہ بُری جگہ ہے۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:-

کسانے کہ زین راہ بر گشتہ اند
برفتند و بسیار سرگشتہ اند
وہ لوگ جس اس راستے سے پھر گئے ہیں، بہت چلے ہیں لیکن حیران
و پریشان ہوئے ہیں۔

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہر گز بمنزل نخواہد رسید
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف جس کسی نے راستہ اپنایا کبھی بھی
وہ منزل پر نہیں پہنچے گا۔

محال است سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جُز بر پنے مصطفیٰ
اے سعدی! راہ صفا پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی
کے بغیر چل سکنانا ممکن ہے۔

۱۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لُبُّ لُبَابِ نَدَائِ غَيْبِيَةٍ

ندائے غیبیہ کی جتنی قسمیں اس کتاب میں بیان کی گئی ہیں ان سب کا خلاصہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے تاکہ کم فرصت شائقین کو اجمالی سیر ہو جائے:-

(۱) بمقتضائے ادعائے مجرور۔ جس کو اہل معنی و بیان التفات کہتے ہیں، کہ

پُکارنے والا غائب کو حاضر قرار دے کر پُکارتا ہے، اور اپنے کلام میں مخاطب گردانتا ہے، یا صراحتہ کلام غائبانہ سے انتقال بسوئے خطاب حاضرانہ کر کے نداء کرتا ہے۔

(۲) بمقتضائے غم و الم، کہ مغموم حالت میں اموات کو پُکارتا ہے۔

(۳) بمقتضائے جوشِ محبت اور فرطِ موذت، کہ محبتِ عاشقِ غلبہ شوق اور ولولہ

ذوق میں اپنے محبوبِ غائب کو پُکارتا ہے، کہ اس سے اُس کے دلِ مضطر کو کچھ تسکین ہو جاتی ہے۔

(۴) حالتِ خوف و مرض میں جیسے بیمار یا خائف سخت بیماری یا مصیبت میں اپنے

ماں باپ اور دیگر غم خواروں اور عزیزوں کو بے اختیار پُکار اٹھتا ہے، اور اُن کے حاضر و ناظر ہونے اور سُننے یا نہ سُننے کا اُس کے دل میں وہم بھی نہیں آتا۔

(۵) محض بقصدِ تہرکِ باسمِ گرامی مُنادی۔

(۶) بطریقِ حکایت اور عبادت، جیسے: يَا أَيُّهَا الْمُرْقَلُ ۝ اے چادر لپیٹنے

والے! اور يَا أَيُّهَا الْمُدْتِيرُ ۝ اے چادر لپیٹنے والے، کہ اس کے پڑھنے والا کلام

سُبحانہ و تعالیٰ کو حکایتِ عبادت کے واسطے تلاوت کرتا ہے۔

(۷) واسطے امثال امر شارع کے جیسے تشہد میں السَّلَامُ عَالَيْكَ
 أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم پر سلام پہنچانا ندا کے ساتھ حکم شرع ہے اس طرح پر کہ اپنے قلب میں رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وجودِ باوجودِ بَشَّصِہ حاضر کر کے ندا کرے، اور سلام پہنچائے،
 پھر یقین کرے کہ میرا سلام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچ گیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے میرے سلام کا جواب دے دیا۔

(۸) بطریق تو سئل واستمد اذ نبیح معہود شرعی ندا کرنا، اگرچہ اموات کی نسبت ہو۔

(۹) فقط بطورِ عمل ندا کرنا۔

(۱۰) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حاضر و ناظر سمجھ کر ندا
 کرنا۔



غیظ سے جل جائیں بے دینوں کے دل
 یارسول اللہ کی کثرت کیجئے
 شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
 اُس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے
 ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی
 عشق کے بدلے عداوت کیجئے
 بیٹھتے اٹھتے حضورِ پاک سے
 التجاء و استعانت کیجئے
 غوثِ اعظم! آپ سے فریاد ہے
 زندہ پھر یہ پاکِ ملت کیجئے
 یاخدا! شجھ تک ہے سب کا منتہی
 اولیا کو حکمِ نصرت کیجئے

اللہ اللہ اللہ

زیارتِ قبور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ . وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَلٰی اَنْ
 اَوْضَحَ لَنَا السَّبِیْلَ هُوَ الْحَىُّ الْقَیُّوْمُ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ
 الْخَلّٰقُ الْجَلِیْلُ الَّذِیْ اَبْدَعَ الْاَرْوَاحَ الْعَوَالِیَ وَالْاَجْسَامَ
 الْبَوَالِیَ وَجَعَلَ الرُّوْحَ مُلتَزِمَةً بِالْبَدَنِ لَا یَمِیْلُ . وَجَعَلَ فِی
 السَّمَاۗءِ مَلَائِكَةً عِظَامًا مِنْهُمْ سُجَّدًا وَمِنْهُمْ قِیَامًا اِلٰی اَنْ
 یُّاْذَنَ اللّٰهُ بِالْمَوْتِ وَالرَّجِیْلِ . وَاَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ
 لَا شَرِیْكَ لَهٗ اِلٰهَ كُلُّ فِعْلٍ جَمِیْلٌ . وَاَشْهَدُ اَنْ سَیِّدَنَا
 وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ الْمُخَصَّصُ بِالْوَحٰی
 وَالتَّنْزِیْلِ . اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ
 وَسَلَّمَ زُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تَذْكُرُ الْمَوْتِی .

قبروں کی زیارت کرنا سنت ہے خواہ وہ کسی نبی کی ہو، یا ولی کی، یا عام مومن
 کی، البتہ ابتدائے اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی خاص
 مصلحت کے باعث قبروں پر جانے سے منع کیا تھا جس سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی
 ہے کہ وہ قبروں پر جانے کو شرک کہہ کر روکتے ہیں، اور آیات اور احادیث سے غلط

استدلال کر کے عوام الناس کو دھوکا دیتے ہیں، حالاں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد میں اجازت عام دے دی تھی، مگر پھر بھی یہ لوگ اپنی غلطی کا اعتراف کرنے کی بجائے اپنی ضد پر قائم ہیں۔

دیکھئے حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:-

نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا.

ترجمہ:- میں نے تم کو زیارتِ قبور سے منع کیا تھا اب ان کی زیارت کیا کرو۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے قبروں پر جانے کی ممانعت تھی، لیکن بعض میں اجازت ہو گئی۔

چنانچہ ”مجالس الابرار“ میں اس ممانعت کی وجہ یہ لکھی ہے کہ یہ

ممانعت ابتدائے اسلام میں تھی کیوں کہ بت پرستی کا احتمال تھا، اسی طرح حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بت پرستی کا آغاز ہوا تھا۔

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:-

کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے چند بزرگ تھے، جب ان کا انتقال ہو گیا تو لوگ ان کی قبروں پر ڈیرا جما بیٹھے، پھر ان کے بت بنائے، اور گچھ عرصہ کے بعد ان بتوں کی پرستش کرنے لگ گئے۔

بنابریں جب بت پرستی کا آغاز ہی قبروں سے ہوا اس لئے رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابتدائے اسلام میں زیارتِ قبور سے منع فرمایا تا کہ شرک کے

ذریعہ کا انسداد ہو جائے، کیونکہ لوگ نو مسلم تھوڑا عرصہ پہلے شرک کے ساتھ مانوس تھے، پھر جب توحیدان کے دلوں پر جم گئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کو زیارتِ قبور کی اجازت دے دی۔ (رفع الاشکال)

غرض مانعین زیارتِ قبور نے اس خاص وجہ کو نہیں سمجھا جو ابتدائے اسلام میں زیارتِ قبور سے مانع ہوئی، اور نہ مابعد کی اجازت کو ملحوظ رکھا، سرے سے اس کے مانع ہو گئے، حالاں کہ عام قبروں پر جانا احادیث سے ثابت ہے، اگر کوئی نا سمجھ اس سنت کو عمدتاً پرستی کہے تو یہ اُس کی نہ صرف غلطی ہے بلکہ صریح کفر ہے، کہ دیدہ و دانستہ ارشادِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت کر رہا ہے، البتہ جو امور قبروں پر ناجائز ہوتے ہیں وہ بے شک مذموم اور گناہ ہیں جن کے ارتکاب سے بچنا ہر ایک مسلمان کا فرضِ عین ہے لیکن جو جائز ہیں اُن کے کرنے سے روکنا اور عوام الناس کو مغالطہ میں ڈالنا ایک سنگین جرم ہے۔

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید

کہ ہر گز بمنزل نخواہد رسید

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف جس کسی نے راستہ اپنایا کبھی بھی

وہ منزل پر نہیں پہنچے گا۔



اب عوام و خواص کی قبروں کے زیارت کرنے کے ثبوت تحریر کئے

جاتے ہیں۔ زیارتِ قبور کا ثبوت احادیث سے:-

(۱) عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:- حضرت بريدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے، میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا مگر اب تم کو اس کی اجازت دیتا ہوں۔ (مشکوٰۃ)

(۲) عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تَرْهَدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ. (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

ترجمہ:- حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے، میں نے تم کو قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا مگر اب تم کو قبروں کی زیارت کرنے کی اجازت دیتا ہے کیوں کہ قبروں کی زیارت کرنا دنیا سے بے رغبت کرتا ہے اور آخرت کو یاد دلاتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تَذَكِّرُ الْمَوْتَ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے، قبروں کی زیارت کیا کرو بے شک وہ موت کو یاد دلاتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

ان احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صراحتاً فرمایا کہ قبروں کی زیارت کرو اور اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے بلکہ عام ہے خواہ نبی کی قبر ہو، یا ولی کی، یا عام مسلمان کی اور نیز عام ہے کہ قریب سے زیارت کو جائے یا دور سے۔

(۴) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ. (رواه ابن ماجه)

ترجمہ:- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت میں رخصت (یعنی اجازت) دے دی ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ زَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكَى وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ فَقَالَ اسْتَأذْنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي وَاسْتَأذْنْتُهُ فِي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِي فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ. (رواه مسلم)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روئے

اور اپنے ہمراہیوں کو بھی رُلا دیا (یعنی وہ بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ کر روئے) پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے اس بات کی اجازت مانگی کہ میں اپنی والدہ کے واسطے مغفرت لے چاہوں مگر مجھ کو اجازت نہیں ملی، پھر میں نے اپنے پروردگار سے اس بات کی اجازت مانگی کہ میں اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کر سکتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اجازت دے دی، لہذا تم لوگ قبروں کی زیارت کیا کرو کہ وہ موت کو یاد دلاتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۶) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانَ يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرَ أَبِيهِ أَوْ أَحَدِهِمَا فِي كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهُ وَكُتِبَ بَرًّا. (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ)

ترجمہ:- حضرت محمد بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے، جو کوئی اپنے ماں باپ کی قبر کی یا ان میں سے ایک کی ہر ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے والدین کو زندہ کر کے ان کو اسلام پیش کیا تو انہوں نے قبول کیا (امام سیوطی) (رسائل سیوطی)

۱۔ والدہ ماجدہ کے لئے حضور علیہ السلام کو استغفار کا اذن نہ ہونا نعو باللہ ان کے کفر کی دلیل نہیں بلکہ گناہوں سے پاک ہونے کی طرف اشارہ ہے کیوں کہ غیر نبی اور رسول کے لئے استغفار کا لفظ ان کے حق میں گناہ کا وہم پیدا کرتا ہے۔ چونکہ حضور علیہ السلام کے والدین ایام فترت میں تھے اس لئے ان کی نجات کے لئے اعتقادِ توحید کافی تھا۔ کسی شریعت کا اس وقت وجود نہ تھا جس کی وجہ سے کوئی گناہ قرار پاتا، اور اس سے بچنا ضروری ہوتا۔ لہذا ان کے حق میں استغفار کا اذن نہ ہوا تا کہ کسی کے ذہن میں ان کے گناہ کا وہم پیدا نہ ہو۔

(مقالات کاظمی جلد اول صفحہ ۲۴۲ مطبوعہ راولپنڈی - محمد علیم الدین عفی عنہ۔)

جمعہ کو زیارت کرے تو اُس کے واسطے بخشش کی جاتی ہے اور اُس کے نامہ اعمال میں ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا لکھ دیا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

اس حدیث شریف سے کئی باتیں ثابت ہوئیں:-

(۱) ماں باپ کی قبر کی زیارت کے لئے بالخصوص جمعہ کو جانا (۲) زیارت والدین

سے مغفرت گناہ کا ہونا، (۳) زائر کا ماں باپ کی وفات کے بعد اُن سے سلوک کرنا۔

(۴) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَارَ قُبُورَ الشُّهَدَاءِ بِأَحَدٍ فَقَالَ

اللَّهُمَّ إِنَّ عَبْدَكَ وَنَبِيَّكَ يَشْهَدُ أَنَّ هَؤُلَاءِ شُهَدَاءُ وَإِنَّ مَنْ زَارَهُمْ

أَوْسَلَّمَ عَلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَدُّوا عَلَيْهِ. (زَوَاهُ النَّبِيَّهِ قَبِي، وَالْحَاكِمُ)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوہ احد پر شہیدوں کی قبروں کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے

اور فرمایا اے اللہ! تیرا بندہ اور تیرا نبی گواہی دیتا ہے کہ بے شک یہ سب کے سب

شہید ہیں۔ اور جو کوئی اُن کی زیارت کرے گا یا اُن پر سلام کہے گا تو قیامت تک یہ

لوگ اُس کے سلام کا جواب دیں گے۔

(۸) واقدی ونبیہتی میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال احد

کے شہیدوں کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے اور جب پہاڑ کے درمیان کے

راستہ پر جس کے پاس شہیدوں کی قبریں ہیں پہنچتے تو پکار کر فرماتے تم پر سلام اور

سلامتی تمہارے صبر کے سبب، کیا اچھا گھر ہے آخرت کا۔

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی معمول رہا، پھر ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہر سال یہی معمول رہا۔

اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تشریف لے جاتیں اور اپنے ہمراہیوں سے فرماتیں کہ تم ایسے لوگوں پر کیوں سلام نہیں کرتے جو تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

(۹) حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہر سال تشریف لے جاتے۔

حضرت فاطمہ خزاہیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتیں ہیں کہ ہم شام کے وقت شہدائے احد کی قبروں پر حاضر ہوئیں اور میری بہن میرے ساتھ تھی، میں نے اس سے کہا کہ آؤ سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر سلام کر آئیں، اُس نے کہا بہت بہتر، تو ہم نے اُن کی قبر پر جا کر کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا! آپ پر سلام ہو۔ انہوں نے ہمارے سلام کا جواب دیا اور ہم نے سنا حالانکہ ہمارے قریب کوئی آدمی نہ تھا۔

فقہا کا فیصلہ:- وَبِزِيَارَةِ الْقُبُورِ أَيُّ لَابَأْسٍ بِهِابِلُ تَنْذُبُ
كَمَا فِي الْبَحْرِ وَتَزَارُ كُلُّ أَسْبُوعٍ كَمَا فِي الْمُخْتَارَاتِ النَّوَازِلِ
قَالَ فِي شَرْحِ لِبَابِ الْمَنَاسِكِ الْأَفْضَلُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ

وَالسَّبْتِ وَالْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَقَدَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ وَاْسِعِ
 الْمَوْتَى يَعْلَمُوْنَ بِزَوَارِهِمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَ قَبْلِهِ وَيَوْمَ بَعْدِهِ
 فَتَحْصُلُ اَنْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَفْضَلُ. (شامی جلد ۱ صفحہ ۶۳۰)

ترجمہ:- زیارتِ قبور میں کچھ مضائقہ نہیں بلکہ مُستحب ہے، جیسے بحر الرائق میں ہے
 اور ہر ہفتہ کے روز زیارت کی جائے جیسے کہ مُختارَاتِ النّوازِل میں ہے۔
 شَرْحِ لِبابِ الْمَناسِكِ میں کہا ہے افضل دن جمعہ، ہفتہ، اور پیر، اور جمعرات
 کا دن ہے، چنانچہ محمد بن واسع نے کہا ہے کہ مُردے اپنے زیارت کرنے والوں کو
 جمعہ کے دن اور اس سے ایک روز پہلے اور ایک روز پیچھے پہچانتے ہیں، پس معلوم ہوا
 کہ جمعہ افضل ہے۔

اس بیان سے موتی کا شعور و ادراک بھی ثابت ہوا، جس کا مفصل بیان آگے آتا ہے۔

قبروں کی زیارت کے فوائد

قبروں کی زیارت کرنے کے کئی فائدے ہیں چنانچہ ایک تو اس کے
 دیکھنے سے موت یاد آتی ہے، دوسرے اہل قبور کی ظاہری بے سروسامانی اور تنہائی دیکھ
 کر دُنیا کی محبت زائل ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:-

(۱) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ
 صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَطْلِعْ فِي الْقُبُوْرِ وَاعْتَبِرْ
 بِالنُّشُوْرَةِ (زَوَاةُ الْبَيْهَقِيِّ)

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے قبروں میں آگاہی حاصل کرو (یعنی اس کی زیارت کرو تا کہ دل کی سختی زائل ہو جائے) اور عبرت حاصل کرو قیامت کے دن اٹھنے سے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چند آدمیوں کو ایک جگہ دیکھ کر پوچھا کہ یہ لوگ کیوں جمع ہو رہے ہیں، کسی نے جواب دیا کہ قبر کھود رہے ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے چین ہو کر صحابہ سے آگے نکل گئے اور اس قبر تک پہنچ کر گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے، میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کی طرف ہو کر دیکھنے لگا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا کرتے ہیں؟ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رو رہے ہیں اور آنسوؤں سے خاک تر ہو گئی ہے، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے: میرے بھائیو! ایسے ہی دن کے لئے تمہیں بھی تیاری کرنی چاہئے۔ (مسند امام احمد)

(۳) عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا وَقَفَ عَلَى قَبْرِ بَكِي حَتَّى يَبُلُ لِحِيَّتَهُ فَقِيلَ لَهُ تَذَكُرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَلَاتَبْكِي وَتَبْكِي مِنْ هَذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ فَإِنْ نَجَّامِنَهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْتُ مَنْظَرَ أَقْطُ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْطَعُ مِنْهُ
(مشکوٰۃ)

ترجمہ:- حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ داڑھی مبارک تر کر لیتے، ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ جب بہشت اور دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو رونا نہیں آتا لیکن اس سے روتے ہیں، آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، تو اگر اس سے نجات پا گیا تو اس کے بعد سب کچھ اس سے بھی آسان ہے، اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو اس کے بعد اس سے بھی زیادہ مشکلات ہیں، آپ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم نے میں نے جس قدر مناظر دیکھے قبر کا منظر سب سے زیادہ ہولناک ہے۔ (مشکوٰۃ)

کرن زیارت قبراں سُنّت مرنا یاد کراوے
نرمی دل دی حاصل ہووے دُنیا تھیں دل چاوے
باغاں سیر کرے خوش دل نوں قبراں خوشی بھلاون
قبراں آکھن اتول آؤ پیارے یار نکلاون
کئی فرزند جگر دے گوشے گھڑی دسانہ کردے
آئی موت نکھیڑے مالک سَتے بیٹھ قبر دے
ہور پیارے بھائی بھیناں موت وچھوڑے پائے

بھی عورت خاوند پیار محبت پائے موت و چھوڑے
 ہو ریا ر پیارے دوست جانی ملک الموت مروڑے
 دیکھو بادشاہاں دیاں قبراں اُتے پہرہ دیہن پکھیرو
 جو رنگ مخلص اچھیں رہندے گرد ہزاراں پہرو
 جو شوکت شان جلالوں چڑھدے کعبدی دھرت بھچالوں
 ہن خاک نمائی بیٹھ سٹے کوئی خبر نہ کچھے حالوں
 نازک پہلو بدن جہاں دے شوقیں عمر گذاری
 رات دناں وچ عشرت عیشاں سٹے خاک نزاری
 ہک دن اساں بھی اہناں وانگوں آکرنا اتھ ڈیرا
 چپ چپاتے چھوڑ علاقے فیر نہ دینا پھیرا
 اس بدن تیرے وچ کیڑے پوسن ماس تیرا ایہ کھاسن
 ناڑی چمڑا مکھ ہڈاں دی کھا کر خاک ہو جاسن
 ایہ دن اپنا سوچ دلا کر طاعت ذکر الہی
 رب نبی نوں راضی کرے چھوڑ فساد مناہی

اللہ اللہ اللہ

عورتوں کا قبرستان میں جانا

عورتوں کا قبرستان میں جانا مختلف فیہ ہے کیوں کہ بعض احادیث سے جواز ثابت ہوتا ہے اور بعض سے ممانعت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ:-

عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کی ممانعت کے دلائل

(۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللَّهُ زَوَارَاتِ الْقُبُورِ۔
ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۲) ذَكَرَ فِي نَصَابِ الْأَحْتِسَابِ أَنَّ الْقَاضِيَّ سُئِلَ عَنْ جَوَازِ خُرُوجِ الْمَرْأَةِ إِلَى الْمَقَابِرِ فَقَالَ لَا تَسْئَلُ عَنِ الْجَوَازِ فِي مِثْلِ هَذَا وَإِنَّمَا تَسْأَلُهُ عَنْ مَقْدَارِ مَا يُلْحَقُهَا مِنَ اللَّعْنِ فَإِنَّمَا الْمَانَوَاتُ الْخُرُوجُ كَأَنَّكَ فِي لَعْنَةِ اللَّهِ تَعَالَى وَمَلِيكَتِهِ وَإِذَا خَرَجَتْ لِحَقَّتْهَا الشَّيَاطِينُ وَإِذَا أَتَتْ الْقَبْرَ يُلْعَنُهَا رُوحُ الْمَيِّتِ وَإِذَا رَجَعَتْ تَكُونُ فِي لَعْنَةِ اللَّهِ تَعَالَى وَمَلِيكَتِهِ حَتَّى تَعُودَ إِلَى مَنْزِلِهَا۔ (مجالس الابرار)

ترجمہ:- نَصَابِ الْأَحْتِسَابِ میں مذکور ہے کہ قاضی سے عورتوں کے قبروں کی طرف نکلنے کے بارہ میں سوال کیا گیا، تو انہوں نے جواب دیا کہ ایسے مسئلہ میں جواز کا سوال نہ کرو بلکہ یہ پوچھو کہ عورت کو اس سے کس قدر مورد لعنت ہونا پڑتا ہے، کیوں کہ جب وہ نکلنے کا ارادہ کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتوں کی لعنت میں آجاتی ہے، اور جب وہ نکلتی ہے تو شیاطین اس سے آن ملتے ہیں، اور جب قبر کے پاس پہنچتی ہے تو میت کی روح اُس پر لعنت کرتی ہے، اور جب واپس جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے حتیٰ کہ اپنے گھر آجاتی۔

(۲) وَقَدْرُوى فِي الْخَبْرِ أَيَّمَا امْرَأَةٍ خَرَجَتْ إِلَى مَقْبَرَةٍ
يُلْعَنُهَا مَلَائِكَةُ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَالْأَرْضَيْنِ السَّبْعِ وَ
أَيَّمَا امْرَأَةٍ دَعَتْ لِلْمَيِّتِ بِخَيْرٍ وَلَمْ تَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهَا
يُعْطِيهَا اللَّهُ تَعَالَى ثَوَابَ حِجَّةٍ وَعُمْرَةٍ۔ (مجالس الابرار)

ترجمہ: حدیث شریف میں مروی ہے کہ جو عورت قبرستان کی طرف نکلتی ہے تو ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں، اور جو عورت میت کے لئے دُعا کرتی ہے اور اپنے گھر سے نہیں نکلتی اس کو اللہ تعالیٰ حج اور عمرہ کا ثواب بخشتا ہے۔ (مجالس الابرار)

(۳) وَرُوى عَنْ سَلْمَانَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ عَلَيْهِ
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ذَاتَ يَوْمٍ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَوَقَفَ عَلَى

بَابِ دَارِهِ فَأَتَتْ ابْنَتَهُ فَاطِمَةَ فَقَالَ لَهَا مِنْ أَيْنَ جِئْتِ فَقَالَتْ
خَرَجْتُ إِلَى مَنْزِلِ فَلَانَةِ الَّتِي مَاتَتْ فَقَالَ هَلْ ذَهَبْتَ
قَبْرَهَا فَقَالَتْ مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ أَفْعَلَ شَيْئًا بَعْدَ مَا سَمِعْتُ
مَا سَمِعْتُ فَقَالَ لَوْ ذَهَبْتَ قَبْرَهَا لَمْ تَرِيحِي
رَائِحَةَ الْجَنَّةِ. (مجالس الابرار)

ترجمہ: حضرت سلمان اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن مسجد سے نکلے پھر اپنے گھر کے دروازے پر
کھڑے ہو گئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دختر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
آئیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہاں سے آئی ہو، انہوں نے
کہا میں فلاں عورت کے گھر گئی تھی جو مر گئی ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
کیا تم اس کی قبر پر گئی تھیں؟ انہوں نے عرض کیا تو بہ تو بہ میں ایسا کام کر سکتی تھی جب کہ
آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس بارہ میں حکم سن چکی ہوں جو سن چکی ہوں، آپ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اس کی قبر پر گئی تو بہشت کی بو بھی نہ پاؤ گی۔
عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کے جواز کے دلائل

(۱) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ.

(زواہ ابن ماجہ)

ترجمہ:- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کی رخصت دے دی ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زُورُوا الْقُبُورَ الْحَدِيثَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے، قبروں کی زیارت کیا کرو۔ (مشکوٰۃ)

(۳) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ كَيْفَ أَقُولُ

يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْكَ وَسَلَّمَ تَعْنِي فِي زِيَارَةِ

الْقُبُورِ قَالَ قُلِي السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

وَالْمُسْلِمِينَ وَيَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مَنَاوَا الْمُسْتَأْخِرِينَ

وَإِنَّا نَشَاءُ اللَّهُ تَعَالَى بِكُمْ الْلَّاحِقُونَ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا

کہ میں کس طرح کہوں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم؟ یعنی زیارتِ قبور کے

بارے میں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہو "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ

أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَيَرْحَمُ اللَّهُ

الْمُسْتَقْدِمِينَ مَنَاوَا الْمُسْتَأْخِرِينَ وَإِنَّا نَشَاءُ اللَّهُ تَعَالَى بِكُمْ

الْلَّاحِقُونَ۔ السلام علیکم اے صاحب گھروں کے جو مومنوں اور مسلمانوں سے

ہو، اور اللہ تعالیٰ رحم کرے ہم سے پہلے جانے والوں پر اور پیچھے رہنے والوں پر، اور ہم

اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا البتہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

(۴) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ
أَدْخُلُ بَيْتِي فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَإِنِّي أَضَعُ ثَوْبِي وَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي فَلَمَّا دَفِنَ عُمَرُ
مَعَهُمْ فَوَاللَّهِ مَا دَخَلْتُهُ إِلَّا وَأَنَا مُشْدُودَةٌ عَلَى ثِيَابِي حَيَاءً مِّنْ
عُمَرَةَ (رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالْحَاكِمُ)

ترجمہ:- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب میں اپنے
گھر میں داخل ہوتی تھی تو اپنا کپڑا (چادر) رکھ دیتی اور کہتی کہ اس میں دفن ہیں
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو میرے خاوند ہیں اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ جو میرے باپ ہیں، (گویا یہ دونوں اجنبی نہیں ہیں) لیکن جب ان کے ساتھ
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہوئے تو خدا کی قسم میں اس گھر میں داخل نہ
ہوتی جب تک کہ میں اپنے آپ کو کپڑے میں لپیٹ نہ لیتی محض حضرت عمر فاروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حیا کے سبب۔

تطبیقِ روایات

ان روایات کی تطبیق اس طرح پر ہے کہ جن احادیث میں عورتوں کو
قبرستان میں جانے سے منع کیا گیا ہے، اُن کو آغازِ اسلام کے حکم پر محمول کیا
جاسکتا ہے، اور ثبوتِ جواز کی احادیث مابعد کی روایات ہو سکتی ہیں، اور وہ سابقہ
روایات کی ناسخ ٹھہر سکتی ہیں، باقی رہی یہ بات کہ شروعِ اسلام میں نہیں مردوں

اور عورتوں کے لئے یکساں تھی۔ پس بعض احادیث میں خاص عورتوں کے لئے جو نہی مفہوم ہوتی ہے اس کی تاویل ہوگی۔ پس اس کی تاویل یہ ہے کہ عورتیں چوں کہ زیادہ رقیق القلب اور مرنے والوں کے ذکر و یاد اور جزع و فزع کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہیں، اس لئے ان کا قبروں میں جانا زیادہ خرابی کا متحمل تھا، اس بنا پر ان کو خصوصیت سے زیادہ تاکید کے ساتھ منع فرمایا گیا ہوگا۔

علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عورتوں کی زیارتِ قبور کے متعلق فرماتے ہیں:-

قِيلَ تُحْرَمُ عَلَيْهِنَّ وَالْأَصْحُحُّ أَنَّ الرُّخْصَةَ ثَابِتَةٌ لَهُنَّ
 "بحر" وَجَزَمَ فِي "شَرْحِ الْمُنْيَةِ" بِالْكَرَاهَةِ كَمَا مَرَّ فِي
 اتِّبَاعِهِنَّ الْجَنَازَةَ وَقَالَ الْخَيْرُ الرَّمْلِيُّ إِنْ كَانَ ذَلِكَ
 لِتَجْدِيدِ الْحُزْنِ وَالْبَكَاءِ وَالنَّدْبِ عَلَى مَا جَرَتْ بِهِ عَادَتُهُنَّ
 فَلَا تَجُوزُ وَعَلَيْهِ جَمَلُ حَدِيثِ "لَعَنَ اللَّهُ زَائِرَاتِ
 الْقُبُورِ" وَإِنْ كَانَ لِإِعْتِبَارِ وَالتَّرْحُمِ مِنْ غَيْرِ بَكَاءٍ وَالتَّبَرُّكِ
 بِزِيَارَةِ قُبُورِ الصَّالِحِينَ فَلَا بَأْسَ إِذَا كُنَّ عَجَائِزَ وَيُكْرَهُ إِذَا كُنَّ
 شَوَابَّ كَحُضُورِ الْجَمَاعَةِ فِي الْمَسَاجِدِ. (شامی)

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ عورتوں پر زیارتِ قبور حرام ہے اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ ان کے لئے اجازت ثابت ہے، (بحر الرائق) اور (شرح منیة) میں یقین ظاہر کیا

ہے کہ مکروہ ہے، جیسے ان کے اتباع جنازہ میں گذرا چکا ہے، اور خیر الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر ان کا زیارت قبور کے لئے جانا غم تازہ کرنے اور رونے بیٹھنے کے لئے ہو جیسے کہ عورتوں کی عادت ہے، تو جانا جائز نہیں۔ اور اس پر محمول ہے یہ حدیث لَعْنَ اللّٰهُ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ

کہ قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

اور اگر عبرت حاصل کرنے اور رحم کرنے کے لئے ہو جس میں رونانا ہو، اور بزرگوں کی قبور کی زیارت سے برکت حاصل کرنے کے لئے ہو تو کوئی مضائقہ نہیں جب کہ وہ بوڑھی ہوں، اور اگر جوان ہوں تو مکروہ ہے، جیسے کہ ان کا مساجد میں شریک جماعت ہونا۔



روضہ مقدسہ کے لئے عورتوں کے جانے کا جواز

اس جگہ اس بات کا بتلانا ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ پر عورتیں جاسکتی ہیں خواہ وہ جوان ہوں یا بوڑھی۔

چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:۔ کہ مردوں کے لئے قبروں کی زیارت کرنا سنت ہے اور اس پر اجماع ہے، لیکن عورتوں کے لئے خوفِ فتنہ کے باعث مکروہ ہے، مگر روضہ مقدسہ کی زیارت بلا کراہت جائز ہے، بایں ہمہ تقاضائے مصلحت یہی ہے کہ اس پر آشوب زمانہ میں عام عورتوں کو خواہ وہ جوان ہوں یا بوڑھی عام قبروں پر نہ جانا ہی بہتر ہے، کیوں کہ تجربہ میں آیا ہے کہ عورتیں قبرستان میں جا کر شرک و بدعت اور بعض بد کرداری و افعالِ قبیحہ کی بھی مرتکب ہو جاتی ہیں۔

لہذا ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنی عورتوں اور نو جوان لڑکیوں کو قبروں پر جانے سے سختی سے روکے تاکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل پیرا ہو کر عذابِ اخروی سے بچ جائے۔

نیک اعمالی کا اب اے اللہ ہم کو شوق دے
 اور گناہوں سے بُری باتوں سے ہم بھاگیں پرے
 ہو شریعت کی محبت سب کو اے اللہ نصیب
 کاش ہم ڈرتے رہیں ہر وقت اس معبود سے



آدابِ زیارتِ قبور

(۱) اہل قبور کے لئے دعا:- جب کوئی شخص کسی قبر کی زیارت کرنے کا ارادہ کرے تو اس کو چاہئے کہ جانے سے پہلے گھر میں دو رکعت نماز نفل پڑھے۔

اور اس کی ہر رکعت میں سُورۃ الفاتحہ ایک بار آیۃ الکرسی ایک بار اور سُورۃ الاخلاص تین بار پڑھے۔

نماز سے فارغ ہو کر اس دو گانہ کا ثواب اُس مُردے کی رُوح کو بخشے جس کی زیارت کے لئے جانے کا ارادہ ہے، پھر اُس قبر کی طرف جائے، لیکن راستے میں کسی سے بات چیت نہ کرے، بلکہ تسبیح و تہلیل آہستہ آہستہ پڑھتا جائے، یا بالکل خاموش ہو کر جائے، اور جب قبرستان یا اس قبر کے قریب پہنچے تو سب سے پہلے اُن کو اِن الفاظ سے مخاطب کرے:-

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
وَالْمُسْلِمِينَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ وَإِنَّا نَسَاءُ اللَّهُ بِكُمْ اللَّاحِقُونَ
اگر مسلمانوں کی قبروں کے ساتھ کفار کی قبریں ملی جلی ہوں تو کہے۔

السَّلَامُ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى
اس کے بعد کہے:- السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ. (شامی)

(۲) قبروں کی رعایتِ حرمت

قبرستان میں جانے والے کے لئے لازم ہے کہ قبروں کی حرمت کا پاس رکھے، کسی قبر پر کھڑا نہ ہو، اور نہ اس پر بیٹھے، نہ بول و براز کرے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:-

(۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهُ فَتَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرِهِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے، البتہ تم میں سے کسی کے لئے کسی کی قبر پر بیٹھنے سے یہ بہتر ہے کہ ایک انگارے پر بیٹھ جائے پھر وہ انگارے کے کپڑوں کو پھونک ڈالے اور اس کی جلد بدن تک پہنچ جائے۔ (مشکوٰۃ)

(۲) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ أَمْشِيَ عَلَى جَمْرَةٍ أَوْ عَلَى سَيْفٍ أَوْ أَخْصِفَ نَعْلِي بِرِجْلِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمْشِيَ عَلَى قَبْرِ مُسْلِمٍ وَمَا بَالِي أَوْسَطَ الْقَبْرِ قَضَيْتُ حَاجَتِي أَوْ وَسَطَ السُّوقِ.

ترجمہ:- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے البتہ میں چنگاری پر یا تلواریں پر چلوں، یا میں اپنا جوتا اپنے پاؤں کے ساتھ (ملا کر) گانٹھوں مجھے محبوب ہے اس سے کہ میں کسی مسلمان کی قبر پر

چلوں اور میں پرواہ نہیں رکھتا کہ قبر پر پاخانہ پھروں یا بازار میں۔ (مشکوٰۃ)

(۳) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمَيِّتُ يُؤْذِيهِ فِي قَبْرِهِ

مَا يُؤْذِيهِ فِي بَيْتِهِ.

ترجمہ:- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میت کو وہ چیز قبر میں بھی اذیت دیتی ہے جو اُس کے گھر

میں اُس کو اذیت دیتی ہے۔

(۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے قبر پر پاؤں رکھنے کی

بابت پوچھا؟ آپ نے فرمایا:-

كَمَا أَكْرَهُ أَذَى الْمُؤْمِنِ فِي حَيَاتِهِ فَإِنِّي أَكْرَهُ إِذَا بَعْدَ مَوْتِهِ.

ترجمہ:- جس طرح میں مسلمان کو اس کی زندگی میں دکھ دینا ناپسند کرتا ہوں اسی

طرح اس کی موت کے بعد اس کو تکلیف پہنچانا مجھے ناپسند ہے۔

(۵) شامی شرح در مختار میں ہے:-

إِنَّ الْمَيِّتَ يَتَأَذَى بِمَا يَتَأَذَى بِهِ الْحَيُّ.

ترجمہ:- مُردہ ہر اُس چیز سے تکلیف محسوس کرتا ہے جس سے زندہ تکلیف محسوس

کرتا ہے۔

(۶) بشر بن الخصاصیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو قبروں میں جوتیوں کے ساتھ چلتے دیکھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا:-

اے جوتیوں کے جوڑے والے ان جوتیوں کو اتار دو۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا طریق ادب

کہتے ہیں کہ جب ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر مبارک کی زیارت سے واپس آتے تو ادب کے لحاظ سے اُلٹے پاؤں خرقان تک آتے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

شیخ موصوف نے وفات کے وقت وصیت فرمائی کہ میری قبر میں گز گہری کھودنا تا کہ شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر مبارک سے اونچی نہ ہونے پائے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

دیکھئے ادب اس کو کہتے ہیں۔ آہ کہاں ہیں اب ایسے با ادب لوگ۔

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از فضل رب

ہم ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ادب کی توفیق کے خواستگار ہیں کیوں کہ بے ادب رب تعالیٰ کے فضل سے محروم رہتا ہے۔

افسوس کہ عوام الناس عام قبروں کا مطلق ادب نہیں کرتے، بلا خوف و خطر قبروں کو روندتے، اس پر بیٹھ کر ہنستے اور فحش بکتے، بعض جاہل پیشاب بھی کر دیتے

ہیں، لیکن ان لوگوں کے دلوں میں یہ خیال کبھی نہیں آتا کہ یہ قبر کسی بزرگ کی ہوگی،
یا کبھی ہم نے بھی اسی طرح یقیناً خاک میں سونا ہے۔

زدم تیشہ یک روز برتلی خاک
بگوش آمدم نالہ دردناک
ایک دن میں نے مٹی کے ایک تودے پر بسولا مارا تو
میرے کانوں میں ایک دردناک رونے کی آواز آئی۔
کہ زنہار اگر مردی آہستہ تر
کہ چشم و بنا گوش و رُو ہست و سر
کہ خبردار اگر تو جوان مرد ہے تو بسولا آہستہ چلا کیوں کہ
یہاں آنکھیں، کانوں کی لو، چہرہ اور سر ہیں۔

پیش از من و تو لیل و نہارے بُودہ است
گردیدہ فلک برائے کارے بُودہ است
مجھ اور تجھ سے پہلے بھی یہ دن اور رات موجود تھے، اپنے
کام کی خاطر پھرنے والا آسمان بھی موجود تھا۔

زنہار قدم بخاک آہستہ نہی
کان مردمک چشم نگارے بُودہ است
خبردار! خاک پر پاؤں آہستہ رکھو کہ یہاں کسی محبوب کی
آنکھ کی پتلی ہے۔

موتی کو سلام کرنے میں حفظِ مراتب

زائر جب اہل قبور کو سلام کرے اس کے آداب کا بھی لحاظ رکھے کیوں کہ مردہ سلام کرنے والے کو پہچانتا ہے، غرض اہل قبور کا ویسا ہی ادب کرے جیسے اُس کی زندگی میں کیا کرتا تھا، مثلاً اگر دُنیا میں اُس کی بزرگی کے سبب اس سے دُور یا قریب بیٹھتا تھا تو زیارت کے وقت بھی اُس کا التزام رکھے۔

قبر کے پاس بیٹھ کر پڑھنا یا کھڑے ہو کر دونوں طرح جائز ہے، مگر بعض حضرات سے ثابت ہے کہ رُوبہ قبر کھڑے ہو کر پاؤں سے جوتی اُتار کر دُعا کرنا اولیٰ ہے، اگر دونوں نہیں تو ایک جوتی سے پاؤں نکال لے، قبر کے سرہانے کھڑا ہونا یا پائنتی کی طرف دونوں طرح درست ہے، ہاں بعض بزرگوں نے پائنتی کی جانب کھڑے ہونے کو ترجیح دی ہے۔ (ردالمحتار)

قولِ جامع یہ ہے کہ اگر صرف زیارت، فاتحہ اور ایصالِ ثواب مقصود ہو تو کھڑے ہونا چاہئے، اور اگر حصولِ فیض اور جلبِ برکات مراد ہو تو قبر کے سامنے رُخ بصاحبِ قبر ہو کر دوزانوں بیٹھے اور خیالات و خواطر کو یکسر روک کر قلب کو صاحبِ قبر کی رُوحانیت کی طرف بتوجہ تمام مصروف کر دے حتیٰ کہ غنودگی کی حالت طاری ہو جائے۔

بعض کہتے ہیں کہ زائر قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے میت کے سینہ کے سامنے مُنہ کرے اور سورۃ الفاتحہ ایک بار اور سورۃ الاخلاص تین بار پڑھے۔

(فتاویٰ عزیز)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سورۃ الفاتحہ، سورۃ
 الاخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ الناس، پڑھے، ایک روایت میں سورۃ
 الفلق، سورۃ الناس کی بجائے سورۃ التکواثر آیا ہے۔ (مظاہرِ حق)
 حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے:۔ سنا قبر کے سرہانے ”سورۃ الفاتحہ
 پڑھے اور پاؤں کی طرف سورۃ البقرۃ کا خاتمہ۔ (طبرانی)

مردوں کو پڑھ کر بخشنے کا فائدہ

(۱) حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو کوئی
 قبرستان میں داخل ہو کر ”سورۃ الفاتحہ، سورۃ الاخلاص، سورۃ
 التکواثر پڑھے پھر کہے کہ میں نے اس کلام کا ثواب اس قبرستان کے تمام مومن
 مردوں اور مومن عورتوں کے ارواح کو بخشا تو تمام مردے اس کے لئے بارگاہِ الہی
 میں شفیع ہوتے ہیں۔ (مظاہرِ حق)

(۲) حضرت حماد مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات مکہ معظمہ
 کے قبرستان میں گیا اور وہاں ایک قبر پر اپنا سر رکھ کر سو رہا، پھر میں نے قبر والوں کو
 دیکھا کہ حلقے حلقے بنائے بیٹھے ہیں، میں نے کہا کہ کیا قیامت قائم ہو گئی ہے؟
 انہوں نے جواب دیا نہیں لیکن ایک شخص نے ہمارے بھائیوں
 میں سے سورۃ الاخلاص پڑھی اور اس کا ثواب ہمیں بخشا، اس کو

ہم ایک برس سے بانٹ رہے ہیں۔ (مظاہرِ حق)

(۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو شخص قبرستان میں جائے اور سورہ یسین پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس سے عذاب کو ہلکا کرتا ہے۔ (مظاہرِ حق)

(۴) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ "أَحَدَى عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ أَجْرَهَا لِلْأَمْوَاتِ أُعْطِيَ مِنَ الْأَجْرِ بِعَدَدِ الْأَمْوَاتِ. (رَوَاهُ دَارِقَطْنِي)

ترجمہ:- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو شخص قبروں پر گزرا اور اس نے سورہ الاخلاص گیارہ بار پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشا تو اس کو مردوں کی تعداد کے برابر ثواب دیا جائے گا۔

(۵) زیارتِ قبور کرنے والے کو چاہئے کہ اہل اللہ کی قبر کے پاس مؤدب ہو کر عاجزانہ طور پر اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوا کھڑا ہو اور اپنے گناہوں کی معافی کے لئے اس بزرگ کا وسیلہ پکڑے اور اپنے فکر و خیال کو کسی اور طرف نہ لگائے اور دل میں یہ سمجھے کہ وہ بزرگ اس کی طرف دیکھ رہے ہیں اور زیارت کے وقت ان کے ساتھ وہ برتاؤ کرے جو ان کی زندگی میں کیا کرتا تھا، گویا حالتِ حیات اور موت میں کچھ فرق نہ کرے، اور اس بزرگ کے پاس غمگین عبرت پکڑنے والے کی طرح بیٹھ

جائے۔ (مشارق الانوار)

(۶) مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ عزیزی میں تحریر فرماتے ہیں کہ زائر کو چاہئے کہ اُس بزرگ کے سینے کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور اکیس بار چار ضرب سے پڑھے:-

سُبُوْحٌ قُدُوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ، اور سورۃ
القدر پڑھے اور دل سے خطرات کو دور کر کے اُس بزرگ کے سینے کے سامنے رکھے
تو اُس بزرگ کی رُوح کی برکات اُس کے دل میں پہنچیں گی۔ (رسالہ فیض عام)
غرض اہل اللہ کی قبروں سے فیض حاصل کرنے کا انحصار حضورِ قلب اور
یک سوئی پر ہے، اور یہ باتیں کسی بزرگ کی توجہ اور اجازت کے بغیر حاصل نہیں ہو
سکتیں۔

گر ہوائے این سفر داری دِلا

دامنِ رہبرِ بگیر و پس بیا

ترجمہ:- اے دل! اگر تو اس سفر کی خواہش رکھتا ہے تو رہبر کا دامن تھام اور اُس کے

پیچھے آتا جا۔

زیارتِ روضہ مقدّسہ

اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ جب حج کرنے کے لئے جاتے ہیں وہ صرف مکہ شریف سے ہی واپس چلے آتے ہیں، زیارتِ روضہ مقدّسہ کے لئے مدینہ متورہ نہیں جاتے، حالاں کہ روضہ مقدّسہ کی زیارت واجب اور نہایت اہم ہے۔

افسوس ہے اُن مسلمانوں پر جو سینکڑوں روپے خرچ کر کے فریضہ حج کے ادا کرنے کے لئے مکہ شریف تو جاتے ہیں مگر اپنے شفیع اور رحمۃ للعالمین کی ملاقات کے لئے مدینہ شریف تک جانے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے۔

بڑا ہی بد نصیب ہے وہ شخص جو اس قدر دور دراز سفر کی تکلیف اٹھا کر مکہ شریف تو چلا جائے مگر روضہ مقدّسہ کی زیارت سے محروم رہے۔

غور کیجئے کہ مسلمان کے لئے اس سے بڑھ کر بد نصیبی اور کیا ہوگی کہ وہ ایسے مستمّرک مقام کے فیوض و برکات سے محروم رہا کہ جس کے دیکھنے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے اور جہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود اُس کی مغفرت کے ضامن ہوتے ہیں۔

اللہ اللہ یہ وہ روضہ پاک ہے جو محض ملائکہ کرام ہے اور مجمع انوار الہی ہے، اور یہ وہ مدفن شفیع المذنبین ہے اور محل نزول برکات ہے جہاں کوئی کھڑا ہو کر سلام عرض کرتا ہے تو حضرت خود اُس کو سلام کا جواب دیتے ہیں اور اُس کے لئے مغفرت مانگتے ہیں، اور یہ بات مسلمہ ہے کہ جس کے لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مغفرت مانگیں وہ ضرور بخشا جائے گا کیوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دُعا رد نہیں ہوتی۔

خوشا سعادتِ آن بندہ کہ کرد نزول
گھرے بہ بیتِ خدا و گھرے بہ بیتِ رسول
اللہ تعالیٰ کے اس بندے کی خوش بختی کے کیا کہنے جو کبھی اللہ تعالیٰ کے گھر کی
حاضری دے اور کبھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر کی حاضری دے۔
غرض روضہ مقدسہ کے برکات کی بابت کسی عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم سے پوچھئے یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا دستور العمل دیکھئے کہ کس حد تک وہ
روضہ مقدسہ کی تعظیم کیا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روضہ مبارک کی تھوڑی
سی خاک مبارک ہاتھ میں لے کر سونگھی اور یہ شعر پڑھا:۔
مَا ذَا عَلَى مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ أَحْمَدَا أَنْ لَا يَشُمَّ مَدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا
ترجمہ:- جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ کی خاک مبارک کو
سونگھے اسے کیا چاہئے، اس کو یہی لازم ہے کہ پھر عمر بھر کوئی خوشبو نہ سونگھے۔

دیکھئے خاتونِ جنت روضہ مقدسہ کی خاک مبارک کی کس قدر عزت و توقیر
بیان فرماتی ہیں، واقعی روضہ مقدسہ کی خاک مبارک میں ایسی اعلیٰ درجہ کی خوشبو پائی
جاتی ہے کہ دُنیا بھر کی خوشبوئیں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

چونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسمِ مبارک کا یہ خاصہ تھا کہ اُس سے

عطر و عنبر کی خوشبو آیا کرتی تھی، اس لئے جہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم مبارک ہے وہاں سے خوشبو کا آنا بھی ایک لازمی امر ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی تو یہ حالت تھی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس راستے سے گزرتے تھے وہ راستہ ہی خوشبودار ہو جاتا تھا، گویا معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے اس راستے میں سینکڑوں من عطر و عنبر گرا دیا ہے۔

چنانچہ دارمی شریف میں ہے:-

کہ اگر کوئی شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلتا تو اسے یہ پوچھنا نہیں پڑتا تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس طرف تشریف لے گئے ہیں، کیوں کہ جس راستے سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گزرتے تھے وہ راستہ بہت دیر تک معطر رہتا تھا، لہذا وہ شخص چپ چاپ خوشبودار راستے پر چلا جاتا اور وہ راستہ اس کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قیام گاہ تک پہنچا دیتا۔ (دارمی، بیہقی)

ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی سے مصافحہ کرتے تھے تو وہ تمام دن خوشبو پاتا تھا، اور اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی بچے کے سر پر ہاتھ مبارک رکھتے تھے تو وہ تمام بچوں میں خوشبو کے سبب ممتاز معلوم ہوتا تھا۔ (مواہب اللدنیہ)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک سے ایسی اعلیٰ درجہ کی خوشبو مہکتی تھی کہ دنیا بھر کی خوشبوئیں اور عطریات ماند پڑھ گئے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک بوتلوں میں جمع کر کے عطر و عنبر کی بجائے استعمال کیا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے پاس آ کر قیلو لہ کیا، اس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پسینہ آیا تو میری والدہ اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بوتل لائیں اور اپنی انگلی سے پسینہ پونچھ پونچھ کر اُس میں جمع کرنے لگیں، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو پوچھا اے اُمّ سلیم! یہ تم کیا کر رہی ہو، عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک ہے اسے ہم اپنی خوشبوؤں میں ملاتے ہیں، کیوں کہ یہ تمام خوشبوؤں سے زیادہ خوشبو دار ہے۔ (مشکوٰۃ)

عطر و عنبر میں بھلا ایسی خوشبو ہے کہاں جیسا خوشبو دار تھا پسینہ آپ کا غرض رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف ہمارے بیان سے بالاتر ہیں۔

۱۔ تفصیل کیلئے میری کتاب ”انسان کامل“ کا حصہ فضائل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطالعہ کیجئے۔ مصنف

کیا ہی اچھا ایک بزرگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح میں فرماتے ہیں:-

تو وہ نبی ہے یا نبی پائی ہے سب میں برتری

اے خاتمِ پیغمبروں زیبا ہے تجھے کو سروری

عالم میں ایسا کون ہے تیری کرے جو ہمسری

اے چہرہ زیبائے تو رشکِ بُتانِ آذری

ہر چند و صفتِ مے کنم لیکن ازاں بالاتری !

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کا چہرہ اقدس آذر کے تراشے ہوئے بتوں کے

لئے باعثِ رشک ہے، میں جتنا بھی آپ کا وصف بیان کروں آپ اس سے برتر ہیں۔

بخشی ہے تجھ کو فضل سے اللہ نے پیغمبری

تیرے سبب ہم عاصیوں کی ہو گئی ہے بہتری

اے نورِ ذاتِ کبریا تو صیفِ کیا لکھوں تیری

توازی پری چابک تری وز برگِ گلِ نازک تری

وزہرچہ گویم بہتری حقا عجائبِ دلبری!

آپ پری سے زیادہ مضبوط اندام اور پھول سے زیادہ نازک ہیں، جو کچھ

بھی میں کہوں اس سے بہتر ہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ عجیب و غریب محبوب ہیں۔

مجھ کو محمد سانی ایسا کوئی دکھلائے تو

برلامکان معراج سا جا کر کوئی ہو آئے تو

توصیفِ نعتِ مصطفیٰ کوئی ذرا سُن جائے تو

عالمِ ہمہ یغمائے تو خلقِ جہاں شیدائے تو
 آن نرگسِ رعنائے تو آوردہ رسمِ کافری
 ساری دنیا آپ کا مالِ غنیمت ہے، اور پوری مخلوق آپ کی شیدا ہے۔
 آپ کی خوبصورت نرگس آنکھوں نے محبوبیت کا انداز اپنا رکھا ہے۔

معراج میں جاتے ہوئے جبریل سے شاہِ اُمم

پوچھے کہ بتلاؤ، ہمیں دُنیا میں تھے کس طور ہم

سُن کر کہا جبریل نے یا مصطفیٰ حق کی قسم

آفاقہا گردیدہ ام مہرِ بُتاں و رزیدہ ام

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزِ دیگری

میں ساری دنیا میں گھوما پھرا ہوں کئی محبوبوں سے میں نے محبت کی ہے،

بہت حسین شخصیات میری نظر سے گذر چکی ہیں لیکن آپ ان سے الگ تھلگ ہیں۔

تُجھ سادو عالم میں نہیں کوئی ملک جن و بشر

تو خاص ہے نورِ خُدا تُجھ سا کہاں کوئی دگر

لے کر چراغِ معرفت تازیت کوئی ڈھونڈے گر

ہر گز نیامد در نظر صورت ز رویت خوب تر

شمسی ندانم یا قمر یا زہرہ و یا مشتری

مجھے آپ کے چہرہ اقدس سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ نہ میں سورج کو ایسا سمجھتا ہوں نہ چاند کو نہ ہی زہرہ اور نہ ہی مشتری ستارے کو۔

خوش ہو کے یہ میں نے کہا کیا خوب ہے یہ نازنین

کوئی مَصَوِّر کھینچ لے تصویر یہ ممکن نہیں

کہ اے مَصَوِّر بات پہ میری نہ ہو تجھ کو یقین

صورت گر نقاشِ چیں رو صورتِ یارم ببیں

یا صورت کش این چنیں یا ترک گن صورت گری

اے چین کے نقاش تو تصویریں بناتا ہے جا میرے محبوب کی شکل کو دیکھ۔

یا تو اس جیسی تصویر کھینچ دے یا اس کے بعد تصاویر بنانا چھوڑ دے۔

احمد کو کر پیدا خُدا دُور اُن سے کر ساری خودی

بو باس نورِ معرفت جو اپنی تھی وہ اُن کو دی

یہ دے کہ پھر فرما دیا وحدت کی باتیں ہیں جدی

من تو شدم تو من شدى من تن شدم توجان شدى

تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگرى

میں تیرا خالق ہوں تو میرا مظہر ہے میں اور تو اتنے قریب ہیں جتنا قرب جان اور جسم کو

حاصل ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ میں نے اس لئے کیا ہے تاکہ کوئی آپ کو مجھ سے جدا نہ

جانے (آپ کو مع اللہ یقین کرے اور من دُونَ اللہ کے زمرے میں شامل نہ کرے)

فضائل زیارتِ روضہ مقدسہ

قرآن مجید میں ایسے صریح اشارات پائے جاتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ کی زیارت کی ترغیب دیتے ہیں۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:-

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ

وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا.

ترجمہ:- اور اگر وہ لوگ جب کہ ظلم کر چکے تھے اپنی جانوں پر (اے میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمہارے پاس آتے پھر وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی تم بھی ان کے لئے استغفار کرتے تو بے شک وہ اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پاتے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے گناہوں کے بخشنے کو اور اپنے مہربان ہونے کو اس

امر کے ساتھ مشروط کیا ہے کہ وہ لوگ حضور نبوی میں حاضر ہو کر طلبِ مغفرت کریں۔

جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب تک وہ لوگ حضور نبوی میں حاضر نہ ہوں گے اور

عذر خواہی نہ کریں گے اللہ تعالیٰ کو مہربان نہ پائیں گے، اور نہ ہی مغفور ہونے کے

مستحق ہوں گے۔

علاوہ اس کے یہ آیت اگرچہ خاص لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے مگر

متفقہ اصول کے مطابق آیت اپنے مور و نزول کے ساتھ خاص نہیں رہتی۔

پس اس آیت سے صاف ظاہر ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں جانا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استغفار کرانا باعثِ مغفرت ہے۔ چوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی اور موت دونوں برابر ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روضہ مقدسہ میں دنیا کی زندگی کی طرح زندہ ہیں، اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ پر جانا قیامت تک اس حکم کے ماتحت ثابت ہوتا ہے۔

(۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي وَفِي رِوَايَةٍ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي. (رواه دارقطنی)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو شخص میری قبر کی زیارت کرے اُس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میری شفاعت اُس شخص کے حق میں حلال ہو گئی۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جذب القلوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:- اس حدیث شریف سے زائرینِ روضہ مقدسہ کے لئے شفاعت کی تخصیص ثابت ہوتی ہے، گو شفاعت کے اُمیدوار تو تمام مومنین ہیں مگر زائرین کے واسطے خاص شفاعت ہے کہ غیروں کو باوجہِ اعمالِ حسنہ کے یہ رتبہ میسر نہ ہوگا۔

(۲) عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَاءَنِي زَائِرًا لَتُعْمِلَهُ حَاجَةٌ إِلَّا زِيَارَتِي كَانَ حَقًّا عَلَيَّ أَنْ أَكُونَ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (زواہ الدار قطنی)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو شخص محض میری زیارت کے لئے آئے اور میری زیارت کے سوا اس کو اور کوئی حاجت نہ ہو تو مجھ پر اس بات کا حق ہے کہ قیامت کے دن اس شخص کی شفاعت کروں۔

اسی حدیث شریف کے رُو سے فقہا فرماتے ہیں:-

وَالأولى تَجْرِيدُ النِّيَّةِ بِزِيَارَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (فتح القدیر، رد المحتار، بحر الرائق، طحطاوی)

ترجمہ:- جو شخص حج اور زیارتِ روضہ مقدسہ کے لئے گھر سے نکلے تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ فقط رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی نیت کرے۔

حج کرنے کا اصل مقصد

حج کرنے کی فرضیت کی وجہ محض رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تصدق سے ہے، کیوں کہ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی پیدا نہ ہوتے تو پھر تمام جہاں کا وجود ہی کس طرح ہوتا، لہذا حج سے دراصل مقصود زیارتِ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

(۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ إِلَى مَكَّةَ ثُمَّ قَصَدَنِي فِي مَسْجِدِي كُتِبَ لَهُ حَجَّتَانِ مَبْرُورَتَانِ۔

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس شخص نے حج کیا مکہ معظمہ کا، پھر اُس نے میری مسجد میں میری زیارت کا قصد کیا اُس کے واسطے دو حج مبرور یعنی مقبول حج لکھے جاتے ہیں۔ (زواہ الدار قطنی)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ روضہ مقدسہ کی زیارت حج مفروضہ کے برابر درجہ رکھتی ہے۔

(۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ وَزَارَ قَبْرِي بَعْدَ مَوْتِي كَانَ مَنْ زَارَنِي فِي حَيَاتِي۔ (زواہ الدار قطنی، والطَّبْرَانِيُّ)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو شخص حج کرے پھر میرے وصال کے بعد میری قبر کی زیارت کرے تو وہ اُس شخص کی مانند ہوگا جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جس نے روضہ مقدسہ کی زیارت کی گویا اُس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی میں زیارت کی۔ دیکھئے یہ کتنی بڑی نعمت ہے۔

(۵) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَنِي مُتَعَمِّدًا مُحْتَسِبًا إِلَى الْمَدِينَةِ كَانَ فِي جَوَارِي يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (زواہ الدار قطنی)

ترجمہ:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو شخص اراداً محض میری زیارت کے لئے مدینہ منورہ میں آئے تو وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔ (یعنی میرا ہمسایہ ہوگا)۔

روضہ مقدسہ کی زیارت کرنے والے کا اس سے بڑھ کر کیا رتبہ ہوگا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہمسایہ ہوگا، مسلمانو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہمسایہ ہونا یہ معمولی بات نہیں ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہمسائیگی میں یہ لوگ ہوں گے:- صدیق، شہید، صحابہ، صلحاء اور غوث قطب وغیرہ، گویا زائر بھی انہیں میں سے ہوگا۔

(۶) عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ
وَلَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي۔ (زواہ الدار قطنی)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس نے خانہ کعبہ کا حج کیا اور میری زیارت نہیں کی اُس
نے مجھ پر ظلم کیا۔ (وفاء الوفا)

اس حدیث شریف کا مطلب ظاہر ہے کہ جو شخص حج مفروضہ کر کے زیارت
روضہ مقدسہ کئے بغیر واپس چلا آئے تو اُس نے گویا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
پر ظلم کیا، یا جو شخص وہاں جانے سے روکتا ہے گویا وہ ظالم ٹھہرا۔ اب خیال کیجئے کہ جس
نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ظلم کیا اُس کا کیا حشر ہوگا، حج کا قبول نہ ہونا تو ایک
ادنیٰ بات ہے، مگر یہاں تو ایمان کی بھی خیر نہیں کہ وہ بھی رخصت ہو جاتا ہے۔

پس جو شخص منکر یا مانع ہے وہ ظالم ہے، پھر ظالم بھی ایسا کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم پر ظلم کرنے والا بھلا اُس ظالم سے بڑھ کر اور کون ظالم ہو سکتا ہے؟۔

دیکھئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں متعدد جگہ ظالموں کے بارے میں فرماتا ہے:-

أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ۝ (سورۃ ہود رکوع ۱/۱)

ترجمہ:- یاد رکھو ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

وَ الْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ (سورۃ البقرۃ رکوع ۳۳/۱)

ترجمہ:- جو لوگ کافر ہیں وہی ظالم ہیں۔

وَأَمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ

الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ (سورة الانعام رکوع ۸/۱)

ترجمہ:- اور اگر کبھی تجھ کو شیطان بھلا دے تو ہرگز نہ بیٹھنا یا آئے پیچھے ظالم لوگوں کے ساتھ۔

غرض ظالم کے پاس بیٹھنا نہیں چاہئے کیوں کہ جو عذاب اُن پر نازل

ہونے والا ہے تم پر بھی نہ آجائے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:-

وَلَا تَرْكُنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ.

ترجمہ:- اور نہ جھکوان کی طرف جو ظالم ہیں ورنہ تم کو آگ لگے گی۔ (یعنی دوزخ کی

آگ میں ڈالے جاؤ گے۔) (سورة ہود رکوع ۱۰/۱)

جو شخص ظالم کی امداد کے واسطے جائے وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:-

عَنْ أَوْسِ بْنِ شُرْحَبِيلٍ إِنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ مَشَى مَعَ ظَالِمٍ لِيُقَوِّيهُ

وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْإِسْلَامِ. (مشکوٰۃ)

ترجمہ:- حضرت اوس بن شرجیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو شخص ظالم کے ساتھ اُس کی تقویت کے واسطے چلے

اور وہ جانتا بھی ہے تو وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔

کیا ہی اچھا کسی بزرگ نے فرمایا ہے:-

صحبتِ بد مکن کہ صحبتِ بد

مردمِ نیک را تباہ کند

بُروں کی مجلسِ اختیار نہ کرکوں کہ بری مجلسِ نیک آدمیوں کو بھی تباہ کر دیتی

ہے۔

ہر کہ بادِ یگ، ہمنشینِ گردد

جامہِ خویش را سیاہ کند

جو شخص دیک کے ساتھ بیٹھے وہ اپنا لباس ضرور سیاہ کرتا ہے۔

الحاصل جس شخص نے ایسے شفیق اور محسن کو ناراض کیا تو پھر قیامت کے دن

اس کا پوچھنے والا کون ہوگا؟ محبوب کا محبت تو محبوب کی طرف ہے اور محبوب سے یہ شخص

برگشتہ ہے تو پھر کیا امید ہو سکتی ہے۔

محبوب کے آستانے کی قدر تو محبتِ اکبر (یعنی اللہ تعالیٰ) ہی جانتا ہے کہ

ستر ہزار فرشتے ہر روز اُس کی زیارت کو بھیجتا ہے، مگر وہ بڑا ہی بد نصیب ہے جو ایسے

محبوب کی زیارت سے پہلو تہی کرتا ہے، اور وہ بڑا ہی ظالم اور گمراہ ہے جو اس کی

زیارت کو شرک کہتا ہے ایسا شخص خود اسلام سے خارج ہے۔

(۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ سَأَلَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ حِجَّةَ
الْإِسْلَامِ وَزَارَ قَبْرِي وَغَزَا غَزْوَةً وَصَلَّى فِي بَيْتِ الْمُقَدَّسِ
لَمْ يَسْأَلِ اللَّهَ فِيمَا افْتَرَضَ عَلَيْهِ. (زواہ الدار قطنی)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس شخص نے حج کیا موافق حج اسلام کے اور میری قبر کی
زیارت کی اور جہاد کیا، بیت المقدس میں نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس شخص سے ان
چیزوں کے متعلق جو اس پر فرض کی تھیں سوال نہیں کرے گا۔ (یعنی اس سے حساب
نہیں لیا جائے گا)۔

زہے قسمت ان لوگوں کی جو روضہ مقدسہ کی زیارت سے مشرف ہو کر اس
بشارت کے مستحق ہوتے ہیں کہ زائرین روضہ مقدسہ بلا حساب بہشت میں داخل
ہوں گے، اور سخت افسوس ہے ان لوگوں پر جو اس نعمتِ عظیمی سے محروم رہتے ہیں۔
بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ چوں کہ یہ احادیث صحاح ستہ میں نہیں
ہیں اس لئے وہ قابل تسلیم نہیں ہیں؟

جواب:- یہ معیار حدیث سراسر غلط اور جہالت پر مبنی ہے کیوں کہ کسی محدث
نے یہ نہیں لکھا کہ جو حدیث صحاح ستہ میں نہ ہو وہ قابل تسلیم نہیں ہے۔

چنانچہ شیخ ابوالفیض محمد بن علی الفارسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جو اہر الاصول
میں لکھا ہے کہ بخاری و مسلم میں بلا تکرار کل چار ہزار حدیثیں ہیں۔

اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بُستان
المُحَدِّثِیْن میں لکھا ہے کہ:- ابوداؤد میں چار ہزار آٹھ سو حدیثیں ہیں اس میں
اکثر مکرر رات بھی ہیں اور وہ بھی ہیں جو صحیحین میں ہیں۔

علیٰ ہذا باقی کُتُب صحاح ستہ میں دس بارہ ہزار حدیثوں سے زیادہ نہ نکلیں گی،
حالاں کہ قسطلانی نے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے
ہیں:- لاکھ حدیثیں مجھے یاد ہیں۔

اور صاحب جواہر الاصول نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول نقل
کیا ہے کہ:- ساڑھے سات لاکھ سے زیادہ حدیثیں صحیح ہیں۔

اب جائے غور ہے کہ اگر صحیح حدیثوں کا مدار صرف صحاح ستہ ہی رکھا جائے
تو لاکھوں صحیح حدیثیں بے کار ہو جائیں گی۔ اور ان کتابوں کی احادیث لغو ٹھہریں گی۔
حالاں کہ ایسے ایسے علامہ محدثین جن کی کی علمیت اور فضیلت مسلمہ ہے
کبھی موضوع اور لغو روایت نہیں لکھ سکتے۔

اہل علم پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ بڑے بڑے اکابر محدثین:-
علامہ ابن حجر عسقلانی، امام سیوطی، اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم
وغیرہ کئی مقامات میں صحاح ستہ کے علاوہ دیگر کُتُب احادیث سے برابر استدلال
کرتے ہیں۔ پس ہر بات پر صحاح ستہ کی حدیث کا طلب کرنا سراسر جہالت ہے۔
کیوں کہ ان محدثین نے یہ دعویٰ نہیں کیا ہماری جمع کردہ احادیث کے سوا باقی کُل
حدیثیں ضعیف یا موضوع ہیں۔ حالاں کہ امام بخاری اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہما نے لاکھوں صحیح حدیثوں کے وجود کا اعتراف کیا ہے۔

احادیث کے پرکھنے پر محدثین کے اختلافات

احادیث کے اختلافات کے باعث محدثین کی تحقیق میں بھی اختلاف ہے۔
چنانچہ من جملہ ان کے تین اختلافوں کا ذکر کیا جاتا ہے:-

اول وہ محدثین جو احادیث کے پرکھنے میں چنداں پرواہ نہیں کرتے اور ہر طرح کی رطب و یابس احادیث خواہ وہ ضعیف ہوں یا موضوع، صحیح ہوں یا غیر صحیح اپنی تصانیف میں درج کر لیتے ہیں اور صحیح اور غیر صحیح الگ الگ نہیں رکھتے۔

دوسرے وہ محدثین جو احادیث کے پرکھنے میں بڑی چھان بین کرتے ہیں اور کسی حدیث موضوع کو اخذ نہیں کرتے بلکہ صحیح احادیث کے جمع کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

تیسرے وہ محدثین جو بڑے تیز طبیعت اور متشدد دہوتے ہیں کہ احادیث صحیحہ کو ادنیٰ قدر یا راوی سے موضوع کا حکم جڑ دیتے ہیں۔

چنانچہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں مرقوم ہے کہ انہوں نے سینکڑوں احادیث ضعیفہ کو ادنیٰ قدر یا راوی کے موضوع لکھ دیا:- مثلاً:-

حدیث ردّ الشمس، حدیث تقبیل الالبہا میں، اور حدیث صلوٰۃ التبیح، وغیرہ۔

لیکن ذہن میں یہ خیال نہ آیا کہ جس طرح موضوع حدیث کو روایت کرنا ممنوع اور گناہ ہے اسی طرح ضعیف یا صحیح کو موضوع کہہ دینا بھی ممنوع اور گناہ ہے۔ اسی واسطے ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابن جوزی محدث کی سخت مخالفت کی ہے کہ انہوں نے حدیث کے پڑھنے میں سخت غلطی کی ہے۔

برکاتِ زیارت

روضہ مقدسہ جس کا مرتبہ عرشِ معلیٰ سے بھی بڑھ کر ہے اس کی زیارت موجب ہے شفاعت کے واجب ہونے کا، باعث ہے قیامت کے دن حضرت کی شہادت کا، ذریعہ ہے خاتمہ بالخیر کا، باعث ہے قبولیتِ حج کا اور موجب ہے گناہوں کی مغفرت کا۔ پس جو شخص باوجود مکہ شریف جانے کے جان بوجھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ کی زیارت کے لئے مدینہ شریف نہ جائے وہ قیامت کے روز ظالموں کے گروہ میں بارگاہِ الہی میں پیش ہوگا۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو
 رکنِ شامی سے مٹی وحشتِ شامِ غربت اب مدینے کا جلوہ صبح دل آرا دیکھو
 طواف کعبہ کا کیا گرِ حرمِ خوب پھرے ابرِ رحمت کا یہاں روز برسا دیکھو
 خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلافِ کعبہ قصرِ محبوب کے پردہ کا بھی جلوہ دیکھو
 ملتزم سے تو چمٹے خوب نکالے ارماں ادب و شوق کا یہاں باہم اُلجھنا دیکھو
 آبِ زمزم تو پیا خوب بھائیں پیاسیں آؤ جو دیشہ کوثر کا بھی دریا دیکھو
 دھوم دیکھی ہے درِ کعبہ پہ بے تابوں کی
 اُن کے گشتوں کا بھی حسرت سے تڑپنا دیکھو

دھوچکا ظلمتِ دل بوسہ سنگِ اسود خاک بوسیٰ مدینہ کا بھی رُتبہ دیکھو
 جمعہ مکہ کا تھا عیدِ اہلِ عبادت کے لئے مومنو آؤ یہاں عیدِ دوشنبہ دیکھو

خانہ کعبہ پہ تھا لاکھ عروسوں کا بناؤ جلوہ فرمایاں کونین کا دُولہا دیکھو
غور سے سُن تو رُضا کعبہ سے آتی ہے ندا
میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

زیارتِ روضہ مقدسہ کا ثبوت آثارِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا دستور زیارتِ روضہ مقدسہ کے متعلق یہ

رہا ہے کہ وہ دور و نزدیک سے حاضر ہوا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں حضرت بلال رضی

اللہ تعالیٰ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی جدائی کے صدمہ سے ملکِ شام کی طرف چلے گئے تھے۔ مدینہ منورہ میں

تشریف لائے کیوں کہ ان کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

اے بلال! تو نے ہمیں ابھی سے بھلا دیا کہ تم ہم سے دُور چلے گئے اور کبھی ملنے کے

لئے نہیں آئے۔

یہ خواب دیکھتے ہی آپ وہاں سے چل دیئے، جب روضہ مقدسہ پر پہنچے تو

اس قدر روئے کہ بے ہوش ہو گئے، پھر آپ مسجدِ نبوی میں تشریف لائے تو حاضرین

نے عرض کیا کہ نماز کا وقت ہے لہذا آپ اذان دیں تاکہ ہم کو زمانہ نبوی کی لذت پیدا

ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اب تو میں نے اذان کہنا چھوڑ دیا ہوا ہے، کیوں کہ میری

اذان کا قدر دان بظاہر موجود نہیں ہے، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اصرار پر

وہ رضا مند ہو گئے اور اذان دینی شروع کی۔ مدینہ منورہ گونج اٹھا اور ایک قیامت برپا ہو گئی، کیوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کا غم از سر نو تازہ ہو گیا، غرض جب آپ کلمہ ”أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“ کہنے لگے تو عادت کے مطابق اپنی انگلی شہادت والی سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کیا۔ لیکن جونہی اُس طرف نگاہ پڑی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ دیکھا تو بے ہوش ہو کر گر پڑے اور اذان کو آگے کہنے کی تاب نہ لائے، حاضرین میں کہرام مچ گیا ہر طرف گریہ وزاری کی صدا بلند ہوئی اور ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے۔

دیکھتے اگر دور دراز سے سفر کر کے محض روضہ مقدسہ کی زیارت کے لئے آنا ناجائز ہوتا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملکِ شام سے روضہ مقدسہ کی زیارت کے لئے ہرگز نہ آتے، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے تو ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ میری قبر پر آ کر مجھ سے ملاقات کر۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”ازالۃ الخفا“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المقدس تشریف لے گئے اور حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے تو آپ نے فرمایا:-
اے کعب! کیا تمہارا دل چاہتا ہے کہ تم ہمارے ساتھ مدینہ منورہ چلو اور روضہ مقدسہ

کی زیارت سے مشرف ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ میں آپ کے ہمراہ جانے کو تیار ہوں، چنانچہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ساتھ روضہ مقدسہ پر حاضر ہوئے اور دونوں صاحبوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں نہایت ادب سے سلام عرض کیا۔ (جذب القلوب)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عادت مبارک تھی کہ جب کسی سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے روضہ مقدسہ پر حاضر ہو کر سلام عرض کیا کرتے تھے۔ چنانچہ مؤطاً امام مالک میں ہے کہ حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا تم نے دیکھا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روضہ مقدسہ پر جا کر سلام عرض کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں، سو بار سے زیادہ۔ چنانچہ وہ روضہ مقدسہ کے پاس کھڑے ہو کر کہا کرتے تھے:-

السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ، السَّلَامُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ، السَّلَامُ
عَلَى أَبِي لَيْعَنِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَى أَبِي بَكْرٍ صَدِيقِ رَسُولِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَى أَبِي بَكْرٍ صَدِيقِ رَسُولِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس قسم کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں جو کتب حدیث اور سیر میں پائے جاتے ہیں۔

دیکھئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم زیارت روضہ مقدسہ کے لئے کیسے دل دادہ، تھے اور اس کے لئے کتنا اہتمام کیا کرتے تھے، حقیقت میں مومن کے لئے اس

سے زیادہ اور کونسی نعمت ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے اس قبہ نور کی زیارت کرے اور اُس ”رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ شَفِيعُ الْمُذْنِبِينَ“ کی خدمت مبارک میں سلام عرض کرے اور اُس کے جواب سے مشرف ہو۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

تانه بخشد خدائے بخشنده

یہ سعادت قوتِ بازو سے حاصل نہیں ہوتی، جب تک مہربان خدا عطاء نہ فرمائے حاصل نہیں ہو سکتی۔

اس نعمتِ عظمیٰ کا لطف اُس شخص سے پوچھئے جس کی قسمت نے یاری کی اور اُس شربت کی چاشنی اُس کو مل چکی ہو، اور اللہ تعالیٰ نے اُس کو قلبِ سلیم اور ایمان کے ساتھ درد و محبت سے ممتاز فرمایا ہو، اس سے زیادہ بد نصیبی اور کیا ہوگی کہ بعض لوگ اس زیارتِ باسعادت کو یا اُس کے لئے سفر کرنے کو ناجائز اور شرک کہتے ہیں، حالاں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لے کر اب تک اس کا التزام قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو رشد و ہدایت بخشے تاکہ دوزخ کا ایندھن بننے سے بچ جائیں۔

شرف میں ہے ثربت رسول کی کچھ کم نہیں ہے حج سے زیارت رسول کی
منکر ہے جو نبی کا وہ منکر خدا کا ہے توحید ہے خدا کی نبوت رسول کی
ان کے کرم داخلِ اسلام ہوئے ہم دولت ہمیں ملی یہ بدولت رسول کی

اُمت کا ذکر کیا ہے یہ بندے ہیں آپ کے

واجب ہے انبیاء پہ محبت رسول کی

نفسی و امتی سے یہ ثابت ہوا ہمیں اُمت ہر اک نبی کی ہے اُمت رسول کی

ہوتا نہ کوئی عرصہ محشر میں رُستگار

ہوتی جو درمیان نہ شفاعت رسول کی

پڑھتے ہیں پانچ وقت نمازیں جو اہل دیں

بجتی ہے پانچ وقت یہ نوبت رسول کی

ایمان لاتے جاتے ہیں اب بھی ہزار تقسیم ہوتی رہتی ہے دولت رسول کی

کون و مکاں ہو درہم برہم جہاں تباہ ضامن نہ ہو جو آج بھی ثر بت رسول کی

اس سے سوا ہے کوئی دولت جہان میں

یارب نصیب ہو جو زیارت رسول کی

زیارتِ روضہ مقدسہ کے وجوب کے دلائل اجماعِ امت سے

جمہور فقہائے حنفیہ کے نزدیک زیارتِ روضہ مقدسہ واجب ہے:-

چنانچہ:- (۱) علامہ کمال الدین ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتح القدر شرح ہدایہ میں تحریر فرماتے ہیں:-

قَالَ مَشَائِخُنَاهِي أَفْضَلُ الْمَنْدُوبَاتِ وَفِي مَنَاسِكِ
الْفَارِسِيِّ وَشَرْحِ الْمُخْتَارِ مِنَ الْوُجُوبِ لِمَنْ لَهُ سَعَةٌ الْخ

ترجمہ:- ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے کہ زیارتِ افضل المندوبات ہے۔ اور

”مَنَاسِكِ الْفَارِسِيِّ وَشَرْحِ الْمُخْتَارِ“ میں ہے کہ زیارتِ رسول صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قریب وجوب کے ہے اُس شخص کے واسطے جس کو وسعت ہو۔

(۲) قاضی عبدالرحمن بن محمد معروف بشیخی زادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجمع

الانہر شرح ملتقى الابرار میں تحریر فرماتے ہیں:-

وَمِنْ أَحْسَنِ الْمَنْدُوبَاتِ بَلْ يَقْرُبُ مِنْ دَرَجَةِ

الْوَاجِبَاتِ زِيَارَةُ قَبْرِ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ.

ترجمہ:- اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ کی زیارت کرنا احسن

مندوبات سے ہے، بلکہ وجوب کے قریب ہے۔

(۳) شیخ محمد بن عبداللہ تمر تاشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسخ الغفار شرح

تنویر الابصار میں لکھتے ہیں:-

زِيَارَةُ قَبْرِ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مِنْ أَعْظَمِ
الْقُرْبِ وَأَرْحَى الطَّاعَاتِ.

ترجمہ:- رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ کی زیارت بہت بڑے قُرب سے ہے، اور ان میں سے ہے جن کی مقبولیت کی اُمید کی گئی ہے۔

(۴) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوت میں تحریر فرماتے ہیں:- جلد دوم نول کشوری صفحہ ۲۲۲۔

زیارتِ قبر شریف و مسجدِ منیف از اعظمِ قربات
واعلیٰ درجات است، بعضے بدانند کہ واجب است،
چنانچہ امام عبدالحق کہ از اعظم علمائے حدیث است
ذکر کردہ وبہ ثبوت پیوستہ کہ آن حضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرمود ”مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ
شَفَاعَتِي“ و مروی است کہ ”مَنْ وَجَدَ سَعَةً وَلَمْ يَزُرْنِي
فَقَدْ جَفَانِي“ صاحبِ مواہب اللدنیہ گفتہ کہ این ظاہر
است در حرمتِ ترکِ زیارتِ زیرا کہ درین جفاوازی
است، و جفاوازی آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
حرام است باجماع، پس واجب باشد ازالہ جفا و آن بزیارت
خواہد بود، پس زیارت واجب باشد۔ (وفاء الوفاء، مواہب اللدنیہ)

ترجمہ:- زیارت قبر شریف اور مسجد منیف کی بہترین قربات اور بلند درجات سے ہے۔ بعض کی رائے ہے کہ واجب ہے، جیسا کہ امام عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو اکابر محدثین سے ہوئے ہیں، ذکر کیا اور ثابت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی تو مجھ پر اُس کی شفاعت واجب ہوگئی۔ اور مروی ہے:- کہ جس شخص نے وسعت پائی اور وہ میرے پاس نہیں آیا تو اُس نے مجھ پر ظلم کیا۔ صاحب مواہب اللدنیہ نے کہا کہ اس روایت سے ظاہر ہے کہ زیارت نبوی کو ترک کرنا حرام ہے کیوں کہ ترک کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ظلم کرنا اور ان کو ایذا پہنچانا ہے۔ اور اُن پر ظلم کرنا اور ایذا پہنچانا بالاتفاق حرام ہے۔ پس ظلم کو دور کرنا واجب ہوا، اور وہ زیارت کرنے سے ہوگا۔ لہذا زیارتِ روضہ مقدسہ واجب ہے۔

(۵) علامہ سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفاء الأسقام میں تحریر فرماتے ہیں:-

وَذَالِكَ مِنْ وَجْهِ أَحَدِهَا الْكِتَابُ الْعَزِيزُ وَهُوَ قَوْلُهُ
تَعَالَى " وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا " وَالْمَجْبِيُّ
صَادِقٌ عَلَى الْمَجْبِيِّ مِنْ قُرْبٍ وَمِنْ بُعْدٍ بِسَفَرٍ وَغَيْرِهِ -

وَالثَّانِي - السُّنَّةُ مِنْ عَمُومِ قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " مَنْ زَارَ قَبْرِي " فَإِنَّهُ يَشْمَلُ الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ

لَا سِيَّمَا قَوْلَهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَدِيثِ
الَّذِي صَحَّحَهُ ابْنُ السَّكَنِ: مَنْ جَاءَ نَبِيَّ زَائِرًا لَا تُعْمِلُهُ حَاجَةٌ
الْزِيَارَتِي. فَإِنَّ هَذَا ظَاهِرٌ فِي السَّفَرِ بَلْ فِي تَلْخِيصِ الْقُصْدِ
إِلَيْهِ وَتَجْرِيدِهِ عَمَّا سِوَاهُ.

وَالثَّلَاثُ مِنَ السُّنَّةِ لِنَصِّهَا عَلَى الزِّيَارَةِ وَلَفْظِ الزِّيَارَةِ
يَسْتَدْعِي الْإِنْتِقَالَ مِنْ مَكَانِ الزَّائِرِ إِلَى مَكَانِ الْمَرْوَرِ
فَقَدْ ثَبَتَ خُرُوجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ
الْمَدِينَةِ لِزِيَارَةِ الْقُبُورِ وَإِذَا جَازَ الْخُرُوجُ إِلَى قَرِيبٍ
جَازَ الْخُرُوجُ إِلَى بَعِيدٍ. فَمِمَّا وَرَدَ فِي ذَلِكَ خُرُوجُهُ إِلَى
الْبَقِيعِ وَهُوَ ثَابِتٌ فِي الصَّحِيحِ

وَالرَّابِعُ الْأَجْمَاعُ لِأَطْبَاقِ السَّلَفِ وَالْخَلْفِ فَإِنَّ
النَّاسَ لَمْ يَزَالُوا فِي كُلِّ عَامٍ إِذَا قَضَوْا الْحَجَّ يَتَوَجَّهُونَ إِلَى
زِيَارَتِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَفْعَلُ
ذَلِكَ قَبْلَ الْحَجِّ هَكَذَا شَاهَدْنَا وَشَاهَدَهُ مِنْ قَبْلِنَا وَحَكَاهُ
الْعُلَمَاءُ عَنِ الْأَعْصَارِ الْقَدِيمَةِ.

الْخَامِسُ أَنْ وَسِيلَةَ الْقُرْبَةِ قُرْبَةٌ.

ترجمہ:- اور یہ (یعنی وجوب زیارت کا ثبوت) کئی وجوہ سے ہے۔ جس میں سے

ایک قرآن مجید ہے:- اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے ”وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا
 أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ
 لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا۔ اور اگر وہ لوگ جب کہ ظلم کر چکے تھے اپنی جانوں
 پر (اے میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمہارے پاس آتے پھر وہ اللہ تعالیٰ
 سے استغفار کرتے اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی تم بھی ان کے لئے استغفار
 کرتے تو بے شک وہ اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پاتے“ آنا ہر قسم کے آنے پر صادق
 آتا ہے، خواہ قریب سے ہو یا دور سے سفر سے ہو یا کسی اور طریق سے۔

اور دوسرا ثبوت حدیث شریف ہے، آل حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس
 قول کے عموم سیکہ ”مَنْ زَارَ قَبْرِي“ جس شخص نے زیارت کی میری قبر کی، کیوں
 کہ یہ لفظ قریب اور بعید دونوں کو شامل ہے۔ خاص کر قول نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
 اس حدیث شریف میں جس کی تصحیح ابن اسکن نے کی ہے کہ ”مَنْ جَاءَ نِيْ زَائِرًا
 لَا تَعْمَلُهُ حَاجَةً إِلَّا زِيَارَتِيْ“ جو شخص بھی میرے پاس میری زیارت کے لئے
 آیا میری زیارت کے سوا اور کسی حاجت نے اس کو اس کام پر نہیں لگایا۔“

تو یہ ظاہر ہے کہ سفر میں ہے بلکہ قبر کی طرف جانے کا قصد خالص کرنے
 میں اور دوسرے مقاصد سے اس کو الگ کرنے میں ہے۔

تیسرا ثبوت بھی حدیث شریف سے ہے جس میں صاف زیارت کا لفظ ہے
 اور لفظ زیارت زائر کے مکان سے اس شخص کے مکان کی طرف منتقل ہونے کا مقتضی

ہے جس کی زیارت کرنی ہو۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ سے زیارت قبور کے لئے نکلنا ثابت ہے، اور جب قریب کی طرف جانا جائز ہے تو بعید کی طرف جانا بھی جائز ہے، پس اس بارہ میں جو وارد ہوا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنت البقیع کی طرف جانا ہے، اور صحیح روایات سے ثابت ہے۔

چوتھا ثبوت - سلف اور خلف کے طبقوں کا اجماع ہے۔ کیوں کہ لوگ ہمیشہ سے ہر سال جب حج سے فارغ ہو جاتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے متوجہ ہوتے ہیں۔ اور بعض لوگ حج سے پہلے یہ کام کرتے ہیں، چنانچہ ہم نے اور ہم سے پہلے لوگوں نے ایسا ہی مشاہدہ کیا ہے اور ایسا ہی ذکر کیا ہے علمائے متقدمین نے۔

پانچواں ثبوت - یہ ہے کہ بے شبہ وسیلہ نزدیکی کا نزدیک ہے۔

زیارتِ روضہ مقدسہ کے وجوب کے دلائل قیاس سے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موت فی الحقیقت انتقالِ مکانی ہے نہ موتِ حقیقی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ مبارک میں حاضر ہونا وصال سے پہلے یا بعد میں دونوں یکساں اور برابر ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ جَاؤْ وَوَاکْ مطلق فرمایا ہے جس میں زمانہ حیاتِ نبوی مقید نہیں کیا، لہذا معلوم ہوا کہ مغفور ہونے کا مدار محض رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدمتِ مبارک میں حاضر ہونا ہے۔ خواہ عالمِ حیاتِ نبوی میں یا بعد وصال کے۔ بنا بریں یہ بات ثابت ہوئی کہ روضہ مقدسہ کی زیارت کرنے اور ان پر سلام کرنے کا حق مسلمانوں پر واجب ہے، کیوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احسان ہم امتیوں پر بے پایاں ہیں، جن کی طفیل سے مسلمانوں کو جنت کی نعمتیں اور ابدی زندگی ملی اور جن کی شفاعت سے گناہ گار عذابِ دوزخ سے بچ جائیں گے، اور جن کے ذریعہ ضعیف الایمان مومن بھی دوزخ سے نکالے جائیں گے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ

یعنی میں تم لوگوں کے لئے بمنزلہ والد کے ہوں۔

گویا جس طرح باپ اپنے بیٹوں کو دنیا میں آسائش و آرام سے رہنے کے

لئے بہترین وسائل اور مجرب طریقے اور ڈھنگ بتلاتا اور سکھلاتا ہے اسی طرح

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی راہِ نجات کی اعلیٰ تعلیم فرماتے ہیں۔ جس کے ذریعے مسلمانوں کو جنت الفردوس ہاتھ آ جائے اور عذابِ آخروی سے بچ جائیں۔

اگر کوئی شخص کسی ایسے ملک میں جائے یا کسی ایسے شہر میں جس کے قریب اُس کا آقا یا دوست یا قریبی رشتہ دار رہتا ہو اگر وہ باوجود قدرت کے اُس کو ملنے کو عمداً نہ جائے تو خیال کیجئے کہ اُس شخص پر کس قدر غصہ اور رنج ہوگا اور وہ دل میں کہے گا کہ یہ شخص بڑا احسان فراموش اور نالائق ہے کہ قریب آ کر بھی ملا نہیں۔

ایسا ہی ہے وہ شخص جو خانہ کعبہ سے تو ہو آئے مگر روضہ مقدسہ پر نہ جائے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس شخص پر کس قدر رنج و افسوس ہوگا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس طرح اس شخص کی شفاعت کریں گے۔

غرض جس شہر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں وہاں بلا عذر شرعی نہ جانا زائر کی بڑی احسان فراموشی ہے۔ اور اُس علاقہ میں پہنچ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ پر حاضر نہ ہونا گویا عتوقِ پدری ہے۔

بڑا ہی بے نصیب ہے وہ شخص جو حج کے لئے خانہ کعبہ کو تو جائے مگر روضہ مقدسہ کی زیارت کئے بغیر واپس چلا آئے، سچ پوچھو تو اُس شخص کا حج بارگاہِ الہی میں مقبول نہیں ہوتا۔ ”خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ“ کا مصداق ہے۔

عشاقِ روضہ سجدہ میں سوئے حرم جھکے
 اللہ جانتا ہے کہ نیت کدھر کی ہے
 یہ گھریہ در ہے اس کا جو گھر در سے پاک ہے
 مژدہ ہو بے گھر و کہ صلا اچھے گھر کی ہے
 محبوبِ ربّ عرش ہے اس سبز قبہ میں
 پہلو میں جلوہ گاہِ عتیق و عمر کی ہے
 چھائے ملائکہ ہیں لگا تار ہے درود
 بدلے ہیں پہرے بدلی میں بارشِ دُرّ کی ہے
 ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام
 یوں بندگی زلف و رخ آٹھوں پہر کی ہے
 جو ایک آئے دوبارہ نہ آئیں گے
 رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے
 تڑپا کریں بدل کے پھر آنا کہاں نصیب
 بے حکم کب مجال پرندے کو پر کی ہے
 اے وائے بے کسی تمنا کہ اب اُمید
 دن کو نہ شام کی ہے نہ شب کو سحر کی ہے

یہ بدلایاں نہ ہوں تو کروڑوں کی آس جائے
 اور بارگاہِ مرحمت عام تر کی ہے
 معصوموں کی ہے عمر میں صرف ایک بار، بار
 عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے
 زندہ رہیں تو حاضری بارگاہِ نصیب
 مرجائیں تو حیاتِ ابد عیش گھر کی ہے
 طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
 سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے
 جاروب کشوں میں چہرے لکھے ہیں ملوک کے
 وہ بھی کہاں نصیب فقط نام بھر کی ہے
 کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل
 روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے
 ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
 لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے
 ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
 اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

ذکرِ خدا جو ان سے جدا چاہو منکرو
 واللہ ذکرِ حق نہیں کنجی سقر کی ہے
 بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
 حاشا غلط غلط یہ ہوں بے بصر کی ہے
 مقصود یہ ہیں آدم و نوح و خلیل سے
 تخمِ کرم میں ساری کرامتِ شمر کی ہے
 ماؤ شما تو کیا کہ خلیلِ جلیل کو
 کل دیکھنا کہ ان سے تمنا نظر کی ہے
 مَنْ زَارَ تَرْبَتِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي
 ان پر درود جن سے نویداں بشر کی ہے

منکرین زیارتِ روضہ مقدسہ کے اعتراضوں کے جواب

اعتراض:- روضہ مقدسہ کی زیارت کا سب سے پہلے شیخ ابن تیمیہ نے انکار

کیا ہے، چنانچہ وہ اپنے دعوے میں یہ حدیث شریف پیش کرتے ہیں:-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَشَدُّوا الرِّحَالَ إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى وَمَسْجِدِي. (زَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَمُسْلِمٌ)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کجاوے نہ باندھے جائیں یعنی سفر نہ کیا جائے مگر تین مسجدوں

کی طرف، مسجد حرام، یعنی خانہ کعبہ اور مسجد اقصیٰ، یعنی بیت المقدس، اور میری مسجد،

یعنی مسجد نبوی۔ (مشکوٰۃ)

اس حدیث سے وہ یہ مطلب لیتے ہیں کہ ان تین مسجدوں کے سوا کسی اور

مقام کی زیارت کے لئے سفر کرنا جائز نہیں ہے، خواہ کسی نبی کی قبر ہو یا ولی کی؟

جواب:- علامہ موصوف کا یہ استدلال غلط فہمی پر مبنی ہے کیوں کہ اس حدیث

شریف کا مطلب تو صاف یہ ہے کہ ان تین مسجدوں کے سوا کسی اور مسجد کی زیارت

کے لئے سفر نہ کیا جائے:- چنانچہ قاعدہ نحو بھی اسی کا مُقْتَضِیٰ ہے کہ جب

مُسْتَتْنِي مِنْهُ مَذْكُورٌ نَحْوُهَا وَهِيَ حَيْزٌ مُسْتَتْنِي مِنْهُ مَانِي جَاتِي هِيَ

جَوْ مُسْتَتْنِي كِي هَمْ جَنْسٌ هُوَ، پَسْ يِهَا چوں کہ مُسْتَتْنِي مَسَاجِدٌ ثَلَاثَةٌ هِيَ، لِهَذَا

مُسْتَنْزِمَةٌ بھی مسجد ہی کے قبیل اور جنس سے ہونا ایک لازمی امر ہے۔

اگر اس حدیث شریف سے عدم جواز ثابت ہوگا تو ان تین مسجدوں کے سوا کسی اور مسجد کی زیارت کے لئے سفر کرنے کا نہ کہ زیارتِ روضہ سید المرسلین رحمۃ اللعالمین کا، اور نہ ہی علماء و صلحاء کی قبور کا۔

مثلاً اگر کوئی بغداد میں حضرت غوث الاعظم، لاہور میں حضرت داتا گنج بخش سرہند میں حضرت مجدد الف ثانی، دہلی میں حضرت باقی باللہ، اجمیر میں حضرت خواجہ معین الدین، پاک پتن میں بابائے فرید شکر گنج، چورہ شریف میں حضرت نور محمد و فقیر محمد اور باولی شریف میں حضرت خان عالم، میترال والی میں حضرت مست علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم وغیرہم کی مزارات کے لئے سفر کرے تو یہ ناجائز نہ ہوگا۔

ہاں اگر کوئی لاہور میں محض شاہی مسجد یا دہلی میں جامع مسجد کی زیارت کے لئے سفر کرے تو یہ ناجائز ہوگا۔ چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیث شریف کا یہی مطلب تحریر کیا ہے۔

علاوہ اس کے اس مطلب کی تائید اس حدیث شریف سے بھی ہوتی ہے جس کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مسند میں تحریر فرمایا ہے:-

عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ وَذَكَرْتُ
عِنْدَهُ الصَّلَاةَ فِي الطُّورِ فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْبَغِي لِلْمُصَلِّي أَنْ يُشَدَّ رِجَالَهُ إِلَى

مَسْجِدٍ يَبْغِي فِيهِ الصَّلَاةَ غَيْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى وَمَسْجِدِي. (رواه احمد)

ترجمہ:- حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کوہ طور پر نماز پڑھنے کا ذکر ہوا تو انہوں نے اُسے ناپسند فرمایا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز پڑھنے والے کو نہ چاہئے کہ کسی مسجد میں نماز پڑھنے کے قصد سے سفر کرے بجز مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ اور مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس، اور میری مسجد کے۔ (قسط لانی، فتح الباری)

لیجئے اب تو جھگڑا ہی نہ رہا، حدیث کی شرح خود حدیث شریف سے ہی ہو گئی اور صحیحین کی حدیث کا اصلی مطلب ظاہر ہو گیا، اب کسی طرح کا بھی شک و شبہ نہ رہا۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ ان تین مسجدوں کی زیارت کے سوا اور کسی کام کے لئے سفر کرنا جائز نہیں ہے تو اس قاعدے کے رو سے طلب علم، کسب معاش، ملاقات عزیز واقارب وغیرہ کے لئے بھی سفر کرنا جائز نہ ہوگا، حالاں کہ یہ سفر بالاتفاق جائز ہیں، ورنہ منکر بھی اس زد سے بچ نہیں سکتا۔

علاوہ اس کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا روضہ مقدسہ کی زیارت کے لئے سفر کر کے تشریف لانا اور دوسروں کو اس زیارت کے لئے سفر کرنے کی ترغیب دینا اس امر کا بین ثبوت ہے کہ اس حدیث زیر بحث کا وہ مطلب نہیں جو شیخ ابن تیمیہ وغیرہ نے لیا ہے۔

مزید برآں وہ خاص احادیث جو ترغیبِ زیارت کے باب میں وارد ہوئی

ہیں اور تارکِ زیارت کے لئے وعیدیں آئی ہیں اس دعوے کی تائید کرتی ہیں:-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ زَارَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكَى وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ فَقَالَ اسْتَأذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي وَاسْتَأذَنْتُهُ فِي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِي فَرُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تَذَكِّرُ الْمَوْتَ. (رواهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روئے اور اپنے ہمراہیوں کو بھی رُلا دیا (یعنی وہ بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ کر روئے) پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے اس بات کی اجازت مانگی کہ میں اپنی والدہ کے واسطے مغفرت لے چاہوں مگر مجھ کو اجازت نہیں ملی، پھر میں نے اپنے پروردگار سے اس بات کی اجازت مانگی کہ میں اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کر سکتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اجازت دے دی، لہذا تم لوگ قبروں کی زیارت کیا کرو کہ وہ موت کو یاد دلاتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

اس حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ قبروں کی زیارت کے لئے دُور

سے سفر کر کے جانا جائز ہے، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ

۱۔ تفصیل کے لئے صفحہ نمبر ۱۹۴ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔

سے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کے لئے اذن طلب کیا، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اجازت دی، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں سفر کر کے تشریف لے گئے اور وہاں جا کر حاضرین سے فرمایا کہ تم لوگ قبروں کی زیارت کیا کرو کیوں کہ قبروں کی زیارت موت کو یاد دلانے والی ہے۔

مسلمانو! ذرا عقل سلیم سے سوچو کہ مسجد نبوی میں فضیلت کہاں سے آئی کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجہ سے نہیں؟ واقعی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی وجہ سے ہے تو پھر خود ہی انصاف کرو کہ مسجد نبوی کے لئے تو جانا جائز ہو اور صاحب مسجد کی زیارت کے لئے جن کی وجہ سے اس میں فضیلت آئی جانا جائز ہو، افسوس صد افسوس ایسی عقل اور سمجھ پر۔

بریں عقل و دانش ببايد گريست

ایسی عقل اور سمجھ پر رونا چاہئے۔

حدیث ”لَا تَشْدُو الرِّحَالَ“ پر ایک محدث نے یہ حاشیہ لکھا ہے:-

اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ اگر حصولِ ثواب کے لئے کسی خاص مسجد میں نماز پڑھنا چاہیں تو وہ یہی تین مساجد ہیں، ان کے سوا کسی اور مسجد کی طرف سفر کر کے جانا فضول ہے، کیوں کہ باقی تمام مساجد برابر رتبہ رکھتی ہیں، ان میں فضیلت کا کچھ فرق نہیں ان کی طرف کوچ کر کے جانا اور صعوبتِ سفر اٹھانا فضول

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شرح مسلم میں ہے کہ ابو محمد نے کہا ہے کہ ان تین کے سوا کسی اور مقام کی طرف سفر کرنا حرام ہے، اور یہ بات غلط ہے۔ اور احیاء العلوم میں ہے کہ ابو محمد نے کہا ہے کہ بعض علماء نے اس حدیث شریف سے مشاہد اور قبور علماء و صالحین کی زیارت کے لئے جانے کے منع پر استدلال کیا ہے، مگر مجھ پر یہ بات ظاہر نہیں ہوئی، مسئلہ یوں ہو، بلکہ زیارت مَأْمُورٌ بِهَا ہے اس حدیث شریف سے:- نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا۔

ترجمہ:- میں نے تم کو زیارتِ قبور سے منع کیا تھا اب ان کی زیارت کیا کرو۔

مذکورہ حدیث تو ان تین مسجدوں کے سوا کسی اور مسجد کی طرف سفر کرنے کی نہی میں وارد ہوئی ہے۔ کیوں کہ باقی تمام مساجد یکساں ہیں، بلکہ ہر شہر میں مساجد موجود ہیں، پس کسی اور مسجد کی طرف سفر کر کے جانے کے کوئی معنی نہیں، لیکن مشاہد سب یکساں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی زیارت کا ثواب علی قدر درجات ہے۔

پھر میں یہ نہیں سمجھتا کہ یہ مدعی منع انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مثل حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبروں کی زیارت سے بھی منع کرتا ہے، اور اس سے منع کرنا بالکل محال ہے، پس جب زیارت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جائز ہوئی اور اولیاء بھی ان سے جدا نہیں، پس بعید نہیں کہ یہ زیارت اغراض سفر سے ہو۔ جس طرح علماء کی زیارت ان کی زندگی میں خاص مقاصد سے ہے۔

اعترض ۲/ ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے:-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَجْعَلُوا
قَبْرِي عِيدًا. (زَوَاهُ النَّسَائِي)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔ لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا۔

میری قبر کو عید (خوشی کا مجمع) نہ بناؤ۔ (مشکوٰۃ)

جواب:- اس کے جواب علماء نے کئی ایک دیئے ہیں من جملہ ان کے چند

تحریر کئے جاتے ہیں:-

(۱) حافظ منذری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ احتمال ہے کہ مراد اس

سے ترغیب ہو کثرت زیارت کی۔ اور اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کو مثل عید کے نہ ٹھہراؤ کہ سال میں ایک بار سے زیادہ

نہیں آتے۔ (ابن حجر، وملا علی قاری)

(۲) علامہ سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مراد منع تعین وقت ہے زیارت

کے واسطے، جیسا کہ عید کے واسطے متعین روز اور وقت ہوتا ہے، بلکہ تمام سال

اور مدت عمر وقت زیارت ہے۔ یا مراد تشبیہ ہے عید کے ساتھ اظہار زینت میں، سو

یہ غیر مناسب ہے۔ (جذب القلوب)

(۳) جس طرح یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء کی قبر پر جمع ہو کر اُسے جائے عبادت اور محلِ لہو و لعب بناتے اور عیش و طرب کرتے ہیں تم ایسا نہ کرو۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:-

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ
مِنْهُ لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ
مَسَاجِدَ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَمُسْلِمٌ)

ترجمہ:- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بیماری میں جس سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں اٹھے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔ (مشکوٰۃ)

عَنْ جُنْدُبِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَلَا وَإِنْ مَنْ
كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ
مَسَاجِدَ فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ إِنِّي أَنُهَاكُمُ مِنْ
ذَلِكَ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:- حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ فرماتے سنا ”خبردار ہو کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے انہوں نے اپنے نبیوں اور بزرگوں کی قبروں کو مسجدیں بنایا ہوا تھا تم قبروں کو مسجدیں نہ بنانا میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔ (مشکوٰۃ)

مسلمانو! اگر اس زیارت میں کچھ بھی ثواب نہ رکھا جاتا تو بھی مشتاقانِ زیارتِ روضہ مقدسہ کی یہی حالت ہوتی اور تمام عشاق اس وقت بھی اسی طرح مہینوں کا سفر اختیار کر کے دشوار گزار راستوں کو عبور کر کے اس آستانہ عالی کی زیارت کے لئے آتے، اُن کے مصائبِ سفر کا یہی معاوضہ بس ہے کہ روضہ محبوب کی زیارت نصیب ہو جائے اور اس مقدس چوکھٹ پر جہہ سائی کی دولت مل جائے۔

بے قراری ہے کہ جاؤں کب مدینہ کی طرف
جلد پہنچا دے مجھے یارب مدینہ کی طرف
دیکھتا ہے روز و شب سوئے مزارِ مصطفیٰ
دیدہ مہر و مہ و کوکب مدینہ کی طرف
ہوں گا میں جا رو بکش مرگاں سے اُس درگاہ کا
بخت لے جائے گا جب مجھ کو مدینہ کی طرف
آرزو آنکھوں کی ہے دیکھیں درِ سلطانِ دیں
دل میرا کہتا ہے چلئے اب مدینہ کی طرف

صبر و آرام قرار و ہوش و عقل و جان و دل
 مجھ سے پہلے چل بے یہ سب مدینہ کی طرف
 اُس کُلِ بحر رسالت سے میرا کہنا سلام
 اے صبا تیرا گذر ہو جب مدینہ کی طرف
 حشر کے دن جاؤں گا میں کیوں سوئے خلد بریں
 ہے میرا مقصود اور مطلب مدینہ کی طرف
 روضہ انور کا ہے شوقِ زیارت اس قدر
 سوتے ہیں منہ کر کے ہم ہر شب مدینہ کی طرف
 یا الہی پھر نہ پھیرے منہ کبھی یہ سوئے ہند
 جب روانہ ہو مرا مرکب مدینہ کی طرف
 یا الہی جاتے ہیں ہر سال صدہا کارواں
 دیکھتے ہو میرا جانا کب مدینہ کی طرف

کیا مکہ معظمہ پہلے جانا چاہئے یا مدینہ منورہ؟

اس جگہ یہ بھی بتلانا ضروری ہے کہ زائر کو پہلے مکہ شریف جانا چاہئے یا مدینہ شریف؟ اس میں اختلاف ہے:-

چنانچہ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”رد المحتار“ میں تحریر فرماتے ہیں:- کہ اگر حج نفل ہو تو زائر کو اختیار ہے چاہے پہلے روضہ مقدسہ کی زیارت کر لے اور حج بعد میں۔ اور چاہے حج پہلے کر لے اور زیارت بعد میں دونوں طرح جائز ہے۔ لیکن اگر حج فرض ہو تو پہلے حج کرے بعد میں زیارت کر لینی چاہئے۔ اگر مدینہ منورہ راستے میں آتا ہو تو پہلے زیارت نبوی سے مشرف ہو خواہ حج فرض ہو یا نفل۔ کیوں کہ باوجود اس قدر قرب کے زیارت ترک کر دینا بدبختی اور قساوت قلبی کی دلیل ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جذب القلوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ خواہ حج فرض ہو یا نفل جائز ہے کہ زیارت پہلے کر لے یا بعد میں دونوں طرح درست ہے۔

نکتہ جو صاحب یہ کہتے ہیں کہ زائر پہلے مدینہ شریف جائے پھر مکہ

شریف اس سے اُن کا یہ خیال ہے کہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہو کر پاک و صاف ہو جائے پھر مکہ شریف جائے، گویا گناہوں سے پاک ہو کر بارگاہِ الہی میں حاضر ہو۔ اور جن لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ پہلے مدینہ منورہ حاضر ہو

پھر مکہ مکرمہ جائے تو ان کا خیال یہ ہے کہ پہلے دربارِ الہی میں حاضر ہو کر پاک و صاف ہو جائے پھر مدینہ شریف میں جائے، کیوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں پاک و صاف ہو کر جانا چاہئے۔

منم کمینہ غلامِ تو یارسول اللہ
 نہادہ سر بسلامِ تو یارسول اللہ
 یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میں آپ کا حقیر غلام ہوں آپ کے
 سلام کے لئے سر جھکا دیا ہے۔

زہرے نصیب کہ در گوش من جواب سلام
 رسد ز حسنِ کلامِ تو یارسول اللہ
 میرے نصیب کے کیا کہنے اگر آپ کی حسین آواز سے میرے سلام کا
 جواب میرے کانوں میں پہنچے۔

مدینہ کعبہ صفت محترم زعالم شد
 بافتخارِ قیامِ تو یارسول اللہ
 مدینہ منورہ آپ کے قیام فرمانے کے سبب فخر حاصل کرنے بعد کعبہ معظمہ کی
 طرح ساری دنیا سے قابلِ احترام ہو گیا ہے۔

زہرے جناب کہ ہر گز زانس و جن و ملک
 نمے رسد بمقامِ تو یارسول اللہ

یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ کی پاک بارگاہ کا کیا کہنا
انسانوں، جنوں اور فرشتوں سے کوئی بھی آپ کے مقامِ رفیع تک نہیں پہنچا۔

ز دیدہ فرش نمودند قدسیاں بفلک

بآرزوئے حرام تو یا رسول اللہ

یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ کے خرامِ ناز کی آرزو میں آسمان
کے فرشتے اپنی آنکھیں بچھائے ہوئے ہیں۔

بجز شفاعتِ اُمت ز رفتنت بر عرش

نبود ہیچ برام تو یا رسول اللہ

یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم شبِ معراج کو عرشِ اعلیٰ پر جانے کا
مقصد اپنی اُمت کی شفاعت کے سوا کچھ اور نہ تھا۔

ز فضلِ تُست کہ اُمت بدست خود آرد

کلیدِ خلد ز نام تو یا رسول اللہ

یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ کے فضل و احسان سے آپ کی
اُمت آپ کے نامِ نامی سے جنت کی کنجی اپنے ہاتھوں میں تھامے گی۔

بکامِ مردہ دلاں است ہمچو آبِ حیات

کلامِ فیض نظام تو یا رسول اللہ

یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم مردہ دلوں کے لئے آپ آبِ حیات
کی مانند ہیں۔

بود ابوبکر و ہم عمر علی عثمان
 ز دوستانِ عظام تو یارسول اللہ
 یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور
 علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے باعظمت دوستوں سے ہیں۔

بروزِ محشر شفیعِ گناہ گارانند
 ہم آلِ پاکِ کرام تو یارسول اللہ
 یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم قیامت کے دن آپ کی آلِ اطہار بھی
 گناہ گاروں کی شفاعت کریں۔

برائے مغفرتِ عاصیانِ اُمّتِ تو
 بس است شفقِ عامِ تو یارسول اللہ
 یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ کی اُمّت کے گناہ گاروں کی بخشش کے لئے
 آپ کی عام شفق ہی کافی ہوگی۔

آدابِ زیارتِ روضہ مقدسہ

جب کوئی زائرِ مدینہ کی طرف جانے لگے تو یہ نیت کرے کہ میں روضہ مقدسہ کی زیارت کے لئے سفر کرتا ہوں اور اگر اس کے ساتھ مسجدِ نبوی کی زیارت کی بھی نیت کر لی جائے تو زیادہ ثواب ہے۔

چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔ کہ اس میں دو ہر اٹوب ملتا ہے۔

لیکن ابنِ ہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”فتح القدير“ میں تحریر فرماتے ہیں:۔ کہ میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ صرف روضہ مقدسہ کی زیارت کی نیت کرے کیوں کہ جب مدینہ منورہ میں پہنچ جائے گا تو مسجدِ نبوی کی زیارت بھی اس کے ساتھ خود بخود ہو جائے گی۔ کیوں کہ صرف روضہ مقدسہ کی زیارت کی نیت سے سفر کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اجلال زیادہ ہے۔ اور اس حدیث شریف کے موافق بھی ہے جو دارقطنی میں ہے:۔

کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو شخص میری زیارت کے لئے آئے اور اُس کو کوئی اور کام نہ ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اُس کی شفاعت کروں۔

علامہ ابنِ عابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مُلا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حج کے علاوہ خاص زیارتِ روضہ مقدسہ کے لئے اپنے وطن سے آیا کرتے تھے

تا کہ اس سفر میں سوائے زیارت کے اور کچھ مقصود نہ ہو۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جذب القلوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر زائر روضہ مقدسہ کی زیارت کی نیت کے ساتھ مسجد نبوی کی زیارت کی نیت کر لے تو اخلاص کے منافی نہیں ہے کیوں کہ اس مسجد کی زیارت بھی تو خاص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی نسبت کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ لہذا اس کی زیارت کی نیت بھی عین آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم ہے۔

مدینہ منورہ جاتے ہوئے راستے میں درود شریف کی کثرت کرتا رہے کیوں

کہ درود شریف سے بہتر تقرب کا کوئی ذریعہ بارگاہ رسالت میں نہیں ہے۔

صحیح روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چند فرشتوں کو اسی کام پر مقرر کیا ہے

کہ جب کوئی شخص زیارت کے لئے آنے والا درود شریف پڑھتا ہے تو فرشتے حضور نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جا کر عرض کرتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں کا بیٹا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے آ رہا ہے اور اُس نے اپنے پہنچنے سے پہلے یہ تحفہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا ہے۔

خیال کیجئے کہ اس سے زیادہ اور کیا نعمت ہوگی کہ اُس رحمة للعالمین

کے سامنے تمہارا اور تمہارے باپ کا نام لیا جائے اور تمہارا تحفہ درود شریف پیش کیا

جائے۔

جان مے دھم در آرزو اے قاصد آخرباز گو
 در مجلسِ آن نازنین حرفے کہ از مامے رود
 اس آرزو میں میری جان نکلی جاتی ہے، اے قاصد بتاؤ وہ باتیں جو اُس
 محبوب کی مجلسِ مبارکہ میں ہمارے متعلق ہوں۔

اثنائے راہ میں جس قدر مقاماتِ متمم کہ ملیں ان سب کی زیارت سے
 مشرف ہو اور جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو وہاں دو رکعت نماز پڑھے۔

جب روضہ مقدسہ قریب آجائے اور وہاں کی عمارات اور مقامات دکھائی
 دینے لگیں تو نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ اس امر کا تصور کرے کہ اب ہم
 ”رحمة للعالمین“ کی بارگاہ میں بہت جلد پہنچا چاہتے ہیں، یہ وہ وقت ہے کہ
 جن کے دل نورِ ایمان سے متور ہوتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت
 اُن کے سینوں میں مشتعل ہو جاتی اور ایک عجیب سرور کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

وقت آن آمد کہ من غریاں شوم

جسم بگذارم سراسر جاں شوم

میرے مجرد ہونے کا وقت آ گیا میں جسم کو چھوڑ رہا ہوں اور سراپا روح بن رہا ہوں۔

بُوئے یارِ مہربانم مے رسد

بُوئے جانانِ سُوئے جانم مے رسد

مہربان محبوب کی خوشبو مجھے آرہی ہے، محبوب کی خوشبو میری جان کی طرف

بڑھ رہی ہے۔

باز آمد آبِ مادرِ جوئے ما

باز آمد شاہِ مادرِ کوئے ما

ہمارا پانی ہماری ندی میں دوبارہ رواں ہو گیا، ہمارے کوچے میں ہمارا بادشاہ
واپس لوٹ آیا۔

غرض جس مقام سے روضہ مقدسہ کا سبز گنبد نظر آنا شروع ہوتا ہے زائرین
کی عجیب حالت ہوتی ہے، کوئی تو رو رہا ہے، کوئی حالتِ وجد میں بے تابی کر رہا ہے،
کوئی سکتہ کی حالتِ سادہ ہوش ہے، کوئی مجذوبانہ حالاتِ ساجبوط ہے، کوئی نکلٹی
باندھے ہوئے گنبد شریف کو دیکھ رہا ہے، کوئی خوش الحانی سے نعتیہ اشعار پڑھ رہا
ہے، اور کوئی صرف درود شریف باوازِ بلند پڑھ رہا ہے۔

غرض زائرین کا جوش و خروش اور ان کی محبت بھری حرکاتِ عجیب و غریب
لطف دکھاتے ہیں یہی ان کی نجات کا سبب ہیں۔

ایک عاشقِ رسول کی شہادت کا واقعہ

کرامت علی خان شہیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہندوستان میں ایک مشہور
شاعر ہوئے ہیں، وہ ایک عاشقِ رسول اور صاحبِ درد تھے، ان کا کلام زیادہ نعتیہ اور
حقانی غزلوں پر مشتمل ہے۔

۱۲۵۶ ہجری میں وہ سفرِ حج سے فارغ ہو کر زیارتِ روضہ مقدسہ کے لئے
روانہ مدینہ شریف ہوئے، راستے میں برابر شوقِ ذوق سے اپنا نعتیہ کلام پڑھتے اور

رفقائے سفر میں ولولہ زیارت تیز کرتے جاتے تھے، جو نبی روضہ پاک کا سبز گنبد نظر
آیا تو شدتِ وجد سے ایک شعر پڑھا اور اونٹ پر سے گود کر سر کے بل گرے اور شہید
ہو گئے۔

من بیدل چو خواہم داد جان نادیدہ دیدار ش
مدد گن اے اجل تا زار میرم زیر دیوار ش
میں بیدل اس کے دیدار کے بغیر کس طرح جان دوں گا؟ اے موت میری
مدد کرنا کہ اس کی دیوار کے نیچے میں عاجزی سے جان دوں۔
افسوس ہم گدایاں آستانِ شاہِ حجاز سے منزلوں دور دراز بادیدہ اشک بار
دل بے قرار گویایوں در وجدائی کا اظہار کرتے ہیں۔

فغان زدیدہ خون بار و چشم نوحہ گرمے
بنالہ سوز گدازم نہ در فغان اثرمے
خون بار آنکھوں اور نوحہ گر چشم سے فریاد ہے کہ سوز کے نالہ میں نہ گداز ہے
اور نہ ہی آہ و فغان میں کوئی اثر ہے۔

نہ صبر در دل مضطر سکوں نہ در جگرے
قرار در قفسے نہ سوئے چمن گذرے
بے چین دل کونہ صبر ہے، نہ جگر کو آرام ہے، نہ پنجرے میں آرام ہے اور نہ
ہی باغ سے ہمارا گزر ہے۔

نہ قاصدے نہ صبا ئے نہ مرغ نامہ بُرے
 کسے زبے کسی مانمے بُردِ خبرے
 نہ کوئی قاصد ہے، نہ بادِ صبا ہے، اور نہ خط لے جانے والا کوئی پرندہ، کوئی بھی
 ہماری بے کسی کی خبر لے کر نہیں جاتا۔

مزارِ شہ پہ کوئی کاش ہدیہ لے جائے مری طرف سے درودِ سلام پہنچائے
 وہاں سے درودِ جگر کی مرے دو لائے مگر تلاش یہ ہے کون جائے اور آئے

نہ قاصدے نہ صبا ئے نہ مرغ نامہ بُرے
 کسے زبے کسی مانمے بُردِ خبرے
 نہ کوئی قاصد ہے، نہ بادِ صبا ہے، اور نہ خط لے جانے والا کوئی پرندہ، کوئی بھی
 ہماری بے کسی کی خبر لے کر نہیں جاتا۔

جب مدینہ متورہ بالکل سامنے آجائے تو بخیاں ادب اپنی سواری سے نیچے
 اتر پڑے۔

چناں چہ مروی ہے کہ جب قبیلہ عبد القیس کے لوگ دربارِ نبوی میں حاضر
 ہوئے تو جو نبی ان کی نظر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نورانی چہرے پر پڑی
 بغیر اس کے کہ اونٹ کو بٹھلائیں بے اختیار اپنی سواریوں سے نیچے گود پڑے مگر آپ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں منع نہیں فرمایا۔

غرض جب حرم شریف مدینہ متورہ کے اندر داخل ہونے لگے تو پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں نہایت ادب سے سلام عرض کرے پھر یہ دُعا مانگے:-

اللَّهُمَّ هَذَا حَرَمُ نَبِيِّكَ وَمَهَبْتُ وَحَيْكَ فَاْمُنُّ لِي
بِالدُّخُولِ فِيهِ وَاجْعَلْهُ لِي وَقَايَةً مِنَ النَّارِ وَأَمَانًا مِنَ الْعَذَابِ
وَاجْعَلْنِي مِنَ الْفَائِزِينَ لِشَفَاعَةِ الْمُصْطَفَى يَوْمَ الْمَأْبِ.

ترجمہ:- اے اللہ یہ تیرے نبی کا حرم ہے اور تیری وحی کے اترنے کی جگہ ہے، مجھے اس میں داخل ہونے کی دولت عنایت کر اور اس کو میرے لئے دوزخ سے بچنے کا ذریعہ اور عذاب سے امان کا باعث بنا دے، اور مجھے ان لوگوں سے کر جن کو قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔

مدینہ متورہ کے حرم شریف میں داخل ہونے کے لئے اچھی طرح غسل کرے، خوشبو کا استعمال کرے، عمدہ سفید لباس پہنے اور ادب کا خیال ہر وقت دل میں رکھے، کیوں کہ یہ وہ پاکیزہ زمین ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم چھوئے ہیں اور جس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم چلا کرتے تھے۔

مدینہ متورہ کے اندر پہنچ کر سب سے پہلے مسجد نبوی میں نہایت ادب کے ساتھ بقصد زیارت رحمۃ للعالمین کے جائے۔ مسجد شریف میں داخل ہونے کے وقت یہ دُعا پڑھے:-

أَعُوذُ بِاللَّهِ بِسْمِ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

ترجمہ:- میں شیطان سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں، اللہ کا نام لے کر اس میں داخل ہوتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام ہو اور خدا کی رحمت اور اُس کی برکتیں۔ یہ بات دل میں ہر وقت رہے کہ یہ مسجد شفیق المذنبین کی مسجد ہے، یہ وہ مسجد ہے جہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھتے وعظ فرماتے تھے، اور جہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی اُترتی تھی۔

پھر مسجد کے منبر کے قریب دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھے، پھر دو رکعت نماز شکرانہ پڑھے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے یہ دولت میرے نصیب کی۔ پھر زیارت کی طرف متوجہ ہو اور یہ سمجھ لے کہ میں اب اُس باعظمت ہستی کی بارگاہِ عالی میں جاتا ہوں جو تمام نبیوں کے سردار اور جو اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ مقرب اور محبوب ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ کوئی کام خلاف شرع نہ کیا جائے۔

اس کے بعد روضہ مقدسہ کے پاس نہایت ادب کے ساتھ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سر مبارک کی طرف منہ کر کے اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے چار گز کے فاصلہ پر کھڑا ہو۔

نیز اس بات کا یقین رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری حاضری سے واقف ہیں مجھ کو دیکھ رہے ہیں، میرے سلام کا جواب دیتے ہیں، میری دعا پر

آمین کہتے ہیں، اس خیال کو دل میں رکھ کر نہایت ادب کے ساتھ معتدل آواز سے یوں عرض کرے:-

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَحِيمَ اللَّهِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيعَ الْأُمَّةِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الرَّحْمَةِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتِمَ النَّبِيِّينَ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُدَبِّرُ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُرْمِلُ

سلام ہو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاکیزہ باپ دادوں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت پاک پر جن سے اللہ تعالیٰ نے نجاست کو دور کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہم سب کی طرف سے جزا دے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے پیغام پہنچائے، امانت ادا کر دی، امت کی خیر خواہی کی، حق کی دلیل روشن کر دی، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا، اور دین

کو مضبوط کر دیا، اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوة و سلام بھیجے اُن چیزوں کی تعداد کے موافق جو ہو چکیں اور ہونے والی ہیں۔

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مہمان ہیں، ہم دور و دراز شہروں سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں تاکہ ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے بہرور ہوں۔

زائر کو چاہئے کہ جو دعاء عربی میں پڑھے اُس کے معنی ضرور معلوم کر لے، اگر ان کے معنی معلوم نہ ہو سکیں تو پھر اپنی زبان میں بھی جس قدر چاہے عرض معروض کرے۔

جب اپنی عرض سے فارغ ہو تو پھر جس شخص نے عرض سلام کی وصیت کی ہو اُس کا سلام عرض کرے، اس طرح کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلاں بن فلاں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے لئے شفاعت کریں۔

التماس راقم الحروف

ناظرین کتاب ہذا سے درخواست ہے کہ جس کو یہ زیارت نصیب ہو وہ راقم الحروف کا سلام بھی دربار رسالت میں پہنچائے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادنیٰ غلام محمد صالح بن مولوی مست علی مجددی نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں سلام عرض کیا ہے:-

سَلَامِي يَا نَسِيمَ الصُّبْحِ بَلِّغْ إِلَى مَنْ قَرَفِي صَدْرِي هَوَاهُ
اے نسیم صبح میرا سلام اُس جناب کو پہنچا دے
جن کی محبت میرے سینے میں جم گئی ہے

فَجِسْمِي ظَاهِرًا مِّنْهُ بَعِيدٌ بِعَيْنِ بَاطِنِ قَلْبِي يَرَاهُ

پس میرا بدن بظاہر اُن سے دور ہے

مگر میرا دل باطن کی آنکھ سے انہیں دیکھ رہا ہے

اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لطف و کرم اور رحمت و شفاعت کا اُمید

وار ہے:-

تو ابر رحمتی آن بہ کہ گاہے

کنی بر حال لب خشکان نگاہے

آپ ابر رحمت ہیں، بہتر یہی ہے کہ خشک لب عاشقوں کے حال پر کبھی

نظر رحمت فرمائیں۔

نه آخر رحمة للعالمين

ز محرومان چرا فارغ نشین

کیا آپ رحمة للعالمین نہیں ہیں، محروم و یدار لوگوں سے کیوں فارغ تشریف فرما ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے فارغ ہو تو پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کسی قدر پیچھے ہٹ کر اس طرح سلام عرض کرے۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَانِيَهُ فِي الْغَارِ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقِ جَزَاكَ
اللَّهُ عَنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا۔
ترجمہ:- آپ پر سلام اے خلیفہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو بکر صدیق آپ کو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کی طرف سے جزا عطا فرمائے۔

پھر ایک گز بھر پیچھے ہٹ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں یوں سلام عرض کرے:-

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ الْفَارُوقَ
الَّذِي أَعَزَّ اللَّهُ بِهِ الْإِسْلَامَ جَزَاكَ اللَّهُ عَنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى
اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا۔ (فتح القدیر)

ترجمہ:- سلام تم پر اے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اللہ تعالیٰ نے
 آپ کے ساتھ اسلام کو غلبہ عطا فرمایا، اللہ تعالیٰ آپ کو حضرت کی امت کی طرف سے
 جزائے خیر عطا فرمائے۔

سلام

یاشفیع المذنبین بارِ گناہ آوردہ ام
 بر درت این بار با پشتِ دوتا آوردہ ام
 اے گناہ گاروں کی شفاعت کرنے والے میں گناہوں کا بوجھ لایا ہوں، یہ
 بوجھ اتنا باری ہے کہ اس کے باعث میں گہری پیٹھ کے ساتھ آپ کے درِ اقدس حاضر
 ہوا ہوں۔

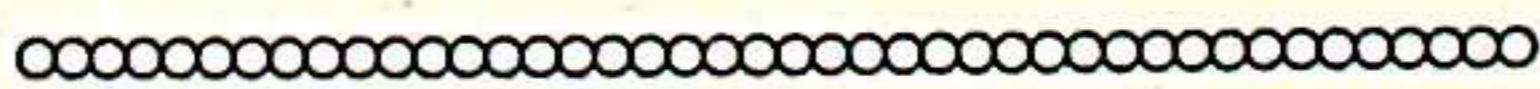
چشمِ رحمت بر کشا موئے سفید من نگر
 گرچہ از شرمندگی رونے سیاہ آوردہ ام
 رحمت کی نظر فرمائیے میرے سفید بالوں کی طرف نظرِ عنایت فرمائیے،
 اگرچہ شرمندگی کے باعث میں کالا منہ لے کر آیا ہوں۔

آن نمے گویم کہ بودم سالہا در کوئے تو
 ہستم آن گمراہ کہ اکنون روبراہ آوردہ ام
 میں یہ عرض کرنے کی جسارت نہیں کرتا کہ میں سالہا سال تک آپ کے کوچے
 میں رہا ہوں، میں وہ گم کردہ راہ آپ کا اُمتی ہوں کہ اب راہِ راست پر آیا ہوں۔
 عجز بے خویشی و درویشی و دلریشی زدرد
 این ہمہ بردعوی عشقت گواہ آوردہ ام
 محبت کے باعث زخمی دل، عاجزی اور بے خودی کی انکساری، یہ سب چیزیں
 آپ سے عشق کے دعویٰ پر میں گواہ کے طور پر لایا ہوں۔

دیو رھزن در کمیں نفس و هوا اعدائے دیں
 زین ہمہ با سایہ لطف پناہ آوردہ ام
 رہزنی کرنے والا شیطان گات میں بیٹھا ہے، نفس و خواہش دین کے دشمن
 ہیں ان سب کے باوجود آپ کی مہربانی کے سائے میں پناہ حاصل کی ہے۔
 گرچہ روئے معذرت نگذاشت گستاخی مرا
 کردہ گستاخی زبانِ عذر خواہ آوردہ ام
 اگرچہ گستاخیوں نے میرے لئے یہ گنجائش نہیں چھوڑی کے معذرت کا چہرہ
 آپ کی باگاہ میں لاسکوں، میں نے گستاخیاں کی ہیں لیکن معافی مانگنے والی زبان لے کر
 آیا ہوں۔

بستہ ام بر یکدگر نخلے زخارستانِ طبع
 سوئے فردوس بریں مُشتے گیاه آوردہ ام
 طبیعت کے خارستان سے کانٹے ایک دوسرے پر رکھ کر کھجور کی شکل بنا کر گاس
 کی ایک مٹھی اعلیٰ ترین بہشت کی طرف لایا ہوں۔

دولتم این بس کہ بعد از محنت و رنج دراز
 بر حریم آستانت روئے عجز آوردہ ام
 میرے لئے یہی دولت کافی ہے کہ عرصہ داری کی محنت و مشقت کے بعد اجزی
 کا چہرہ آپ کے دربارِ عالی کے آستانہ پر لایا ہوں۔



نداءِ یارسول اللہ
مع
زیارتِ قبور

مؤلفہ
عالم ربانی عارف حقانی

حضرت مولانا محمد صالح نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ

المتوفی
اگست ۱۹۵۹ء

المولود
۱۸۶۹ء اندازاً

المدفون
میتراں والی (سیالکوٹ)